تحف العقول

۳

عَنْ آلِ الرَّسُولِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عقل ودانش کے شاہکار تحفے

مولف:

محدّث جلیل القدر شیخ ابو محمد حسن بن علی حرانی

مترجم:

اعتمادُ العلماء مولانا محمد نذر الحسنین محمدی

ایم اے۔ فاضل عربی

عَنْ آلِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی

عقل ودانش کے شاہکار تحفے

فرمودات

حضرت فاطمۂ زہراء، امام حسن مجتبیٰ، امام حسین، امام زین العابدین وامام محمد باقر علیہم السلام

مؤلف:

محدث جلیل القدر شیخ ابومحمد حسن بن علی حرانی

مترجم:

اعتماد العلماء مولانا محمد نذر الحسنین محمدی ایم اے۔ فاضل عربی

ناشر:

مَوْلانَا مُحَمَّدْ شَبِیْہُ الْحَسَنَیْن مُحَمَّدِیْ فَاؤنْڈیْشَنْ پَاکِسْتَانْ

نام:..........تحف العقول جلد سوم

مؤلف:..........محدث جلیل القدر شیخ ابو محمد حسن بن علی الحرّانیؒ

مترجم:..........مولانا محمد نذر الحسنین محمدی اعتماد العلماء

ترتیب و تنظیم:..........مولانا یعقوب شاہد آخوندی

ناشر:......مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان) کراچی

طباعت:..........۲۰۱۰ء

طبع:..........بارِ اوّل

تعداد:..........۱۰۰۰

مطبع:..........پرنٹ سپوٹ

ہدیہ:..........۱۱۰ روپے

کتاب ملنے کے پتے:

مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان) نارتھ ناظم آباد، بلاک آئی، کراچی

فون:021-36670130

E-mail:msmfpakistan@gmail.com

محفوظ بک ایجنسی۔ مارٹن روڈ کراچی

فون: 34917823 , 34124286

اکیڈمی آف قرآن اسٹیڈیز

B-285-بلاک13، فیڈرل بی ایریا۔ کراچی، فون: 021-36364519

انتساب

جنّت البقیع کے نام....!

...کہ جس کی آغوش میں لختِ دلِ رسولؐ، خاتونِ جنت، جناب فاطمہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا اور اُن کے جگر گوشے اور اپنے ناناؐ کے نورِ نظر......!

- شہزادۂ سبز قبا، حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام،
- سیّد الساجدین زین العابدین، حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام،
- باقر علومِ انبیاءؑ، ابن الخیرتین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام،
- صادق آلِ محمدؐ، مجمع البحرین، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، ایسے......

آسمانِ عصمت وولایت کے درخشندہ ستارے....اور اُن کے چاہنے والے محو استراحت و آرام ہیں......اور مرکز و مرجع خلائق اور زیارت گاہِ خاص و عام ہیں، کہکشاں جس جنّت کی روِشوں پر بچھ بچھ جانے کی آرزو اور فردوسِ بریں جس کی زمین پر رَشک کرے....! فرشتے جہاں رہنے کی تمنّا کریں.....!

مگر، کچھ بے حس شتر مرغ نما انسان......اُس جنت کی عمارتوں کے انہدام سے بھی نہ شرمائیں!..

یہ کیسے ناسمجھ؟ کتنے بھولے؟ اور سادہ لوح ہیں...! جن ہستیوں کی حکومت، لوگوں کے دلوں پر ہے....یہ ان کے گھر اور خیمے جلا کر، ان کی قبروں پر ہل چلا کر، مزاروں پر بلڈوزر پھیر کر اور بم برسا کر مطمئن ہیں،....ریت میں سر چھپا کر پُر سکون ہیں....کہ ہم نے اپنے اقتدار کے خلاف ہر زیر وبالائے زمین خطرے کو نیست و نابود کر دیا....!!

کب تک......؟ آخر کب تک مسلمانوں کی آنکھیں بند رہیں گی....؟؟

بس........زیادہ دیر نہیں........!

روشنی پھیلا ہی چاہتی ہے....! حق روشن و آشکار ہوگا....باطل اندھیروں میں ڈوب جائے گا!!

اور پھر راج کرے گی وہی رعایا.......! کہ.....جن کے دلوں پر جنت البقیع کے باسیوں کی حکومت ہے..!

گدائے درِ شہرِ علم: محمد نذر الحسنین محمدی

فہرستِ مطالب

اظہارِ تشکر.. ۸

تقریظ از حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید رضی جعفر صاحب نقوی.................... ۱۱

تقریظ از مولانا محمد یعقوب شاہد آخوندی.. ۱۴

فرمودات واقوالِ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا................................ ۱۷

امام حسن بن علی علیہما السلام کے فرمودات، اقوال اور تقریریں........................ ۲۵

امام حسن علیہ السلام کی طویل روایات واحادیث جو حکمت ودانش کا مرقع ہیں................ ۲۶

امام حسن علیہ السلام کی حکیمانہ ودانشورانہ باتیں.................................. ۳۰

امام حسن علیہ السلام سے پوچھے گئے سوالوں کے جواب................................ ۳۳

امام حسن علیہ السلام کا کلام بلاغت نظام.. ۳۷

امام حسن علیہ السلام کی ایک وعظ ونصیحت آمیز تقریر................................ ۴۰

امام حسن علیہ السلام کی ایک تقریر.. ۴۲

امام حسن علیہ السلام کے مختصر اقوال.. ۴۵

فرمودات امام حسین علیہ السلام..۵۴

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں امام حسینؑ کی ایک تقریر..................۵۴

امام حسین علیہ السلام کا ایک موعظہ..۶۰

امام حسین علیہ السلام کا خط اہلِ کوفہ کے نام..۶۲

امام حسین علیہ السلام کی طرف سے ان سوالوں کے جواب جو شہنشاہ روم نے اپنے نمائندے کو امام حسین علیہ السلام اور یزید بن معاویہ کے پاس بھیج کر پچھوائے تھے..................۶۵

جہاد کی اقسام..۶۸

توحید خداوندی کے موضوع پر امام حسین علیہ السلام کی ایک تقریر..۷۰

امام حسین علیہ السلام کا وعظ و نصیحت اور دانش و حکمت سے لبریز مختصر کلام..۷۳

امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام کے پند و نصائح اور اقوالِ حکیمانہ..................۸۱

امام علی ابن الحسین زین العابدین کی اپنے تمام ساتھیوں اور شیعوں کے لئے وعظ و نصیحت اور ہر جمعۃ المبارک کے موقع پر اُن کے لئے خصوصی یاد دہانی..................۸۴

وعظ و نصیحت، زہد و پارسائی اور حکمت و دانشمندی کے بارے میں

آپؑ کی ایک تقریر دل پذیر:..۸۹

امام سجاد علیہ السلام کا مشہور و معروف "رسالہ حقوق"..۹۴

اس کے بعد کردار یا افعال کے حقوق ہیں..۱۰۱

رہبروں، پیشواؤں اور اماموں کے حقوق..۱۰۴

رعایا (زیر دستوں) کے حقوق..۱۰۶

رشتے داروں کے حقوق..۱۰۹

زہد و پارسائی کے بارے میں کلام امام زین العابدین علیہ السلام..................................۱۲۵

امام زین العابدین علیہ السلام کا نامہ مبارک..۱۳۰

اخلاقیات و حکمت کے بارے میں امام زین العابدین کا مختصر کلام..................................۱۳۷

کلام و روایات حضرتِ امام محمد باقر علیہ السلام..۱۴۹

آپؑ کا وہ طویل کلام جو اخلاق و حکمت کے موضوع پر مشتمل ہے..................................۱۵۰

امام علیہ السلام کا یہ خطاب جابر جعفی ہی کے لئے تھا..۱۵۶

تلواروں کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام کا کلام بلاغت نظام..................................۱۵۹

آپؑ کا ایک وعظ..۱۶۴

امام محمد باقر علیہ السلام کا اخلاق و حکمت کے موضوع پر مختصر کلام اور اقوال زریں..................۱۶۷

یادداشت..۱۸۱

اظہار تشکر

سلامٌ علیکم

شکر ہے اُس خدا کا جس نے یہ مقام عطا فرمایا اور یہ سب کچھ بیان کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں قطعاً کوئی علمی شخصیت نہیں ہوں کہ اس اہم کتاب کے بارے میں تبصرہ کر سکوں۔ لیکن جن مراحل سے گزر کر یہ کتاب آپ کی خدمت میں موجود ہے، انھیں بیان نہ کرنا آپ لوگوں کے ساتھ نیز ادارہ ''مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاونڈیشن۔ پاکستان'' کے ساتھ سراسر ناانصافی ہوگی۔

میرے والد محترم اعتماد العلماء مولانا محمد نذر الحسنین محمدی حفظہ اللہ نے اس سلسلہ کتب تحف العقول کے پہلے حصے کے دیباچہ میں جو آنحضورؐ کے اقوال پر مشتمل تھا، عرض کیا تھا کہ ''اس کتاب کے باقی حصوں کی اشاعت کا دارومدار آپ تمام لوگوں کے تعاون و دلچسپی پر ہوگا۔'' اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ تمام لوگوں کی بے پناہ پزیرائی، رہنمائی اور بھرپور تعاون کے باعث اس ادارہ ''محمدی فاونڈیشن'' کو پہلے تحف العقول حصہ اوّل (باب ارشادات آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھر تحف العقول حصہ دوم (باب ارشاداتِ امیر المومنین حضرت علی علیہ اسلام) کو شائع کرنے شرف حاصل ہوا، اور اب تحف العقول حصہ سوم (مشتمل بر ارشادات و فرامین جناب فاطمہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت امام زین العابدین علیہ سلام، اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) کو بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے

اس کامیابی کا تمام تر سہرا اُن سب لوگوں کے سر ہے جنھوں نے روز اوّل سے لے کر آج تک ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور قیمتی مشوروں سے نوازا۔ میں یہاں اپنے برادر محترم جناب مولانا محمد یعقوب شاہد آخوندی صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ جن کی بے پناہ محنت،

خصوصی توجہ اور بھرپور تعاون کی وجہ سے یہ تمام کتب منظر عام پر آسکیں۔

اس کے ساتھ ہی میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گا:

جناب علی مہدی صاحب کاظمی،

جناب بینش شبیر صاحب،

جناب ریحان خان صاحب،

جناب محمد ظفر چمن صاحب زیدی،

محترمہ عالمہ خاتون صاحبہ،

جناب آصف شاہ صاحب الحسینی،

جناب مسعود صاحب زیدی ،

محترم جناب حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا محمد عون صاحب نقوی،

محترم جناب حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سیّد شہنشاہ حسین صاحب نقوی،

محترم جناب پروفیسر مولانا محمد تقی ہادی صاحب نقوی،

محترم جناب مفسّر قرآن مولانا ڈاکٹر سیّد محمد حسن صاحب رضوی،

محترم المقام جناب حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا غلام حسنین صاحب رضوی،

محترم جناب حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سیّد رضی جعفر صاحب نقوی

اور عمِ محترم و مکرّم جناب مولانا محمد فخر الحسنین صاحب محمدی کا..........،

کہ ان سب کا بھرپور تعاون ہمیں حاصل رہا۔ میں ذاتی طور پر ان تمام شخصیات اور وہ تمام افراد جن کے نام میں یہاں لکھنا بھول رہا ہوں، سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ خدائے بزرگ و برتر سے کہ وہ آپ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور سوائے غمِ حسینؑ کے کوئی اور غم نہ دے۔ آمین۔

میں یہاں خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا محترم جناب آصف شاہ صاحب الحسینی کا کہ... جنھوں نے ''مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاونڈیشن۔ پاکستان'' کی بنیاد رکھنے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا، اور اس سلسلے میں ان کی آراء، تجاویز، رہنمائی اور گراں قدر خدمات لائقِ تحسین ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی آپ تمام حضرات ہمیں اپنے قیمتی مشوروں اور تعاون سے مستفید فرماتے رہیں گے۔

آپ سب کی دُعاؤں کا متمنی

محمد کاظم حسنین محمدی

نائب مدیر: مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاونڈیشن۔ پاکستان

تقریظ

از حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سیّد رضی جعفر صاحب نقوی

''تحف العقول''.........ایک گراں بہا علمی شہ پارہ

''تحف العقول'' ....یعنی: ''عقل و دانش کے لئے تحفے''

ملت جعفریہ کی ممتاز علمی شخصیت، ''آقائے حرّانی'' کی گراں قدر تالیف: ''تحف العقول'' کو ہر دور کے صاحبانِ فکر ونظر، علماء اور دانشوروں کے درمیان مقبولیت حاصل رہی ہے۔ کیونکہ یہ کتاب واقعاً عقل و دانش کی دنیا کے لئے ایک گراں بہا تحفے کی حیثیت کی حامل ہے۔ برادر عزیز مولانا محمد نذر الحسنین محمدی صاحب (اعتماد العلماء) دام مجدہ کے حصے میں قلم قدرت نے یہ سعادت لکھی کہ:

وہ اس عظیم الشان کتاب کو اُردو کے قالب میں ڈھال کر اُردو داں طبقہ کے لئے خاص طور سے مورد استفادہ بنا رہے ہیں۔

مولانا محمد نذر الحسنین محمدی صاحب دام مجدہ ایک عظیم باپ کے بیٹے اور ایک عظیم المرتبت دادا کے پوتے ہیں، اور علمی جذبات کا شوق، آپ کو اپنے آباء و اجداد سے ورثہ میں ملا ہے۔

میں اپنے بچپن میں جن بزرگوں کی جلالت علمی کے تذکرے سنتا تھا، اُن میں ایک نمایاں نام عالی جناب مولانا محمد اعجاز حسن بدایونی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ کا تھا، جن کی فصاحت و بلاغت تقریر و تحریر، مذہبی خدمات اور عظمت و جلالت کا تذکرہ، علماء و خطباء اور دانشورانِ ملّت کی

زبانوں پر عام تھا۔ پھر جب میں نجف اشرف سے تحصیل علم کے بعد کراچی آیا اور مجالس و مدارس کے کاموں کے سلسلہ میں وقفے وقفے سے لاہور کے سفر پیش آئے تو مولانا محمد اعجاز حسن بدایونی صاحب کے گرامی مرتبت فرزند عالی جناب مولانا شبیہ الحسنین محمدی اعلیٰ اللہ مقامہ کی خدمت میں حاضری کو اپنے لئے سعادت سمجھتا تھا۔

اُن دنوں آپ کا قیام لاہور میں، نواب صاحب کے قائم کردہ مدرسہ میں تھا۔ مولانا شبیہ الحسنین محمدی صاحب ہماری ملّت کے مجاہد علمائے کرام میں سے تھے۔ آپ نے ہر قومی محاذ پر نہ صرف شرکت فرمائی، بلکہ آپ اپنی جرأت مندانہ تقریروں سے مخالفین کی زبانوں کو گنگ اور اُن کے فکری اسلحوں کو کند کردینے کی بھرپور صلاحیت کے مالک تھے۔ آپ ایک درویش صفت انسان، دنیا کی آلائشوں سے پاک رہنما، اور جرأت رندانہ سے کام لینے والے محترم عالم دین تھے۔

جن سیاسی، قومی اور مذہبی اجتماعات میں آپ شریک ہوتے تھے اُن میں اپنے پُر زور اندازِ خطابت سے پورے مجمع پر چھا جاتے تھے، اور اپنے موقف کی ترجمانی ایسے مؤثر انداز میں فرماتے تھے کہ اپنے اور غیر، سب ہی اس کی داد دینے پر مجبور ہو جائیں۔ مرحوم کو اللہ نے دو فرزندوں سے نوازا، اور اُنہوں نے دونوں کو عالمِ دین بنایا:

(۱): مولانا محمد نذر الحسنین محمدی صاحب اور (۲): مولانا محمد فخر الحسنین محمدی صاحب

مولانا محمد فخر الحسنین صاحب محمدی اُس زمانہ میں اپنے والد ماجد کے ساتھ ہی رہتے تھے، اور لاہور کی دینی درس گاہ (مظفر المدارس، مدرستہ الواعظین) میں ہی تحصیلِ علم میں مصروف تھے۔ جبکہ مولانا محمد نذر الحسنین صاحب محمدی مدرسہ مشارع العلوم حیدر آباد اور دوسری

دینی درس گاہوں میں کسب فیض کر رہے تھے۔ میرے لئے نہایت مسرت کی بات ہے کہ مولانا شبیہ الحسنین صاحب محمدی کے نام سے منسوب ادارہ کے زیر اہتمام، نشر و اشاعت کا عظیم الشان سلسلہ شروع کیا گیا ہے، جس کے تحت متعدد کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں، لیکن ان تمام کتابوں میں نمایاں ترین خدمت "تحف العقول" کے ترجمہ کی ہے جو ہمارے علمی مفاخر میں سے ہے۔ اور پھر اُسے اس ادارہ کے تحت نہایت خوبصورت انداز سے شائع کیا جا رہا ہے۔

میری دعا ہے کہ مالکِ دو جہاں ہمارے برادر مکرم مولانا محمد نذر الحسنین صاحب محمدی کی توفیقاتِ خیر میں اضافہ کرے، اُن کے مرحوم بزرگوں کو جنت الفردوس کی نعمتوں سے سرفراز کرے۔ مولانا موصوف کی خدمات کا اُنہیں بہترین اجر و ثواب عطا فرمائے، اور قوم و ملّت کو ان کی خدمات سے کسب فیض کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

والسلام

سیّد رضی جعفر نقوی

تقریظ

از.......مولانا محمد یعقوب شاہد آخوندی

''اسلام'' انسان کی تعمیر میں ''عقل'' کے بنیادی کردار کا قائل ہے اور زندگی کی پیچیدہ راہوں کو طے کرنے کے لئے عقل کی پیروی کی تاکید کرتا ہے.....تا کہ انسان اپنی قوتِ ادراک سے روشنی حاصل کرے اور خود اپنے وجود اور اپنے معاشرے میں ''انسانیت'' کو رواج دے.....!

اسلام کے نکتۂ نظر سے انسان اور کائنات کی دوسری موجودات کے مابین تفاوت محض حسی و عقلی ادراک تک منحصر نہیں، بلکہ انسان قلبی ایمان اور خاص ادراک کی بنا پر تمام حیوانات سے برتر ہے۔ چنانچہ انسان کائنات میں ایک ذمے دار وجود کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وہ زندگی کے نشیب و فراز اور اجتماعی و انفرادی کردار میں ''ادراک'' و ''ایمان'' کو اپنے دیگر انسانی پہلوؤں کے شانہ بشانہ کام میں لائے۔

انسان کامیابی و خوش بختی کے لیے ایک ایسے معنوی وسیلے کا محتاج ہے جو اُسے روشن بینی عطا کرے، یہ روشن بینی عطا کرنے والا عامل ''معرفتِ الٰہی'' ہے۔ یہی وہ وسیلہ ہے جو روح کی چشمِ بینا کے سامنے سے غفلت اور ہر نوع کے انحراف کے پردوں کو ہٹا دیتا ہے۔

وجود انسانی کو معرفت الٰہی کے نور سے منور کرنے والی عظیم دولت فرامین و اقوال معصومین علیہم السلام ہیں۔ اس معرفت کے نور کو جوانانِ ملت کے پاکیزہ قلوب میں روشن کرنے کے لیے سلالۃ العلماء والمجتہدین، اعتماد العلماء حضرت مولانا محمد نذر الحسنین محمدی دامت برکاتہ الشریف نے کئی سال سے اپنی روزگار کی مصروفیات کے درمیان سے وقت نکال کر کئی کتابوں کو تحریر کیا، انہی میں سے ایک ''تحف العقول'' جیسی عظیم علمی میراث ہے جو ائمۂ اطہار علیہم السلام

کے اقوال پر محیط شیخ ابو محمد حسن بن علی حرانی کی شہرۂ آفاق کتاب ہے، جس کے پہلے حصے کے ترجمے سے فراغت کے بعد دوسرے حصے کا ترجمہ مکمل فرمایا اور بزم علم وادب سے آشنا افراد کی جانب سے حوصلہ افزائی اور تشویق سبب بنا............، کہ اب زیرِ نظر کتاب ''تحف العقول'' جلد سوم آپ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، جو انشاء اللہ تشنگانِ معرفت کے لئے آبِ معرفت کا کام انجام دے گی۔

خداوند متعال سے دعا ہے کہ وہ اسلام کی سعادت بخش تعلیمات کے سائے میں ہم سب کو نجات حاصل کرنے اور کمال و ترقی کی منزلیں طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے، جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ اسی کی جانب سے ہے اور ہماری حیثیت اس کے سامنے محض نقشِ دیوار کی سی ہے۔

والسلام

محمد یعقوب شاہد آخوندی

فرمودات واقوالِ

حضرتِ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا

فرمودات واقوال حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا!

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔۔''اگر کوئی روزے دار، روزے کی حالت میں بھی۔۔ اپنی زبان، کان، نگاہوں اور دیگر اعضاء و جوارح کو۔۔گناہ سے نہیں روک سکتا، تو اُس کے روزوں کا اسے کیا فائدہ ہے؟۔۔۔

جناب فاطمہؑ نے ایک بار حضرت علی علیہ السلام سے عرض کیا کہ ''اے ابوالحسنؑ! مجھے اپنے خدا سے اس بات پر شرم آتی ہے کہ میں آپ کو اُس بات کے لئے تکلیف دوں جس کے کرنے کی۔۔آپ میں قدرت وطاقت نہ ہو!!

خاتون جنت جناب فاطمہؑ نے حضرت علیؑ سے بطورِ وصیت فرمائش کی کہ۔۔۔

''جب میں اس جہاں سے آنکھیں بند کرلوں تو۔۔۔ میرے غسل، تجہیز و تکفین کا بندوبست آپ خود کیجئے گا۔۔اور مجھ پر نمازِ جنازہ۔۔آپ پڑھئے گا اور پھر آپ ہی مجھے قبر میں اتارئے گا۔۔۔ اور مجھے سپردِ خاک کر کے، میری قبر پر مٹی ہموار کر دیجئے گا۔۔۔ اور میرے سرہانے میرے روبرو بیٹھ کر، زیادہ سے زیادہ۔۔''تلاوتِ قرآن'' اور ''دعا'' کیجئے گا۔۔۔ کیونکہ یہ وہ ساعت ہوتی ہے کہ جب مرنے والے کو، زندہ لوگوں کے اُنس ومحبت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔۔۔!!

میں آپ کو اللہ تعالی کے سپرد کر رہی ہوں اور آپ کو اپنے بیٹوں (اولاد) کے بارے میں، بہترین سلوک کی وصیت اور سفارش کر رہی ہوں۔۔۔!!

حضرت فاطمہ ''اُم الحسنین'' نے ماں کی قدرومنزلت کے بارے میں ارشاد فرمایا۔۔۔

''ہمیشہ اپنی ماں کی خدمت کیا کرو۔۔۔ کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔۔۔!!

جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے قرآن کریم کی فضیلت کے حوالے سے ارشاد فرمایا

کہ............

''سورۃ الحدید، سورۃ الواقعہ، اور سورۃ الرحمٰن کے قاری کو۔۔۔ زمین اور آسمانوں میں ''ساکنِ بہشت'' کے نام سے پکارا جاتا ہے!

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

اُس امت کو۔۔۔ جس نے اللہ اور رسول اللہ سے امیر المومنین علی کے بارے میں کیئے ہوئے عہد کو توڑ ڈالا ہو۔۔۔ کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ میرے جنازے پر نماز پڑھے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے حق میں ظلم کیا۔ میری میراث کو زبردستی لے لیا۔۔۔ اور میرے والد نے میرے لئے جو دستاویز، ملکیتِ ''فدک'' کے بارے میں تحریر کردی تھی انہوں نے اُس کو نذرِ آتش کر دیا...... میرے پیش کیے ہوئے گواہوں کو جھٹلا دیا۔۔ جبکہ۔۔۔ خدا کی قسم! وہ گواہ جبریل و میکائیل، امیر المومنین علیؑ اور ام ایمنؓ تھے۔

یہ وہ لوگ ہیں۔۔۔ کہ جب ان کی ضرورت تھی تو یہ گھروں میں بیٹھے رہے۔۔ حالانکہ امیر المومنین علیؑ اپنے ہمراہ مجھے حسنؑ اور حسینؑ کو لے کر.................. دن اور رات کے اوقات میں ان کے گھروں پر گئے۔۔ اور میں نے، ان کو اللہ اور رسولؐ یاد دلائے اور واسطے دیے کہ ہم پر ظلم نہ کریں۔ اور ہم سے ہمارا وہ حق نہ چھینیں۔۔۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا حق قرار دیا ہے!

تو۔۔ یہ ہمیں رات کے وقت ''ہاں'' میں (مثبت) جواب دیتے اور دن کے وقت، ہماری مدد کرنے سے بچنے کے لئے۔۔ پیچھے ہٹ کر بیٹھ رہتے! اور آخر کار۔۔ انہوں نے ہمارے دروازے پر ہجوم کرلیا اور ایندھن کی لکڑی کا ڈھیر لگا دیا۔۔! اور پھر وہ آگ لے کر آ گئے تا کہ ہمارے دروازے کو اور ہمیں جلا ڈالیں!! تو، ایسی امت کیا اس لائق ہے کہ میری نمازِ جنازہ پڑھے؟؟؟

❁ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ

"عورتوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ نہ وہ (نامحرم) مردوں کو دیکھیں اور نہ (نامحرم) مرد اُنہیں"!

جناب فاطمہ نے ایک مرتبہ آنحضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا!

یارسول اللہؐ! سلمانؓ (فارسی) میرے لباس (کی سادگی اور اس کے پیوندوں) پر حیران ہو رہے تھے۔۔

تو۔۔قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث بہ رسالت فرمایا۔۔۔! میرے اور علیؑ کے پاس، پانچ برس سے بھیڑ کی ایک کھال کے سوا کچھ نہیں، اسی پر۔۔۔ ہمارا اونٹ دن میں چارہ کھاتا ہے۔۔ اور جب رات آتی ہے تو، اسی کھال کو ہم اپنا فرشِ خواب بنا لیتے ہیں اور ہمارا تکیہ چمڑے کا ہے جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی ہے۔۔۔!!

آپؐ نے فرمایا کہ۔۔۔ تمہاری دنیا سے بس تین چیزیں ہی میری محبت کے لائق ہیں۔

۱۔ کتابِ خدا "قرآن مجید" کی تلاوت۔!

۲۔ رسولِؐ خدا کے چہرۂ مبارک کی زیارت۔!

۳۔ اور راہِ خدا میں (انفاق و) اخراجات!

❁ جناب فاطمۃ الزہراءؑ نے فرمایا کہ۔۔۔

کسی شخص کے چہرہ کا "مومن" کو دیکھ کر کھل اٹھنا، اُس شخص کے لئے بہشت کے حصول کا سبب ہوتا ہے۔۔۔!

اور کسی شخص کے چہرے کا، جنگ پر آمادہ دشمن کو دیکھنے کے باوجود بھی کھِلا رہنا، اُس شخص کو دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے۔! (کہ یہ خوش روئی۔۔ مومن کے اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان و یقین کی علامت و نشانی ہے)

❁ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ

''جو شخص اللہ تعالی کی بارگاہ میں، اپنی خالص عبادت واعمالِ صالح بھیجتا ہے۔۔اللہ تعالی اُس پر اپنی بہترین مصلحتیں اور اچھائیاں نازل فرماتا ہے!

❁ جناب معصومۂ کونین نے فرمایا:

''دستر خوان پر کھانا کھاتے وقت بارہ قسم کے آداب ملحوظ رکھنا چاہئیں، ان آداب کو ہر مسلمان کو اچھی طرح جان لینا چاہیئے! ان میں سے چار فرض ولازم، چار مستحب ہیں اور چار وہ ہیں جن میں ادب وتہذیب کا لحاظ رکھنا مقصود ہے۔۔۔!!

جو چار فرض ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔معرفتِ پروردگار۔(رزق دینے والے کو پہچاننا)

۲۔رضاو پسندیدگیٔ پروردگار کو مدِ نظر رکھنا!

۳۔کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا!

۴۔کھانا کھا چکنے کے بعد شکر خدا بجالانا!

جو چار باتیں مستحب یا سنت ہیں۔۔یہ ہیں!

۱۔کھانا کھانے سے پہلے وضو کر لینا!

۲۔کھانا کھاتے وقت (تشہد کی طرح) بائیں زانو پر بیٹھنا!

۳۔تین انگلیوں سے کھانا!

۴۔کھانا کھا چکنے کے بعد انگلیوں کا چاٹ لینا!

اور وہ چار باتیں جن کا خیال اور لحاظ ادب کی خاطر کرنا چاہیئے وہ یہ ہیں!

۱۔کھانا اپنے سامنے والے حصے سے لے کر کھانا! (دوسرے کی طرف سے گھسیٹ کر نہ کھانا)

۲۔لقمے کو چھوٹا رکھنا!

۳۔ لقمے کو اچھی طرح چبالینا!

۴۔ کھانے کے دوران لوگوں کے چہروں پر کم سے کم نگاہ ڈالنا!!

جناب فاطمہؑ نے اپنے شوہر نامدار امیر المومنین علی ابنِ ابی طالبؑ کے چاہنے والوں کی فضیلت کے بارے میں فرمایا! کہ "یقیناً پورا اور حقیقی خوش بخت و سعادتمند وہ شخص ہے جو علیؑ کا محب اور چاہنے والا ہو۔۔ان کی زندگی میں بھی اور بعدِ شہادت بھی!۔۔۔

جنابِ فاطمہؑ بیمار تھیں تو کچھ مہاجر و انصار خواتین آپ کی عیادت و مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئیں انہوں نے آپ کا حال پوچھا تو آپؑ نے جو کچھ جواب میں فرمایا اس کلام کا ایک مختصر اور اہم اقتباس۔۔۔!

"میری جان کی قسم۔۔۔!

(فتنے کی بنیاد تو رکھ دی گئی ہے) اونٹنی کو حمل ٹھہر گیا ہے۔۔۔اب تو اس کے جننے کا انتظار کرو کہ۔۔کب جنتی ہے؟ وہ (بیاہ لے) جن چکے، تو پھر۔۔۔تم دودھ کے بجائے اس کے تھنوں سے خون اور مہلک زہر، دوہو گے! یہی وہ مقام ہے۔۔ جہاں باطل کی راہ پر چلنے والے گھاٹے اور خسارے میں رہتے ہیں۔۔۔!

بعد میں آنے والی نسلیں۔۔۔ابتدائی (صدر اسلام کے) دور کے مسلمانوں کی ڈالی ہوئی بنیادوں کے نقصانات کو بھگتیں گی!

جب "دنیا" ہی تمہاری جان ہو جائے گی۔۔۔اور تم آسودہ خاطر اور مطمئن ہو چکے ہو گے۔۔۔تو اُس وقت فتنوں اور پُر آشوب حالات کے ظہور کے لئے آمادہ و تیار رہنا!

اپنے آپ کو خوشخبری دے دو!۔۔۔کہ تم ہمیشہ تیزی سے کاٹ ڈالنے والی تلواروں، اور پے در پے ظلم و ستم کرنے والے حملہ آوروں کی زد پر رہو گے۔۔! اور تم عمومی و اجتماعی طور پر بدنظمی، افراتفری اور ظالموں کے استبداد و جبر کا شکار رہو گے۔

یہ لوگ تمہارا حصہ اور حقوق تمہیں بہت کم ہی دیا کریں گے! اور یہ لوگ تمہارے اجتماع و اتحاد کو کسی فصل کی طرح سمجھیں گے اور اُسے کاٹ کاٹ کر پارہ پارہ کردیں گے!۔ افسوس اور حسرت ہے تم پر!!!

تم معاملات کو کہاں تک لے جاؤ گے؟ (تمہارا انجام کیا ہوگا؟) کیا تمہارے دل و دماغ اندھے ہوگئے ہیں؟

کیا ہم تمہیں کسی ایسے کام پر آمادہ و تیار کرسکتے ہیں، جو تمہیں، اچھا نہ لگتا ہو؟؟۔۔۔ (یعنی خلافت و امامتِ امیر المومنین۔۔۔!!)

امام حسن بن علی علیہما السلام

کے فرمودات۔ اقوال اور تقریریں

یہاں پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرہیز گار نواسے ابو محمد حسن بن علی صلوات اللہ ورحمتہ وبرکاتہ علیہما.....کی وہ طویل روایات واحادیث جو حکمت و دانش کا مرقع ہیں پیش کی جاتی ہیں.....!

خصوصاً........یہ وہ جواب ہیں جو مختلف موضوعات پر سوالوں کی شکل میں، آپؑ سے امیر المومنین علی علیہ السلام نے یا بعض دوسرے حضرات نے کئے تھے...!!

امام حسن علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ''زہد'' کیا ہے......؟

تو آپؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''تقویٰ کی چاہت اور دنیا سے بیزاری!

پوچھا: ''حلم'' کیا ہے....؟

کہا: ''غصے کو پی لینا اور اپنے نفس پر قابو رکھنا....!!

پوچھا: ''شرَف'' کیا ہے....؟

فرمایا: ''خاندان قبیلے کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خاطر خسارہ یا تاوان برداشت کر لینا.....!

پوچھا ''بہادری'' کیا ہے.....؟

فرمایا: پناہ دینے والے کی حمایت، جہاد کے موقع پر صبر و پامردی، اور پیش آنے والی ناگوار باتوں کا آگے بڑھ کر.....سامنا کرنا...!!

پوچھا: ''بزرگی'' اور ''ارجمندی'' کیا ہے....؟

فرمایا: نقصان ہوتے ہوئے بھی عطا و بخشش کرنا، جرم کو معاف کر دینا...!!

پوچھا: ''مردانگی'' کیا ہے....؟

فرمایا: دین کی عزت، عزتِ نفس کا خیال و احساس، نرمی سے کسی کی امداد، اعانت اور

تحفظ، نیکی کے عہد پر ہمیشہ قائم رہنا....! حقوق کی ادائیگی، اور لوگوں کو قحط کے زمانے میں کھانا کھلانا...!

پوچھا: کمینگی اور دناءت کیا ہے...؟

فرمایا: معمولی اور تھوڑی چیز دیتے ہوئے بہت زیادہ سوچ بچار....!

اور حقیر شے سے بھی دریغ کرنا...!

پوچھا گیا: ذلالت و کمینگی کیا ہے....؟

فرمایا: بخشش و سخاوت میں کم ہونا، اور بدزبان ہونا..!

پوچھا گیا: ''فیاضی'' کیا ہے....؟

آپؑ نے جواب دیا......: خوش حالی ہو یا بدحالی ہر حال میں سخاوت کرنا!

پوچھا: اور بخل و کنجوسی کیا ہے......؟

فرمایا: وہ جذبہ کہ جو تیرے پاس رہے اُسے تو شرف و برتری کا وسیلہ سمجھے اور جو تو خرچ کرے اس کو برباد اور ضائع جانے....!

پوچھا: بھائی چارہ کیا ہے....؟

فرمایا: یہ کہ سختی اور نرمی دونوں میں بھائی بن کر ساتھ دے...!

پوچھا: بزدلی کیا ہے....؟

فرمایا: دوست پر چڑھائی اور دشمن سے گریز....!

پوچھا گیا: تونگری و دولتمندی کیا ہے.....؟

فرمایا: جو رزق اللہ تعالیٰ نے قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر راضی رہنا، چاہے وہ تھوڑا ہی ہو...!

پوچھا: فقر و ناداری کیا ہے....؟

فرمایا: ہر چیز کی شدید حرص...!

سوال کیا گیا: ''جوذ'' کیا ہے...؟

آپؑ نے جواب دیا: جس چیز کو اپنی جدوجہد سے حاصل کیا گیا ہو، کسی کو بخش دینا!

سوال: کرم کیا ہے....؟

جواب: بدحالی وخوشحالی دونوں حالتوں میں (اپنے آپ کو لئے دیئے رہنا اور مانگنے سے اپنے آپ کو بچانا یا) خودداری...!

سوال: جرأت کیا ہے...؟

جواب حالت جنگ میں اپنے برابر کے حریف کے مقابل ثابت قدم رہنا...!

سوال: زورآوری کیا ہے...؟

جواب: شدید جنگ کرنا اور طاقتور ترین لوگوں سے جنگ آزمائی..!

سوال: ذلت وخواری کیا ہے...؟

جواب: سچ بولنے یا اظہار حقیقت سے ڈرنا...!

سوال: نادانی و بے وقوفی کیا ہے....؟

جواب: تمہارا، اپنے امیر وحاکم یا اُس شخص کو جو تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہو... مقابلے اور نبرد آزمائی کی دعوت دینا...!

سوال: شکوہ وجلال کیا ہے....؟

جواب: اچھا کام کر گزرنا اور برے کام کو چھوڑ دینا....!

سوال: دوراندیشی کیا ہے...؟

جواب: طولانی صبر، کارکنوں کے ساتھ مہربانی اور خاطر مدارات کا سلوک اور تمام لوگوں (کے مکروفریب) سے ہوشیار رہنا...!

آپ سے پوچھا گیا: شرافت کیا ہے....؟

آپؑ نے جواب دیا: بھائیوں کا ساتھ دینا، اور ہمسایوں کی حفاظت کرنا...!

سوال کیا گیا: محرومی کیا ہے....؟

جواب دیا: تمہارا اپنے اس حصے کو چھوڑ دینا... جو تمہیں پیش کیا جا چکا ہو...!

سوال: سفاہت و بے عقلی کیا ہے...؟

جواب: کمینوں خسیسوں کی تابع داری اور گمراہوں کی صحبت و ہم نشینی!

سوال: گونگا پن کیا ہے....؟

جواب (بات کرنے کے بجائے) داڑھی سے کھیلتے رہنا اور بات کرتے وقت کھنکھارتے رہنا...!

سوال: بہادری و شجاعت کیا ہے....؟

جواب: اپنے جوڑ کے حریفوں پر ہاتھ ہلکا رکھنا، اور طعنہ و طنز آمیز بات سن کر صبر کے گھونٹ پی لینا..!

سوال: کلفت (مفت کی تکلیف برداشت کرنا) کیا ہے...؟

جواب: جس مسئلے کا تم سے تعلق نہ ہو اس کے بارے میں اظہار رائے اور گفتگو کرنا...!

سوال: سفاہ (جہالت آمیز بے وقوفی) کیا ہے...؟

جواب میں ارشاد فرمایا: کسی شخص کا اپنے مال کے بارے میں احمق و بے وقوف ہونا، اور اپنی عزت و ناموس کی پروا، نہ ہونا!

(اور آخر میں) آپؑ سے پوچھا گیا: ''کمینہ پن'' کیا ہے...؟ تو آپؑ نے جواب میں فرمایا: کہ انسان اپنی خواہشات کے لیے تو مال جمع کرے اور اُس کی حفاظت بھی کرے اور اپنی گھر والی (پر توجہ دینا چھوڑ کر اُس) کو دوسروں کے حوالے کر دے...!

امام حسن علیہ السلام کی حکیمانہ ودانشورانہ باتیں!

اے لوگو!

جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر نصیحت حاصل کرتا اور اخلاص اختیار کرتا ہے اور اُس کے حکم کو اپنا رہنما بنالیتا ہے..تو پروردگار کی طرف سے بھی اس کی بہت ہی پائیدار رہنمائی کی جاتی ہے اور اللہ اسے راہ پر چلنے میں کامیابی سے نوازتا ہے اور عاقبت وآخرت کے لیے اس کو اچھا بنا دیتا ہے! اللہ سے پناہ لینے والا محفوظ و مأمون اور اُس کا دشمن خوفزدہ اور ذلیل رہتا ہے! ذکر خدا کی کثرت کے وسیلے، اپنے آپ کو اللہ کی حفاظت وحراست میں رکھو! تقویٰ اختیار کر کے اللہ سے ڈرو اور اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے اللہ سے قربت ونزدیکی حاصل کرو کہ یقیناً خدا (تم سے) نزدیک بھی ہے...اور وہی جواب بھی دینے والا ہے...! اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْن

"اور جب میرے بندے تجھ سے میری نسبت سوال کریں (تو ان سے کہہ دو) یقیناً میں (اُن کے) نزدیک ہی ہوں، مجھ سے جب کوئی دعا مانگتا ہے قبول کر لیتا ہوں...پس اُن کو چاہیے کہ میرا ہی کہا مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں....تا کہ وہ سیدھی راہ پا جائیں۔"

(سورۂ بقرہ آیت ۱۸۶)

پس اللہ تعالیٰ سے قبولیت دعا چاہو اور اُس پر دلی یقین وایمان رکھو! تو یقینی طور پر جو شخص عظمت الٰہی سے واقف ہے اسے اپنے آپ کو عظیم نہیں سمجھنا چاہیے! اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے خوب واقف ہیں ان کی رفعت وبلندی یہی ہے کہ وہ تواضع اور انکساری سے کام لیں اور جو لوگ "جلال خداوندی" کی پہچان رکھتے ہیں ان کی عزت اسی میں ہے کہ وہ اللہ کے سامنے جھک جائیں اور جو لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ قدرت خداوندی کیا ہے....؟ ان لوگوں کے لیے

سلامتی (اور بچت) کا راستہ یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیں اور سر تسلیم خم کر دیں اور معرفت خداوندی کے بعد اس کا انکار نہ کریں اور ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہ ہو جائیں...!

یہ بات علم یقینی و قطعی کے طور پر جان لو کہ تم اُس وقت تک تقویٰ کے اوصاف نہ پہچان لو...اور تم اس وقت تک قرآن کے عہد و میثاق سے تمسک نہیں کر سکتے، جب تک کہ تم اُن افراد کو نہ پہچان لو جنہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے...!اور تم تلاوت قرآن کا حق ادا ہی نہیں کر سکتے جب تک کہ تم ان لوگوں کو نہ پہچان لو جنہوں نے کتاب خدا (قرآن مجید) میں تحریف کی ہے...!

اور جب تم ان افراد کو پہچان لو گے تو تم بدعتوں بناوٹ اور تکلف، تحریف در قرآن اور اللہ پر افترا پردازی و بہتان تراشی کے موارد اور مقامات کو بھی لازماً دیکھ اور سمجھ لو گے....!اور تم یہ بھی دیکھ لو گے کہ جو شخص سر کے بل گرتا ہے..تو کیسے گرتا ہے؟؟اور ہوشیار رہنا..! کہیں بے علم اور نادان لوگ تمہیں بھی جاہل نہ بنا دیں!

لہٰذا!تم شناخت و تشخیص کی قوت کے حصول کی درخواست اُس کے اہل افراد سے ہی کرنا..!اس لئے کہ صرف وہی لوگ خصوصی نور رکھتے ہیں...جس سے روشنی حاصل کی جا سکتی ہے...!

اور یہی افراد وہ ''امام'' ہیں کہ جن کی اقتداء و پیروی کی جانی چاہیے...''علم کی زندگی'' اور ''جہالت کی موت'' انہی کے وجود کا اثر ہے...!اور یہ وہی لوگ تو ہیں جو اپنے حلم و بردباری کے ذریعے تمہیں دوسروں کے جہل ولاعلمی سے باخبر و آگاہ رکھتے ہیں....اور ان کی قوت نطق و بیان سے اُن کے سکوت کا اور ان کے ظاہر سے ان کے باطن کا پتہ چلتا ہے....نہ یہ حق کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ حق کے بارے میں (آپس میں) اختلاف رکھتے ہیں..!ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قانون دیا جا چکا ہے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم اور فرمان جاری ہو چکا ہے اور....یقیناً اس میں یاد کرنے والوں کے لیے یاد رکھنے کی بات موجود ہے....!جب ذکر

سنت و حکم خدا کو سنو تو عقل سے کام لو اور (اپنے عمل میں بھی) اس کا خیال رکھو اور صرف روایت کرنے کو ہی کافی نہ سمجھ لینا اس لیے کہ راویان قرآن تو تعداد میں بہت زیادہ ہیں..! مگر اپنی زندگی میں اس پر عمل اور اس کی رعایت ملحوظ رکھنے والے بہت ہی کم ہیں واللہ المستعان! مدد مانگنے کے لائق تو اللہ ہی ہے...!

امام حسن علیہ السلام سے پوچھے گئے سوالوں کے جواب

(ہم نے یہاں ایک طویل روایت کا بقدر ضرورت کچھ حصہ نقل کیا ہے...!)

معاویہ نے ایک شخص کو بھیس بدلوا کر امیر المومنین علی علیہ السلام کے پاس کچھ سوالات پوچھنے کے لیے بھیجا جو "بادشاہِ روم" نے اس سے دریافت کئے تھے! وہ شخص جب کوفے میں وارد ہوا اور امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امیر المومنینؑ اسے نہ پہچانے پھر آپ نے اس سے تحقیق و تفتیش کی تو بالآخر اس نے امیر المومنینؑ سے اپنی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے سارا حال کہہ سنایا........! تب امیر المومنینؑ نے فرمایا: اللہ ہندۂ جگر خوارہ کے بیٹے کو مار ڈالے! اس نے خود کو اور اپنے ساتھیوں کو کتنا گمراہ کر لیا ہے! اللہ اسے قتل کرے....اس نے کنیز کو آزاد تو کر دیا، کتنا اچھا ہوتا کہ وہ اس سے شادی کر لیتا! (مطلب یہ ہے کہ اس نے کنیز کو آزاد تو کر دیا مگر اس کو یہ سمجھ نہ آسکا کہ وہ اس کنیز سے شادی کیسے کرے!)

خدا میرے اور اس امت کے درمیان فیصلہ کرے جنہوں نے مجھ سے رشتہ داری کے تعلق کو توڑ ڈالا، میرے عظیم مرتبے اور مقام کو پست و حقیر سمجھا اور میرے دن برباد کر دیئے!

(پھر آپؑ نے کسی سے کہا) حسنؑ، حسینؑ اور محمد (بن حنفیہ) کو میرے پاس بلا لاؤ! (جب) آپؑ حضرات بلالئے گئے تو امیر المومنینؑ نے اس شامی سے کہا: اے شامی! یہ دونوں (حسنؑ و حسینؑ) رسولؐ اللہ کے فرزند ہیں، اور یہ (محمد بن حنفیہ) میرا بیٹا ہے.....اب تم ان میں سے جس سے چاہو سوال پوچھ لو..!

تو، شامی نے کہا: میں ان سے پوچھے لیتا ہوں (یعنی امام حسنؑ سے) پھر اس نے کہا....:

حق و باطل کے درمیان کتنا فاصلہ ہے...؟

آسمان و زمین کے بیچ کتنی دوری ہے؟

مشرق و مغرب کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟

یہ چاند کے بے رنگ داغ، قوسِ قزح اور کہکشاں کیا ہیں؟

سب سے پہلے زمین سے کیا چیز برآمد ہوئی......؟

سب سے پہلے زمین پر کس چیز نے حرکت کی...؟

اس چشمے کے بارے میں بتایئے جہاں مومنین اور مشرکین کی روحیں پناہ لیں گی؟

''مؤنث''(خنثیٰ یا مخنث) کے بارے میں بتائیں...؟اور.....ان دس چیزوں کے بارے میں بتایئے جن میں سے ہر ایک دوسری سے زیادہ سخت (یا شدید) ہے؟

امام حسن علیہ السلام نے فوراً ہی جواب دینا شروع کر دیا!

اے برادر شامی!

حق اور باطل کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ ہے...!

جو آنکھوں سے دیکھو وہ سچ ہے اور کانوں سے سنا ہوا زیادہ تر باطل ہوتا ہے.....!!

آسمان اور زمین میں اتنا فاصلہ ہے، جتنی دیر میں کسی مظلوم کی دعا وہاں تک پہنچے....اور نظر کا پھیلاؤ اور وسعت ہی فاصلۂ زمین و آسمان ہے...!اور اس کے علاوہ کوئی اگر کچھ اور کہتا ہے تو اسے جھوٹا سمجھنا.....!

مشرق و مغرب کے درمیان ایک پورے دن کی لمبائی کے برابر فاصلہ ہے اور ایسا...سورج کی حرکت کی وجہ سے ہوتا ہے.....!تم سورج کو وقتِ طلوع اور وقتِ غروب دیکھو اور وقت نوٹ کر لو!(اور اس سے وقت و فاصلہ سمجھ لو) اور جو اس کے خلاف کہتا ہے اسے جھٹلا دو!(اور بالآخر ثابت ہو گیا کہ سورج اپنے ساتھی سیاروں کے ہمراہ ایک ثانیہ ر پل میں ۲۰ کلو میٹر کی رفتار سے ''حلو ونی'' اسکرو کی چوڑیوں کی مانند پیچ دار شکل میں ''ویگا'' ستارے کی جانب حرکت کر رہا ہے!)

اور یہ کہکشاں آسمان کی وہ کشادہ اور وسیع وادیاں ہیں جہاں سے طوفانِ نوح علیہ السلام کے وقت موسلا دھار پانی برساتھا....! اور قوسِ قزح تو " قزح " مت کہو کہ قزح شیطان ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کی کمان ہے اور اس قوس (دھنک) کی وجہ سے غرق ہونے سے امان ملتی جاتی ہے اور یہ جو چاند کے (بے رنگ) داغ ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ چاند کی روشنی بھی سورج کی روشنی کی مانند تھی، پھر اللہ نے اس (چاند کی روشنی) کو مٹادیا اور اس نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرمایا ہے:

"فَمَحَوْنَا آیة اللّیل و جعلنا آیة النّهار مبصرة"

پس ہم نے رات کی نشانی کو تاریک کردیا اور دن کی نشانی کو دکھانے والا بنادیا!

(سورۂ اسراء آیت ۱۲)

اور وہ چیز جو سب سے پہلے زمین پر ظاہر ہوئی یا ابھری! وہ وادیٔ دَلَس (ظلمت) ہے!
اور چہرۂ زمین پر جس چیز نے سب سے پہلے جنبش و حرکت کی وہ کھجور کا درخت ہے!
اور وہ چشمہ جہاں مومنین کی ارواح پناہ لیں گی اس چشمے کو "سلمیٰ" کہا جاتا ہے،
اور وہ چشمہ جہاں مشرکوں کی روحیں پناہ ڈھونڈیں گی اس کو برھوت کہا جاتا ہے!....
اور.... مونث (۱) (مادہ رخنثیٰ) وہ انسان ہے، جس کے بارے میں ابھی پتہ نہ چل سکے کہ وہ مرد ہے یا عورت! پس اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے.... اگر وہ عورت ہے تو اس کے پستان ظاہر ہوجائیں گے اور اگر وہ مرد ہے تو اس کی داڑھی نکل آئے گی......! اور اگر اس طرح بھی پتہ نہ چل سکے تو اسے دیوار پر پیشاب کرنے کے لیے کہا جائے گا، سو، اگر اس کا پیشاب دیوار تک پہنچ جائے تو وہ مرد ہے اور اگر اس کا پیشاب اونٹ کے پیشاب کی طرح (دیوار تک نہ

....

۱۔ ہونا تو لفظ "مخنث" چاہیے، لیکن ہم نے اس کو اصل کتاب کے متن کے مطابق مؤنث لکھ دیا ہے!

پہنچے اور دیوار سے) ہٹا رہے تو وہ عورت ہے...!

اور وہ دس چیزیں جن میں سے ہر ایک دوسری سے زیادہ سخت اور شدید ہے (یہ ہیں!)

پس..... اللہ تعالیٰ نے سب سے سخت چیز پتھر کو پیدا کیا

اور پتھر سے زیادہ سخت لوہا،

لوہے سے زیادہ سخت آگ،

آگ سے زیادہ پانی،

پانی سے زیادہ بادل،

بادل سے زیادہ ہوا،

ہوا سے زیادہ شدید تر اور سخت فرشتہ (جو ہوا کو چلانے پر مقرر) ہے!

اور ہوا کے فرشتے سے زیادہ سخت و شدید موت کا فرشتہ (حضرت عزرائیل علیہ السلام) ہے

اور موت کے فرشتے سے بھی زیادہ سخت اور شدید ترین چیز.... امر الٰہی ہے!!

(یہ جوابات سن کر) شامی کہنے لگا! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ کے فرزند ہیں اور علیؑ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی (و جانشین) ہیں! پھر وہ شامی یہ جواب لکھ کر معاویہ کے پاس لے گیا جس نے اس جواب کو "ابنِ اصفر" (۱) شہنشاہ روم کے لئے روانہ کر دیا!

جب یہ جواب قیصرِ روم کے پاس پہنچے تو (وہ سن کر) کہنے لگا کہ میں (سمجھتا ہوں اور) گواہی دیتا ہوں کہ یہ جواب معاویہ کے پاس سے نہیں آیا اور نہ معدن و خاندان نبوت کے علاوہ کسی اور نے دیا! (کہ..... کسی اور کے لئے ان سوالوں کے جواب دینا ممکن ہی نہیں!)

❀❀❀❀❀

۱۔ علم تاریخ میں عرب حضرات رومیوں کو بنوالاصفر کے نام سے پکارتے تھے۔

امام حسن علیہ السلام کا کلام بلاغت نظام.........

تقدیرِ خیر و شر، جبر و اختیار کے بارے میں

حسن بصری کے ایک خط کا جواب

حسن (ابن ابی الحسن) البصری نے، امام حسن علیہ السلام کو ایک خط لکھا.....!

اما بعد.....آپ بنی ہاشم کے لوگ ایسی کشتی ہے جو خوفناک موجوں میں بھی رواں دواں ہے.....اور آپ لوگ روشن اور مشہور علَم (جھنڈے) ہیں..........یا آپ کی مثال کشتی نوح علیہ السلام کی سی ہے جس میں مومنین ہی بیٹھے اور مسلمانوں نے اس میں بیٹھ کر نجات پائی......!

اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی خدمت میں خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگوں میں "قدر" کے مطلب و معنی کے بارے میں جو اختلاف ہے اور ہم جو استطاعت (و اختیار) کے معنی و مفہوم کے بارے میں حیران و پریشان ہیں تو اس کے حوالے سے آپ ہمیں اپنی اور اپنے آباء کرامؑ کی رائے عقائد اور نظریات سے آگاہ فرمائیں اس لئے کہ آپ کے علم کا سرچشمہ علم الٰہی ہے اور آپ لوگوں پر گواہ اور حجت ہیں، اور اللہ تعالیٰ آپ پر حجت و گواہ ہیں.....آپ حضرات وہ ذرّیت (و اولاد رسولؐ) ہیں جو ایک دوسرے سے (پیوستہ اور جڑے ہوئے) ہیں اور اللہ اچھی طرح سننے اور خوب جاننے والا ہے تو امام حسن علیہ السلام نے اسے یہ جواب دیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے تمہارا خط ملا اگر تم اپنی اور اپنے گزشتہ بزرگوں کی حیرانی و پریشانی کے بارے میں ذکر نہ کرتے تو ظاہر ہے میں بھی تمہیں کچھ نہ بتاتا....!

امابعد.....! جو شخص اس بات پر یقین و ایمان نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کو (ہر) اچھی بری (تقدیر یا) قدر کے بارے میں علم ہے...وہ کافر ہے!

اور جس شخص نے گناہوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف دی (کہ بندے سے گناہ اللہ کرواتا ہے) وہ قطعاً فاجر ہے...! یقیناً اللہ تعالیٰ کسی بھی شخص سے بجبر واکراہ اپنی اطاعت نہیں کرواتا اور وہ کسی شخص کے نافرمانی کرنے کی وجہ سے خود مغلوب اور مجبور نہیں ہوتا یعنی کوئی اس کی نافرمانی کرے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ (اللہ تعالیٰ) مجبور ومغلوب ہے، اور وہ بندے کو نافرمانی سے روک نہیں پاتا یا روک نہیں سکتا.....!

اور اس نے بندوں کو اپنے تسلط وحکمرانی کے دائرے سے باہر ان کو، ان کے حالت پر یونہی بے کار اور آزاد بھی نہیں چھوڑا ہے بلکہ اس نے اپنے بندوں کو جس چیز کا مالک بنادیا ہے اس کا مالک بھی دراصل وہ خود ہی ہے.....اور اپنے بندوں کو اس نے جس کام کے انجام دینے کی قدرت وطاقت بخشی ہے اس قدرت وطاقت سے زیادہ وہ خود اس فعل پر قادر ہے...! بلکہ اس نے اپنے بندوں کو کسی نیکی کا امر کیا یا حکم دیا ہے تو بندے کو اس امر پر عمل کرنے کا اختیار دیتے ہوئے اور اگر کسی برائی سے نہی کی ہے یا روکا ہے...تو صرف متنبہ اور خبردار کرنے کی غرض سے
.....!

لہٰذا...اگر وہ بندے کسی حکم کی تابعداری کریں تو انہیں اس (فعل) سے روکنے والا کوئی نہیں ملے گا اور وہ کسی نافرمانی کی طرف رخ کرنا چاہیں تو...اگر اللہ چاہے تو ان پر (یہ) احسان کردے کہ وہ ان کے اور ان کی نافرمانی ومعصیت کے درمیان حائل ہوجائے اور ان کے اور نافرمانی کے درمیان کوئی مانع پیدا کردے تو اللہ ایسا کرسکتا ہے اور اگر وہ (ان کے اور معصیت و نافرمانی کے عمل کے بیچ کوئی مانع پیدا کرنا) نہ چاہے تو...وہ (اللہ) ایسا نہیں ہے کہ انہیں معصیت ونافرمانی پر مجبور کرے اور لوگ قطعاً مجبور نہیں کیے گئے ہیں کہ وہ اپنی دلی ناپسندیدگی اور کراہت کے باوجود کوئی کام (لازماً) انجام دیں۔ بلکہ.....اللہ تعالیٰ نے تو ان پر احسان کیا ہے کہ ان کو.....(نیک وبد، اچھائی برائی، "حُسن وقبحِ اشیاء" کے بارے میں سب کچھ بتاکر) اہل بصیرت

ومعرفت بنادیا، ہوشیار وآگاہ کردیا،

اور انہیں (نیکیوں کا) امر اور (منکرات ومنہیات سے) نہی فرمادی ہے.....

اور اس نے ان بندوں کو جو حکم دیا ہے تو (اس حکم کو) ان کی جبلّت اور سرِشت میں شامل نہیں کیا...ورنہ وہ (بندے) فرشتوں کی مانند (اطاعت پر مجبور) ہوجاتے...!

اور....اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کسی فعل اور کام سے روکا ہے تو جبراً نہیں روکا! (یعنی پروردگار عالم کے بندے اپنے فعل پر اختیار رکھتے ہیں اور نہ کرنے پر مجبور نہیں ہیں!)

اور اللہ تعالیٰ کی حجت رسا (اور پہنچ جانے والی) ہے!

پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کردیتا!

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ....!! اور جو شخص ہدایت پر چلے اس پر سلام ہے.....!

امام حسن علیہ السلام کی ایک وعظ ونصیحت آمیز تقریر!

تم لوگ یہ بات اچھی طرح جان لو کہ.... اللہ تعالیٰ نے تمہیں... یونہی بے کار اور عبث پیدا نہیں کیا
اور نہ اس نے تمہیں (بغیر نگرانی کے آوارہ اونٹوں کی مانند) کھلا اور آزاد چھوڑ دیا ہے!
اس نے تمہاری مدتِ عمر لکھ دی ہے....!! اور تمہارے رزق ومعاش کو تمہارے درمیان
تقسیم کر دیا ہے.. تا کہ، ہر صاحب دماغ اور عقل والا اپنے مقام اور مرتبے کو پہچان لے!
..... یہ بات یقینی ہے کہ... جو جس کے مقدر میں ہے اسے مل کر رہے گا!
.... اور جو کسی کے نصیب میں نہیں، وہ ہرگز اسے نہیں ملے گا!
اس نے تمہارے دنیاوی اخراجات کی ذمہ داری لے لی ہے اور اپنی عبادت کے لئے تمہیں
فرصت دے دی ہے...! اور اس نے تمہیں شکر گزاری کا شوق دلایا ہے! اور نماز کو تم پر فرض کر دیا
ہے!
اور تمہیں تقویٰ اور پرہیز گاری کی سفارش ووصیّت کی ہے! اس نے تقویٰ کو اپنی نہایت
پسندیدہ شے قرار دیا ہے! اور تقویٰ پر توبہ کا دروازہ، ہر دانشمندی وحکمت کا سرچشمہ اور ہر عمل کا
سرمایہ شرافت ہے!
متقین میں سے جو بھی کامیاب ہوا تقویٰ کے سہارے ہی ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے!
وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا (سورۂ نباء آیت ۳۱) یقیناً پرہیز گاروں کے لئے مراد
(کامیابی) پانا ہے!
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَیُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا یَمَسُّهُمُ السُّوْءُ وَلَا
هُمْ یَحْزَنُوْنَ (سورۂ زمر آیت ۶۱)
اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ڈرتے رہے ان کو بامراد نجات دے گا، نہ تو انہیں کوئی تکلیف چھوئے

گی اور نہ ہی وہ غم کریں گے!

پس، اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور تقویٰ شعار بنو! اور یہ بات جان لو! کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر تقویٰ اختیار کرتا ہے.... تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے فتنوں سے (بچ) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے.... اور اللہ اُس کے کام میں درستی و کامیابی عطا کرتا ہے اور.....

اس کو اسبابِ ہدایت فراہم کر دیتا ہے....! اور اس کی حجت کے ذریعے اس کو فتح و فیروزی عطا کرتا ہے، اس کے چہرے کو سفید (نورانی) کر دیتا ہے! اور اس کی رغبت اور چاہت والی چیز.... اسے عطا کرتا ہے!

اور..... وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَـٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـٰئِكَ رَفِيقًا

(سورۂ نساء آیت ۶۹)

جو اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرے گا، تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے کہ بعض نبیوں میں سے ہیں اور بعض صدیقوں میں سے اور بعض شہیدوں میں سے اور بعض صالحین میں سے اور وہی لوگ رفاقت کے لئے سب سے اچھے ہیں!

❀❀❀❀❀

امام حسن علیہ السلام کی ایک تقریر

جب معاویہ نے صلح کے بعد امام حسن علیہ السلام سے کہا کہ ''ہماری فضیلت'' بیان کریں!

تو....آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور آنحضور محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آلِ پاک پر درود وسلام کے بعد ارشاد فرمایا..........!

''جو شخص مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہ پہچانتا ہو (تو میں اسے اپنی پہچان کروائے دیتا ہوں) وہ پہچان لے کہ....

میں اس کا بیٹا ہوں، جو بشیر (جنت کی خوشخبری دینے والا) بھی ہے اور نذیر (دوزخ سے ڈرانے والا) بھی ہے! میں اس کا بیٹا ہوں، جس کو رسالت کے منصب کے لئے چنا گیا!

میں اس کا بیٹا ہوں، جس پر فرشتے درود بھیجا کرتے ہیں، میں اس کا بیٹا ہوں جس کی وجہ سے امت کو شرافت و برتری نصیب ہوئی!

میں اس ہستی کا بیٹا ہوں کہ جس کے لئے جناب جبرئیلؑ اللہ تعالیٰ کی جانب سے سفیر تھے!

میں اس کا بیٹا ہوں جو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا! تو اس مرحلۂ تقریر پر.... معاویہ اپنی عداوت وحسد کو پوشیدہ نہ رکھ سکا اور (تقریر کا رخ موڑنے کے لئے) بول پڑا!!!

اے حسن! ذرا...ہمارے لئے تازہ کھجور کی صفات تو بیان کردیں....!

تو امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے اے معاویہ!

''ہوا'' اس کھجور کو بارور کرتی ہے،

''سورج'' اُسے دم کرتا ہے،

''چاند'' اسے رنگ دیتا ہے،

''گرمی'' اسے پکا دیتی ہے،

''رات'' اسے ٹھنڈا کرتی ہے،

پھر امام نے اپنی تقریر (کے موضوعِ اصلی) کا رخ کرلیا اور فوراً فرمایا: میں اس ہستی کا بیٹا ہوں جس کی دعا مستجاب (پوری) ہوتی تھی!

میں اس کا بیٹا ہوں جس کا مقامِ قرب اپنے پروردگار سے دو کمانوں کے طول کے برابر یا اس سے بھی زیادہ نزدیک تھا!

میں اس کا بیٹا ہوں جس کی شفاعت (روز قیامت) قبولیت یافتہ ہے!

میں فرزندِ مکہ، ومنیٰ ہوں!

میں اس کا فرزند ہوں جس کے آگے قریش.... نہ چاہتے ہوئے بھی جھک گئے!

میں اس کا بیٹا ہوں جس کا پیروکار نیک بخت اور اسے چھوڑ دینے والا بد بخت ہو گیا!

میں اس ہستی کا فرزند ہوں جس کے لئے زمین کو طہور (پاک کرنے والی شے) اور سجدہ گاہ (ومسجد) قرار دیا!

میں اس کا بیٹا ہوں، جس کے پاس آسمان سے خبریں پے در پے پہنچتی رہتی تھیں!

میں اس کا فرزند ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نجاست اور پلیدی کو جس سے دور رکھا اور ایسا پاک و پاکیزہ رکھا جیسا رکھنا چاہیے تھا!

(تو اس مرحلے پر) معاویہ نے کہا کہ

اے حسن! میرا خیال ہے کہ اب بھی تمہارا دل خلافت کو چاہتا ہے؟!!

تو امام حسن علیہ السلام نے فوراً فرمایا: اے معاویہ ویل ہو تجھ پر!...... حقیقی خلیفہ تو بس وہی ہے جو سیرتِ رسولؐ خدا پر چلے اور عمل کرے تو، اطاعتِ خداوندی کا خیال رکھے!!

اور مجھے اپنی عمر کی قسم ہے! ہم رہنمائی اور ہدایت کے علَم اور نشان ہیں!

ہم پرہیزگاری وتقویٰ کے روشن چراغ ہیں!

لیکن تو، اے معاویہ!!

ان لوگوں میں سے ہے، جس نے پیغمبر کی سنتوں کو تباہ و برباد کر دیا، بدعتوں کو دوبارہ زندہ کر دیا! اور تو نے اللہ کے بندوں کو غلام اور دین خدا کو کھیل بنالیا!

تجھے جو موقع مل گیا ہے وہ بے قدر و قیمت اور ہاتھ سے جانے والا ہے!

تو نے زندگی تو خوشحال بنالی اور اس کے تاوان اب تیرے لئے ہمیشہ رہیں گے!

اور......اے معاویہ!

قسم بخدا....اللہ تعالیٰ نے دو شہر پیدا کئے ہیں.....ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں اور؛؛؛؛ دونوں کے نام "جابلقا" اور "جابلسا" ہیں!

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی جانب میرے دادا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور کو (پیغمبر بنا کر) نہیں بھیجا!

معاویہ پھر بول پڑا!....کہ ہمیں شب قدر کے بارے میں آگاہ کیجیے!!

آپؑ نے (معاویہ کی طرف رخ کر کے) فرمایا..... ہاں! ایسے سوال پوچھو! (اور اب سنو!)

اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور.... سات زمینوں کو پیدا کیا اور جن کو سات (چیزوں) سے اور انسان کو (بھی) سات (چیزوں) سے خلق فرمایا..!!

پس، تمہیں چاہیے کہ تم شب قدر کو رمضان کی تیئسویں شب سے لے کر ستائیسویں شب تک تلاش کرو...!

....پھر آپؑ (روانگی کے لئے اپنی جگہ سے) اٹھ کھڑے ہوئے!

❀❀❀❀❀

امام حسن علیہ السلام کے مختصر اقوال

پند و نصیحت، حکمت و تقویٰ کے بارے میں!

۱۔ آپؑ نے فرمایا: جو لوگ مشاورت باہمی پر عمل کرتے ہیں انہیں یقیناً ان کے درست اور واضح راستے کی جانب رہنمائی مل جاتی ہے....!

۲۔ فرمایا: پستی و کمینگی یہ ہے کہ نعمت کا شکریہ نہ ادا کیا جائے۔

۳۔ امام حسن علیہ السلام نے اپنے کسی فرزندِ ارجمند سے ارشاد فرمایا کہ کسی کو بھائی نہ بناؤ... جب تک کہ تمہیں یہ پتا نہ چل جائے کہ وہ کہاں آمد و رفت رکھتا ہے، اور جب تمہیں اس کے بارے میں اچھی طرح معلومات حاصل ہو جائیں اور تمہیں اس کا طرز زندگی پسند آ جائے تو پھر، تم اسے اس شرط پر.... اپنا بھائی بنالو کہ....

تم لغزش سے درگزر کرو گے اور
عسرت و مفلسی میں جان و مال سے مدد کرو گے!!

۴۔ فرمایا: طلب و تلاشِ رزق کے لئے اس جنگجو کی مانند تگ و دو نہ کرو جو جنگ میں فتح حاصل کرنا چاہتا ہو!

اور خدا کے بنائے ہوئے مقدر پر اتنا بھی تکیہ نہ کرو کہ شکست تسلیم کر لینے والے کی مانند بالکل ہی جدّ و جہد چھوڑ دو!

رزق کی تلاش میں جانا سنت اور طلب رزق میں اختصار و اعتدال، پاکدامنی و عفت ہے اور پاکدامنی و عفت رزق کو روک نہیں سکتی اور نہ حرص اور لالچ رزق میں افزائش کا سبب ہے..... رزق تو تقسیم ہو چکا ہے....!!!

رزق کی تلاش میں حرص و آز (لالچ و طمع) گناہ میں پڑ جانے کا سبب ہے!!

۵۔ فرمایا: قریب وہ شخص ہے جس کو مودّت و دوستی قریب کرے چاہے اس کا نسب (اور

شجرہ تم سے) دور کا ہو!

اور ''بعید'' وہ شخص ہے جس کو مودّت و دوستی (کا نہ ہونا) دور کر دے، چاہے نسباً (رشتے داری میں) وہ تم سے نزدیک ہی ہو! ہاتھ سے زیادہ تو کوئی چیز بدن سے نزدیک نہیں ہوتی لیکن اگر ہاتھ بیکار یا خراب و فاسد ہو جائے تو اس کو کاٹ کر داغ دیا جاتا ہے!!

۶۔ فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے حسن انتخاب پر اعتماد کرے تو اس حالت کے علاوہ جس حالت کو اللہ نے اس کے لئے منتخب کیا ہے، اسے کسی اور حالت و وضع کی تمنا ہی نہیں ہوتی!

۷۔ آپ نے فرمایا کہ...... (دنیا میں) ذلت و عار دوزخ کی آگ سے زیادہ آسان ہے۔

۸۔ فرمایا کہ ایسا خیر جس میں شر نہ ہو، نعمت کے ساتھ شکر اور مصیبت پر صبر کرنا ہے!

۹۔ آپؑ نے ایسے شخص سے فرمایا جو کسی بیماری سے صحت یاب ہوا تھا... یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں یاد رکھا ہے تو تم بھی اُسے یاد کرو!

اور اس نے تم سے درگزر کیا ہے تو تم بھی اس کا شکر ادا کرو!

۱۰۔ آپؑ نے معاویہ سے صلح کے موقع پر، صلح کے بعد (اپنے طرفداروں سے) فرمایا: خدا کی قسم!!

ہم نے شام والوں سے کسی شک یا پشیمانی کے باعث..... منہ نہیں موڑا اور ہم تو اہل شام سے صبر و سلامتی دل کے ساتھ جنگ کر رہے تھے، پھر ہوا یہ کہ..... سلامتی دل دشمنی میں اور صبر..... بے تابی دل میں تبدیل ہو گیا! اور (اے کوفیو!) جب تم شامیوں سے پہلی جنگ (معرکہ صفین) میں موجود تھے، تو صورتِ حال یہ تھی کہ.... تم نے اپنے دین کو اپنی دنیا پر ترجیح دی تھی!! اور آج تمہارا حال یہ ہے کہ تم اپنی دنیا کو اپنے دین پر ترجیح دے رہے ہو؟

۱۱۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں ایسے کسی شخص سے واقف نہیں ہوں جو اپنے اور اپنے پروردگار

کے درمیان (تعلق میں) حماقت کا ثبوت نہ دے!

۱۲۔ کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ میں کوئی عظمت ہے؟

تو آپؑ نے جواب میں فرمایا.... بلکہ مجھ میں عزت ہے!

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ ..... (سورۂ منافقون، آیت ۸)

اور عزت اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ اور مومنوں کے لئے ہی ہے!

۱۳۔ آپؑ نے اپنے ایک نیک اور شائستہ بھائی کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا!!

وہ میری نگاہ میں تمام لوگوں سے زیادہ عظیم تھا!

وہ میری نظر میں اس وجہ سے باعزت تھا کہ دنیا اس کی نظروں میں پست وحقیر تھی!

جہالت اس پر مسلط نہ تھی!

وہ جب بھی ہاتھ بڑھاتا تو کسی قابل اعتماد شخص کی جانب بڑھاتا تھا اور (اُس کا یہ عمل) کسی مفاد عامہ کی خاطر ہوتا!

وہ (روزمرہ کے زندگی کے واقعات وحادثات کی) شکایت کرتا تھا، نہ غصے میں آتا اور نہ ہی پریشان اور رنج ہوتا تھا!..... اکثر اوقات تو وہ خاموش رہا کرتا تھا.....! اور جب بولتا تو تمام بولنے والوں پر غالب آتا تھا!

وہ کمزور تو تھا... اور لوگ بھی اسے کمزور سمجھتے تھے، لیکن جب جہاد کا موقع ہوتا تو پھر وہ دہاڑتا حملہ کرتا ہوا شیر ہوتا....!

کبھی صاحبانِ علم کے مجمع میں ہوتا تو بولنے کے مقابلے میں وہ سننے کا زیادہ خواہشمند اور شوقین ہوتا....!!

اگر بولنے میں کبھی اس پر غلبہ حاصل کر بھی لیا جائے تو بھی سکوت وخاموشی میں اس پر

غلبہ حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا!

وہ کوئی ایسی بات نہیں کہتا تھا جو کر نہ سکتا ہو اور وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتا تھا جس کے بارے میں وہ کہہ نہ چکا ہو اور اگر دو چیزیں اس کے سامنے ہوتیں اور وہ نہ جانتا کہ ان دونوں میں سے اس کے پروردگار کی مرضی سے کون سی نزدیک ترین ہے؟ تو جو چیز اپنے نفس کی خواہش سے زیادہ نزدیک پاتا اس کی مخالفت کرتا!

اور ایسا کام جس میں کسی کو معذرت کرنا پڑتی (اس کے لئے) وہ کسی کو برا بھلا کہتا نہ سرزنش کرتا!

۱۴۔ آپؑ نے فرمایا:

جو شخص ہمیشہ مسجد میں آمد و رفت رکھے تو اسے آٹھ چیزوں میں سے ایک تو نصیب ہو ہی جائے گی: کوئی محکم آیت!، ایسا بھائی جس سے کوئی (دنیوی یا دینی) فائدہ حاصل ہو سکے!، تازہ علم، وہ رحمت جو انتظار کر رہی ہو!، ایسا کلمہ یا ایسی بات جو اسے راہ راست کی طرف رہنمائی کر دے یا اس کو ہلاکت و بربادی سے بچا دے!

اور گناہوں کو چھوڑنے کا موقع، گناہ و شرم و حیاء کی وجہ سے چھوڑے یا خوف خدا کی وجہ سے!!!

۱۵۔ امام حسن علیہ السلام کے ہاں کسی نوزائیدہ بیٹے کی ولادت کے موقع پر قبیلۂ قریش والے آپ کے پاس مبارک باد و تہنیت کے لئے آئے اور ان الفاظ میں مبارک باد پیش کی......"یہ شہسوار آپ کو مبارک ہو!!"

آپ نے فرمایا: "یہ کس طرح کی بات ہے؟ ہو سکتا ہے وہ شہسوار نہ ہو، پیادہ ہو؟

اس پر جابرؓ نے عرض کیا: اے فرزند رسول! پھر ہم مبارکباد دینے کے لئے کیا کہا کریں؟

تو امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے یہاں نوزائیدہ فرزند پیدا ہو اور تم مبارکباد و تہنیت کے لئے اس کے پاس جاؤ تو کہا کرو!! ''اس فرزندِ ارجمند کی ولادت کے موقع پر عطا کرنے والے کا شکر ادا کرو، اللہ اس تحفے کو تمہارے لئے مبارک قرار دے اور اللہ تعالیٰ اسے جوان عمری تک پہنچائے اور اللہ تمہیں اس کی نیکیاں نصیب کرے۔''

۱۶۔ امام حسن علیہ السلام سے مردانگی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کسی شخص کا اپنے دین کی خاطر حریص ہونا اور اس کا (زکوٰۃ وخمس نکال کر) اپنے مال کی اصلاح کر لینا! اور اس کا اپنے تمام حقوق کو ادا کرنا...! (یہی سب کچھ مردانگی ہے!)

۱۷۔ آپؑ نے فرمایا کہ سب سے تیز نگاہ وہ ہے جو اچھائی اور خیر میں نفوذ کر جائے اور سب سے بہتر سماعت وہ ہے جو اچھائی کے تذکروں کو غور سے سنے اور ان سے فائدہ اٹھائے.....اور سب سے زیادہ محفوظ اور سالم وہ دل ہے جو شکوک وشبہات سے پاک ہو......!

۱۸۔ کسی شخص نے آپ سے کہا کہ اس کے (یعنی پوچھنے والے کے) خیالات کے بارے میں بتائیں اور نصیحت فرمائیں؟

تو آپؑ نے اس سے فرمایا:

خبردار! میری مدح وثنا سے پرہیز کرنا، اس لئے کہ میں اپنے آپ کو تجھ سے بہتر جانتا ہوں اور تو مجھے جھوٹا نہ سمجھنا کہ ایسے شخص کا فکر وعقیدہ جس کو جھوٹا سمجھ لیا گیا ہو، بے قدر وقیمت ہوتا ہے! یا.....میرے پاس کسی کی غیبت کرنے سے بھی بچنا!

یہ نصیحتیں سن کر وہ شخص کہنے لگا: ''تو پھر...مجھے واپسی کی اجازت دیں!

تو آپؑ نے فرمایا: ہاں جب تو جانا چاہے (تو چلے جانا!)

۱۹۔ آپؑ نے فرمایا:

❁ جو شخص عبادت الٰہی کا خواہشمند ہو، وہ اپنے آپ کو پاک وصاف رکھتا ہے!

- جب مستحبات، واجبات کونقصان پہنچانے لگیں تو انہیں چھوڑ دو!
- یقین سلامتی کی پناہ گاہ ہے!
- جو شخص سفر کی دوری (قیامت کے سفر) کو یاد رکھتا ہے وہ لازماً اس کے لئے تیاری کرتا ہے!
- عقلمند آدمی اپنے خیر خواہ کو کبھی دھوکہ نہیں دیتا!
- تمہارے اور موعظہ و نصیحت کے درمیان (ایک) غفلت کا پردہ (پڑا ہوا) ہے!
- علم نے طالب علموں کے لئے... عذر کا راستہ بند کر دیا ہے!
- ہر وہ شخص جس سے کوئی چیز فوراً مانگی جائے وہ مہلت مانگ لیتا ہے اور......
- جس شخص کو مہلت دے دی گئی... وہ آج کل، کر کے ٹالتا رہتا ہے!

۲۰۔ آپ نے فرمایا: اے بندگان خدا! اللہ سے ڈرو، بہشت کی طلب اور دوزخ سے فرار کے لیے جد و جہد کرتے رہو! اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے والی سزاؤں اور جلد گزر جانے والی لذتوں سے پہلے ہی... نیک کاموں میں جلدی کرو! یقیناً دنیا کی نعمتیں ہمیشہ برقرار نہیں رہتیں..... نہ دنیا کی مصیبتوں سے بچا جا سکتا ہے...!

نہ اس کی برائیوں سے محفوظ و مامون رہا جا سکتا ہے..... دنیا رنگ بدلتا، دھوکہ ہے اور جھکا ہوا تکیہ ہے (جس پر تکیہ کرنا حماقت ہے)..... !اور اے اللہ کے بندو! عبرت والی چیزوں سے نصیحت پکڑو اور گزشتہ لوگوں کے واقعات سے عبرت حاصل کرو! اور... نعمتوں کے ذریعے برائیوں سے... رُک جاؤ! اور نصیحتوں اور مواعظ سے فائدہ اٹھاؤ! پس...... اللہ بطور محافظ و مددگار کے کافی ہے!

اور کتاب (قرآن مجید) حجت و دلیل لانے والی شے اور مخاصمت میں غالب آنے والی شے کے طور پر کافی ہے! اور نیکوکاروں کے لئے ثواب کے طور پر جنت، بدکاروں کی سزا اور عذاب کے طور پر دوزخ کافی ہے....!

۲۱۔ آپؑ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی سے ملاقات کرے اس کی پیشانی پر نور کی جگہ (سجدے کے نشان) کا بوسہ لیا کرے....!

۲۲۔ ایک مرتبہ امام حسن علیہ السلام، عید الفطر کے روز کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے...جو کھیل اور ہنس رہے تھے.....تو آپ ان کے سروں پر جا کھڑے ہوئے اور.....پھر آپ نے فرمایا:.....اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کو اپنے بندوں کے لئے مقابلے اور مشق کا میدان قرار دیا ہے! اس میں وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور پسندیدگی و رضا کے حصول کی خاطر مقابلہ کرتے ہیں...!!

کچھ لوگ مقابلے میں آگے نکل گئے تو وہ کامیاب ہو گئے اور جن لوگوں نے کوتاہی کی.....وہ ناکام رہے...! پس عجیب.....بہت ہی عجیب حال ہوگا.....!!!! اس ہنسنے کھیلنے والے شخص کا، اُس روز کہ جس روز.....نیکوکاروں کو ثواب و جزا نصیب ہوگا...! اور قسم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی!.....اگر پردے ہٹا دیے جائیں تو یہ لوگ (یقیناً دیکھ اور) جان لیں گے کہ "نیکوکار" اپنی نیکیوں کی وجہ سے (جنت میں) مصروف ہیں اور بدکردار اپنی بدکاری کے باعث دوزخ میں) مشغول ہیں!

.........پھر امام حسن علیہ السلام وہاں سے آگے بڑھ گئے!!

امامِ متقی، نواسۂ رسولؐ، شہیدِ کربلا

ابو عبداللہ الحسین ابن علی علیہما السلام

کی

اخلاقیات واعتقاداتِ اسلام سے متعلق طویل روایات

تقاریر..... خطوط..... اور مختصر اقوال!

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں

امام حسین علیہ السلام کی ایک تقریر!

.....اور یہ تقریر امام علی امیر المومنین علیہ السلام کے نام سے بھی روایت کی گئی ہے!

اے لوگو!

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو، مسیحی راہبوں کی مذمت کرتے ہوئے جس بات کی نصیحت فرمائی.... اس سے عبرت حاصل کرو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''لَوْلاَ يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الإِثْمَ ''(سورۂ مائدہ آیت ۶۳)

''کیوں نہ انہیں اللہ والوں اور علماء نے ان کے گناہ کی بات سے روکا!۔''

اور اللہ تعالیٰ نے (مزید) فرمایا ہے!

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ مِن بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُواْ يَعْتَدُونَ كَانُواْ لاَ يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُواْ يَفْعَلُونَ (سورۂ مائدہ آیت ۷۸،۷۹)

جن لوگوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر کیا، ان پر داؤدؑ اور عیسیٰ بن مریمؑ کی زبان پر لعنت کی گئی، یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی، اور وہ حد سے گزر جاتے تھے....! جو برے کام وہ کرتے تھے ان سے وہ ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے، البتہ برا تھا جو کچھ کہ وہ کرتے تھے....!

اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سرزنش کرتے ہوئے جو سبب بتایا وہ یہ ہے کہ یہ عیسائی علماء اپنے سامنے.... ظالموں کے ہاتھوں برے اور فاسد اعمال ہوتے ہوئے دیکھتے رہتے تھے.... مگر ان کو اس (منکر و فساد) سے صرف اس وجہ سے نہیں روکا کرتے تھے کہ ان علماء کو اپنی جو

پسندیدہ چیزیں ان (ظالموں) سے ملتی رہتی ہیں وہ ملتی رہیں..!

اور یہ لوگ (ظالموں کی دشمنی اور ان کے) خوف سے بھی محفوظ رہنا چاہتے تھے! جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلاَ تَخْشَوُاْ النَّاسَ وَاخْشَوْنِ (سورۂ مائدہ آیت ۴۴)

''پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو....!''

اور مزید فرمایا: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (سورۂ توبہ آیت ۷۱)

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں، ایک دوسرے کے حامی ہیں، وہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں!

اور اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی گفتگو کا آغاز... امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ایک اہم فریضہ سمجھتے ہوئے.... کیا ہے! اس لئے کہ.... وہ یہ بات جانتا ہے کہ جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسا فریضہ انجام دے دیا جائے اور اس پر عمل شروع ہو جائے تو دوسرے تمام واجبات وفرائض خواہ وہ سہل ہوں یا دشوار.... سب خود بخود عمل پزیر ہو جائیں گے..... اور اس کی وجہ اور سبب یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور ساتھ ہی ان باتوں کی بھی..... کہ ظلم کا مقابلہ کیا جائے..... اور ظالم کی مخالفت کی جائے!... بیت المال (مال فے) اور جنگوں کے مال غنیمت کی منصفانہ تقسیم اور صدقات (زکوٰۃ) کی مناسب جگہوں سے وصولی اور ان وصولیابیوں (جمع جتھا مال) کو درست مصارف اور جگہوں پر خرچ کیا جائے...!

......پھر اے علماء اور منتخب لوگو! تم... علم، اچھائی اور نصیحت (قبول کر) لینے میں مشہور ومعروف ہو اور اللہ کے وسیلے تمہاری ہیبت وعظمت، لوگوں کے دلوں میں موجود ہے! ''شریف'' تمہاری قدر اور ''ضعیف'' وکمزور تمہارا احترام کرتے ہیں..... اور تمہارے برابر کے لوگ بھی تم کو مقدم رکھتے ہیں جبکہ تمہیں ان پر کسی قسم کی برتری وقوت بھی حاصل نہیں!

جب ضرورت مند لوگ اپنی حاجت وضروریات کے حصول سے محروم رہ جاتے ہیں (تو ان ضرورتوں کے حصول کے لئے) انہیں تمہارا سہارا اور سفارش مل جاتی ہے......اور.....تم تو بادشاہوں کی ہیبت ودبدبہ اور بڑے لوگوں کی شان وشوکت کا انداز لئے، راستوں سے گزرتے ہو! یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ تم سے حقوق اللہ (مقاصدِ الٰہی) کے قیام کی توقع کی جارہی ہے، اگرچہ تم......بہت سے حقوقِ خداوندی سے کوتاہی اور حقوق ائمہؑ سے.....بے اعتنائی برتتے ہو اور (اپنے اس رویّے کی وجہ سے) بہت سے کمزوروں کے حقوق کو تو، تم ضائع بھی کر چکے ہو! اور...تمہارے گمان کے مطابق تمہارے جو حقوق ہیں، انہیں تم نے بغیر کوئی مال خرچ کیے اپنی جان کو اپنے خالق کی خاطر بغیر کسی خطرے میں ڈالے اور خاندان والوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر، کوئی مخالفت مول لئے بغیر..فوراً حاصل کرلیا...!! اور تم اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ سے اس کی جنت میں رہائش اور اس کے رسولوںؑ کے جوار اور ہمسائیگی کی آرزو...اور عذاب الٰہی سے محفوظ وماٴمون رہنے کی توقع رکھتے ہو!!

اے لوگو! جو اس قسم کی تمنائیں اپنے دل میں رکھتے ہو...میں تمہارے بارے میں ڈرتا ہوں کہ....اللہ تعالیٰ کے عذابوں میں سے کوئی عذاب تم پر نازل نہ ہو جائے...!! کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی عزت کی وجہ سے....تم اس مقام ومرتبے پر پہنچ گئے ہو، کہ تمہیں دوسروں پر برتری حاصل ہوگئی ہے...حالانکہ جس شخص کو اللہ کے حوالے سے (اللہ والا سمجھ کر) پہچانا جائے عام طور پر (لوگوں کی طرف سے) ان کی عزت اور قدر نہیں کی جاتی!

لیکن تم اللہ کے نام کی وجہ سے ہی ان لوگوں کے درمیان (عزت دار اور) گرامی قدر ہوگئے ہو...! ویسے تو تمہارا حال یہ ہے کہ تم خدا سے کیئے گئے وعدوں کو کبھی ٹوٹتا ہوا دیکھ لیتے ہو...تب بھی تمہیں کوئی خوف اور پریشانی محسوس نہیں ہوتی!

ہاں مگر تم اپنے آباءواجداد کے عہدوپیمان ٹوٹتے دیکھو تو فوراً! احتجاج کرتے ہو...!!

اور....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد و پیان کو تو حقیر و ناچیز سمجھ لیا گیا ہے (اس لئے ٹھاٹھ سے توڑے جا رہے ہیں!) اندھے، گونگے اور (زمین گیر) معذور لوگ (بغیر کسی حامی وسرپرست کے) تمام شہروں میں یوں ہی پڑے ہوئے ہیں!

ان پر کسی قسم کا رحم نہیں کیا جارہا.....اور نہ تم ہی....اپنے مقام و مرتبے اور حیثیت کو ان (کی کسی امداد) کے لئے کام میں لارہے ہو! اور....جو اس سلسلے میں کام کررہا ہے تم تو اس کی اعانت اور مدد بھی نہیں کر رہے ہو....اور

تم تو چاپلوسی اور ظالموں سے سازش کے ذریعے بس اپنے لئے...بچاؤ اور امن فراہم کر رہے ہو!

اور...یہ سب وہ امور ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دے چکا ہے....کہ لوگوں کو برائی سے روکو اور تم خود بھی برائی سے رک جاؤ اور تمہارا حال یہ ہے کہ تم اتنے اہم حکم و فرمان سے غافل ہو گئے ہو! اور علمائے کرام کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ تم اپنے حقیقی مقام اور واقعی حیثیت کی حفاظت نہ کر سکے اور شکست کھا گئے...مغلوب ہو گئے!!

کاش! اس سلسلے میں، تم اپنے شعور اور سمجھ سے کام لے لیتے اور یہ (اس لئے) کہ تمام احکام و امور مملکت کے اجراء کی باگ ڈور ایسے علمائے ربانی کے پاس ہوتی ہے جو حلال و حرامِ خدا کے امانت دار ہوتے ہیں....!!

لیکن......تم سے تمہارا یہ حقیقی منزلت و مرتبہ چھین لیا گیا اور تمہارا یہ اختیار جو سلب کر لیا گیا تو اس کا سبب تمہارا ''حق'' کے تعلق میں شدید تفرقے سے دوچار ہونا....اور واضح دلائل کے باوجود سنتِ رسولؐ کے بارے میں تمہارا اختلاف کرنا تھا...اور اگر تم اذیت و مصیبت پر صبر کر لیتے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی دولتِ تحمل و برداشت کو خرچ کرتے......! تو وہ کام اور امور (jobs) جن پر اللہ نے تمہیں مقرر کیا، تمہیں واپس مل جاتے اور پھر....تمہاری طرف

سے دوسروں کے لئے احکام صادر ہوتے اور احکام خدا کی باگ ڈور، تمہارے پاس واپس آجاتی!! لیکن، تم نے تو.... اپنے مرتبے اور مقام پر ظالموں کو لا بٹھایا اور احکام وامورالٰہی کی باگ ڈوران کے ہاتھ میں تھمادی! وہ (ظالم) بھی شبہات پر عمل پیرا ہیں اور خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے چلے جارہے ہیں...!

اور اُن لوگوں کو تم تسلط وغلبہ.. تمہارے موت سے فرار وگریز اور دنیاوی زندگی سے محبت... کے سبب ہوا.... اور یہ دونوں حالتیں موت سے گریز اور زندگی سے محبت بھی تو... بالآخر، تم سے جدا ہو جائیں گی!

اور.... (ان کوتاہیوں کی وجہ سے ہی) تم نے کمزوروں کو ان کے حوالے کردیا ہے... تاکہ... وہ انہیں یا تو بے چارہ ومقہور غلام بنالیں یا انہیں ایسا کمزور بنادیں جو...... اپنے (دال روٹی کے) معاشی مسائل ہی سے مغلوب رہے! اور یہ فرمانروا...... اپنی خودسرانہ رائے اور رویوں سے مملکت کو (ناخوشگوار حوادث کے حوالے کرکے) تلپٹ کئے دے رہے ہیں اور ذلت و رسوائی کو اپنی خواہشات کے مطابق کرنے کے لئے بدمعاشوں کی پیروی اور... خداوند جبّار سے خودسری اور گستاخی کرتے ہوئے اپنا شعار بنا بیٹھے ہیں!

ہر شہر کے منبر پر، ان کا ایک درباری وسرکاری مُقرِّر وخطیب مُقرّر و متعین ہے جو مرغ کی طرح بانگ دے جارہا ہے! (جو یہ بادشاہ کہلوارہے ہیں، کہے جارہا ہے!) مملکت اسلامیہ کی ساری زمین..... ان کے قدموں تلے بغیر دفاع کے پائمال اور روندی ہوئی پڑی ہے!!

اور وہ.... اس کے سیاہ وسفید کے مالک ہیں....!! اور عوام الناس.. تو وہ ان کے سامنے ایسے غلاموں کی طرح ہیں جن کے پاس اپنے دفاع کے لئے ہاتھ سے چھونے جتنی طاقت بھی موجود نہیں!

ہاں..... ان کے پاس ایسے لوگ بھی ہیں جو سخت گیر، جابر خواہ مخواہ کی دشمنی کا مظاہرہ

کرنے والے، دراز دست، کمزوروں پر سخت ظلم وستم روا رکھنے والے ہیں!

اور یہ.....ایسے فرمانروا ہیں جن کی بس اطاعت کی جاتی ہے!اور.... یہ لوگ نہ خدا پر اعتقاد رکھتے ہیں، نہ روز قیامت پر!

تعجب ہے...!!اور تعجب کیوں نہ ہو؟؟؟

کہ مملکت ایک ایسے ستمگر دھوکے باز کے تصرف میں ہے جو ظلم سے بھتے وصول کرتا ہے اور مومنوں پر قطعاً رحم نہیں کھاتا!اور ہمارے اس تنازع اور کشمکش میں فیصلہ اور ثالثی اللہ تعالیٰ کرے گا اور وہ اپنے حکم کے مطابق ہمارے جھگڑے اور اختلاف کا منصف و قاضی (وہ خود) ہے!!

بارِالہا!

تو جانتا ہے کہ ہماری طرف سے جو تحریک اور مقابلہ تھا.....وہ صرف سلطنت یا فضول و بے قیمت دنیاوی چیزوں کے حصول کے لئے ہی نہ تھا....بلکہ یہ سب کچھ فقط اس لئے ہے کہ ہم تیرے دین کے علوم لوگوں کو دکھلائیں اور تیری مملکت اسلامیہ کے شہروں میں ''اصلاحات'' آشکار و متعارف کروائیں اور تیرے بندوں میں مظلوموں کو امن و چین نصیب ہو!اور تیرے عائد کردہ فرائض، احکامات و قوانین اور سنتوں پر عمل کیا جائے....!

تو (اے علمائے دین)..تم نے ہماری مدد و نصرت نہیں کی اور نہ تم نے ہم سے انصاف کیا.....!

اسی لئے ظالموں نے تمہارے خلاف قوت حاصل کر لی اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو بجھانے کے لئے سرگرم عمل ہو گئے اور ہمارے لئے اللہ کافی ہے ہم نے اسی پر بھروسہ اور توکل کیا اور اسی کی جانب رجوع کیا اور ہماری بازگشت اور واپسی اسی کی طرف ہوگی....!

امام حسین علیہ السلام کا ایک موعظہ!

میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور اس کے (قیامت کے) دنوں کی ہولنا کیوں سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں.....اور میں تمہیں اس دن کی نشانیاں بتائے دیتا ہوں جس طرح اس کے بارے میں ڈرایا گیا ہے...گویا اسی طرح اس کا آنا بھی ہولناک ہے، اس کی آمد انتہائی اجنبی انداز سے ہے اور اس کا ذائقہ ناگوار و بدمزہ ہے وہ (قیامت) ہمہ وقت تمہارے دل و جان سے چپکی ہوئی ہے، وہ تمہارے اور تمہارے عمل کے درمیان فاصلہ کر دے گی (یعنی قیامت آتے ہی عمل کرنے کی گنجائش ختم ہو جائے گی) تو ایسی صورت حال میں......اپنے بدنوں اور اپنی عمر کی مدت کا خیال کرتے ہوئے نیک اعمال میں جلدی کرو...گویا وہ تم پر اچانک شبخون مار دے گی....اور تمہیں زمین کی پشت سے اس کے پیٹ میں منتقل کر دے گی اور اس کی بلندی سے اس کی پستی میں دھکیل دے گی...اور رشتے دار اور جاننے والوں کی انس و راحت بھری دنیا سے وحشت زدہ گھروں میں لے جائے گی اور اس کے آرام و روشنی سے اس کے اندھیرے میں لے جائے گی اور کھلے مکان سے تنگ اور گھٹن زدہ مکان میں منتقل کر دے گی.....ایسا مکان (قبر) کہ جہاں کسی رشتے دار سے ملاقات نہ ہو پائے گی اور نہ کسی بیمار کی عیادت کی جا سکے گی.....اور نہ کسی فریاد کرنے والے کو جواب دیا جا سکے گا..!!

اللہ تعالیٰ اس دن کی ہولنا کیوں میں ہماری اور خصوصاً تمہاری مدد فرمائے اور ہمیں اور تمہیں اپنے عذاب سے چھٹکارا نصیب کرے! اور ہمیں اور تمہیں اجر و ثوابِ جزیل سے نوازے!!

اے اللہ کے بندو!

اگر اس دنیا کا حال یہ ہو کہ یہاں تمہارا مقصد زندگی مختصر اور تمہارے سفر کی انتہاء دور ہو تو عمل کرنے والے کے لئے بہتر ہے کہ وہ ایسے کام میں مصروف رہے جو اسے دنیا کے غموں سے

آزاد کردے اور اسے دنیا بھلا دے!

اور (بے شک) وہ دنیاوی مصائب بڑھادے جو (آخرت کی خاطر) اس دنیا کی (تباہ کاریوں) سے اس کی جان چھڑوا دے!!

(مگر) ایسا کیسے ہو؟؟ اس لئے کہ "انسان" اس دنیا کے بعد بھی اپنے اعمال کا گروی ہے اور حساب (کتاب) کے لئے اس کو کھڑا رکھا جائے گا!.....نہ اُس دن اس کا کوئی دوست ہوگا؟ (اس کی حفاظت کرے اور سزاؤں کو) اس سے (دفع) دور کردے نہ اس کا کوئی مددگار ہوگا جو اس کا دفاع کرے،.....جو آدمی دنیا میں ایمان نہ لایا ہو یا ایمان لانے کے بعد اس نے کوئی نیکی نہ کی ہو، تو قیامت کے دن یہ ایمان اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا!!

قُلِ انتَظِرُوٓاْ إِنَّا مُنتَظِرُونَ (سورۂ انعام آیت ۱۵۸)

"کہہ دو کہ تم انتظار کرو، ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔"

............میں تمہیں تقوائے الٰہی (اور پرہیزگاری) کی وصیت و سفارش کرتا ہوں.....اس لئے کہ ہر تقویٰ اختیار کرنے والے کا، اللہ تعالیٰ خود ضامن ہے کہ وہ اس کے ناپسندیدہ حالات کو پسندیدہ حالات سے تبدیل کردے۔

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورۂ طلاق آیت ۳)

"اور اس کو وہاں سے رزق عطا کرے کہ جہاں سے اس (پرہیزگار) کو گمان یا توقع بھی نہ ہو!

خبردار! ایسے لوگوں میں شمار ہونے سے بچو کہ جسے دوسرے بندوں کے گناہوں کا تو خوف ہو، لیکن اپنے گناہ کی سزا سے.....خود کو محفوظ و آسودہ خاطر سمجھے!

اس لئے کہ.....اللہ تعالیٰ کو، اس کی جنت کے بارے میں دھوکہ نہیں دیا جا سکتا...

اور.....جو کچھ اس کے پاس موجود ہے وہ تو بس اس کی اطاعت کر کے ہی اس سے حاصل کیا جا سکتا ہے...وہ بھی اگر اللہ چاہے...تو!!

جب امام حسین علیہ السلام کوفے کے لئے عازمِ سفر ہوئے..............
اور آپؑ نے محسوس کرلیا کہ، کوفے کے باشندے آپؑ کا ساتھ چھوڑ چکے ہیں
تو آپؑ نے اُن کے نام یہ خط تحریر فرمایا!!

اما بعد!

اے کوفیو!!

ہلاکت وغم تمہارا نصیب ہو!! جب تم نے حیران و پریشان ہوکر ہم سے فریاد کی اور ہم تو تڑپتے ہوئے تمہاری مدد کو آپہنچے اور تم نے ہم پر وہی تلواریں سونت لیں جو ہماری ہی ملکیت تھیں...!

اور ہم نے جو آگ اپنے اور تمہارے (مشترکہ) دشمن کے لئے بھڑکائی تھی، تم نے وہی آگ...خود ہمارے لئے بھڑکادی! اور تم.... اپنے دوستوں کے خلاف تو...عداوت پر متحد اور ان سے جنگ کے لئے بھڑ جانے پر آمادہ وتیار ہو....اور تم دوستوں کے خلاف دشمن کے دست و بازو بن گئے ہو! بغیر اس کے کہ تمہارے دشمنوں نے تمہارے درمیان عدل وانصاف کو پھیلا دیا ہو اور ان کی تم سے کوئی آرزو وامید ہی برآئی ہو!......

یا ہم سے کوئی بدعت سرزد ہوگئی ہو! یا ہماری طرف سے کوئی بے بنیاد واحمقانہ رائے ہی صادر ہوگئی ہو؟

پس بلائیں اور رسوائیاں تمہارا مقدر رہوں!

تم نے ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ کیوں نہ دیا؟

جب کہ ابھی تلوار نیام ہی میں تھی اور.....دل مطمئن تھے...!ور ابھی تو (جنگ کا) فیصلہ بھی نہ ہوا تھا! لیکن تم تو جنگ ہی کے لئے ٹڈی دل کی مانند...تیز اڑتے ہوئے آگئے اور (جنگ

میں) دشمنی کے لئے پروانوں کی طرح (ہمیں) آگھیرا!

پس! برا ہو......... اور دوری ہو! ان کے لئے....جو امت کے (طاغوت) باغی، جنگِ احزاب کے باقی ماندہ لوگ (بقیۃ السیف) کتاب (قرآن مجید) سے بے اعتنائی برتنے والے، شیطانی وسوسوں کا شکار زبوں، کلامِ حق میں تحریف کر کے بدل ڈالنے والے، سنّت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغوں کو بجھا ڈالنے والے! زنازادوں کو اپنے حسب ونسب میں شامل اور شریک کرنے والے!

تمسخر و مزاق اڑانے والے ایسے لوگ جنہوں نے قرآن کو پارہ پارہ، ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا!

قسم ہے....اللہ کی!

تمہارا (رہبر و امام کو) چھوڑ دینا تو تمہاری پہچان (اور مزاج) ہے!...تمہارے رگ و ریشے، گوشت و پوست اسی (خذل وغدای) سے نشو ونما پائے ہیں اور....تمہاری جڑیں اسی میں پوشیدہ ہیں...تم تو اپنے باغبان کے لئے بدترین پھل اور چھین کر کھا لینے والے کے لئے مرغن اور مزیدار لقمہ ہو!

آگاہ رہو!

ان عہد شکنوں پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار ہے جو قسمیں...پکّی اور مضبوط ہونے کے بعد بھی توڑ دیتے ہیں...حالانکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل (ضامن اور گواہ) بنایا تھا!

آگاہ رہو!!

اس حرامزادے نے جو حرامزادے کا بیٹا ہے، ہمیں دو باتوں پر مجبور کر دیا ہے....

ملّت و شریعت اسلامی کو قبول کریں....یا (بیعت کی) ذلّت و رسوائی کو!!!

"وھیھات منا الذلۃ...اور ذلّت قبول کرنا ہم سے دور ہے!

ذلت و رسوائی کو تو اللہ تعالیٰ نے نہ رسولؐ خدا نے، نہ مومنین نے...نہ ہماری پرورش کرنے والی پاک دامن ہستیوں نے اور نہ غیرت مند، سر برآوردہ وخوددار لوگوں نے پسند کیا.....!

اور.....یہ ''نفوس قدسیہ'' قطعاً یہ بات پسند یا قبول نہیں کرسکتے کہ ہم لوگ کمینوں کی اطاعت کو عزت داروں کی جانبازی (وقربانی) پر ترجیح دیں...!اور میں تو اپنے خاندان اور دوستوں، ساتھیوں کے انہی افراد کے ہمراہ...ان لوگوں سے جنگ کے لئے جیسے تیسے (ہر حال میں) آگے ہی بڑھوں گا...! حالانکہ دشمن (کنھکھنے، کتے کی مانند) سخت سر پھرا اور تعداد میں بہت زیادہ ہے...!اور باوجودیکہ...مددگار ساتھ چھوڑ چکے ہیں!

آگاہ وخبردار ہو!

کہ پھر وہ لوگ زیادہ دیر سکون سے رہ نہیں سکیں گے مگر بس اندازاً اتنی دیر کہ جتنی دیر میں کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہو..... یہاں تک کہ...جنگ کی چکی گھومنے لگے اور گردنیں لٹکادی جائیں!! یہ تو وہ عہد ہے....جس کی میرے والدِ گرامیؑ نے مجھے پہلے ہی وصیت...کردی تھی!! تم لوگ اپنے معاملات درست کرلو! پھر اس کے بعد جس بات کا تم نے میرے بارے میں پکا ارادہ کرلیا ہے....کرگزرو اور مجھے مہلت نہ دینا!!

.....میں نے تو اللہ پر توکل کرلیا ہے جو میرا اور تمہارا پالنے والا ہے اور کوئی جاندار ایسا نہیں کہ جس کی زمامِ کار اس پروردگار کے ہاتھ میں نہ ہو...اور یقیناً میرا رب سیدھے راستے پر (موجود) ہے!!!

امام حسین علیہ السلام کی طرف سے ان سوالوں کے جواب،
جوشہنشاہِ روم نے اپنے نمائندے کوامام حسین علیہ السلام
اور یزید بن معاویہ کے پاس بھیج کر پچھوائے تھے!

(نوٹ): یہ ایک طویل ومفصل حدیث کا بقدرِ ضرورت خلاصہ ہے:

اس نمائندے نے ''کہکشاں'' اور ان سات چیزوں کے...جواللہ تعالیٰ نے کسی رحم میں حمل کے بغیر خلق فرمائیں...کے بارے میں امام حسین علیہ السلام سے دریافت فرمایا تو امام حسین علیہ السلام یہ سوال سن کر ہنس پڑے!...تو اس نمائندے (یا سفیر) نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کو ہنسی کس بات پر آئی....؟

امامؑ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا ہے...جو علم کی وسعت و انتہاء کے مقابلے میں صرف اتنی سی ہیں جیسے سمندر کی وسعت میں چند خس و خاشاک (تنکے).....!تو بالکل ایسے ہی، یہ کہکشاں (اپنی تمام تر عظمت و وسعت کے باوجود) اللہ تعالیٰ کی (عظمت وجلال کے مقابلے میں) کمان (کے برابر) ہے!!

اور وہ سات اشیاء جو رحم (کے وسیلے) کے بغیر پیدا کی گئیں...تو ان میں سے...سب سے پہلے، حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

دوسری حضرت حوا علیہا السلام۔

تیسرے (وہ) کوا (جو قابیل کو حضرت ہابیل کی تدفین کی تعلیم دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خلق فرمایا تھا!)

چوتھا (وہ) مینڈھا (گوسفند، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بوقتِ ذبح حضرتِ اسماعیل علیہ السلام نازل کیا گیا)

پانچویں ''اونٹنی'' (وہ اونٹنی جو حضرت صالح علیہ السلام پیغمبرِ خدا کے لئے بطور معجزہ ظاہر ہوئی تھی)

چھٹی چیز ''عصائے موسیٰ علیہ السلام''۔

ساتویں چیز وہ پرندہ جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بطور معجزہ خلق فرمایا تھا!

پھر اس (نمائندہ رسفیرِ روم) نے بندوں کے روزی رزق کے بارے میں امام حسین علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا! ''بندوں کے رزق'' چوتھے آسمان پر ہوتے ہیں جہاں سے اللہ تعالیٰ انہیں ایک اندازے کے مطابق نازل کرتا ہے اور اندازے کے مطابق ہی اس میں وسعت و کشائش بھی دیتا ہے!

پھر اس نے مومنین کی ارواح کے بارے میں پوچھا کہ.....وہ کہاں اکھٹی ہو کر رہیں گی؟.................(جواب میں) امام حسین علیہ السلام نے فرمایا....! یہ ارواح شبِ جمعہ میں ''بیت المقدس'' کی چٹان (صخرہ) کے نیچے اکھٹی ہوتی ہیں اور یہ عرشِ الٰہی کا سب سے نچلا درجہ ہے....اللہ تعالیٰ نے زمین کی بساط یہیں سے بچھائی ہے اور اسی کی طرف وہ زمین کو لپیٹ بھی دے گا اور اسی جگہ سے آسمان کی جانب چڑھا اور اسے سر کیا جاتا ہے (یعنی معراج یہیں سے ہوتی ہے!)

اور ''کافروں کی ارواح''..تو وہ دنیا میں...''حضر موت'' میں جمع ہوتی ہیں، یہ جگہ شہر یمن کے عقب میں واقع ہے!

اس کے بعد اللہ تعالیٰ...ایک آگ کو مشرق و مغرب (دونوں سمتوں) سے بھیجتا ہے....جن کے درمیان دو ہوائیں ہوتی ہیں جو دونوں مل کر لوگوں کو اس چٹان کی جانب ہانک لائیں گی....جو بیت المقدس میں ہے....اور وہ ارواح چٹان کی دائیں طرف قید و محبوس کر دی جائیں گی اور جنت کو پرہیزگاروں سے نزدیک کر دیا جائے گا!

اور جہنم چٹان کی بائیں جانب زمین کی گہرائی میں ہوگی اور اسی میں "فَلَق" اور "سجّین" بھی ہیں! اور پھر تمام لوگ اس چٹان (صخرہ) کے پاس ہی سے جدا جدا ہو جائیں گے!!

پس..... جس پر جنت واجب ہوگئی ہے وہ اس چٹان کے پاس ہی سے جنت میں داخل ہوگا...! اور جس پر دوزخ واجب ہوگئی! وہ بھی اسی چٹان کے پاس سے جہنم میں جائے گا!

جہاد کی اقسام!

امام حسین علیہ السلام سے جہاد کے بارے میں سوال کیا گیا کہ...واجب ہے یا مستحب..؟

تو آپ نے واجب میں فرمایا: جہاد کی چار قسمیں ہیں.....ان میں سے دو قسم کے جہاد واجب ہیں!اور.....تیسرا ایسا مستحب جہاد ہے جو واجب کے ساتھ پیوستہ ہے!اور.....چوتھا خالصتاً مستحب جہاد ہے!

وہ دو جہاد جو واجب ہیں ان میں سے پہلا جہاد، ''جہاد بالنفس'' جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کے لئے اپنے نفس سے کیا جاتا ہے.....!اور یہ عظیم ترین جہاد ہے!!

دوسرا جہاد، یہ جہاد اُن کافروں سے ہوتا ہے جو تم (مسلمانوں) سے آمادہ بہ جنگ ہوں، یہ جہاد بھی واجب جہاد ہے!

تیسرا جہاد: وہ جہاد جو سنّت ہے مگر واجب کے ساتھ پیوستہ ہے، دشمن سے یہ جہاد ساری امت پر واجب ہے، اگر اس جہاد کو ترک کر دیا جائے تو امّت پر عذاب نازل ہو جائے گا اور یہ وہ عذاب ہے جو پوری امّت کے لئے ہوتا ہے!...یہ جہاد امام پر سنّت و مستحب ہے اور اس کی حد یہ ہے کہ دشمن کی سرکوبی کے لئے امامؑ، امّت کے ہمراہ جائے اور دشمن سے جہاد کرے!

چوتھا جہاد: جو سنّت و مستحب محض ہے، وہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان شخص کسی اچھی روایت یا رواج کا قیام عمل میں لائے اور اس کے قیام، تبلیغ و احیاء کی خاطر جدّ و جہد کرے.....اس سلسلے میں عمل اور کوشش کرنا سب سے بہترین عمل ہے.....اس لئے کہ.....اس کوشش و عمل کے نتیجے میں کسی نہ کسی سنّت کو دوبارہ زندگی مل جاتی ہے.....اور آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے...!

''مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہُ اَجْرُھَا مَنْ عَمِلَ بِھَا اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئاً....!

''جو شخص کسی اچھی روایت یا رسم و رواج کی بنیاد ڈالے تو اس کا اجر و ثواب.....اس کو ملنا

ہی ملنا ہے اور جو اس اچھے رواج پر عمل پیرا ہوگا تو اس کو بھی اجر وثواب بغیر کسی کمی ونقصان کے قیامت تک ملتا رہے گا!!!

توحید خداوندی کے موضوع پر امام حسین علیہ السلام کی ایک تقریر

اے لوگو!

ایسے لوگوں سے بچ کر رہو جو دین سے خارج ہو گئے ہیں....اور اللہ تعالیٰ کو اپنے جیسا سمجھنے لگے...!ان کی باتیں ویسی ہی ہیں جیسی اہل کتاب کے کفار کرتے ہیں.....!!

حالانکہ وہ اللہ ہے، اس کی مثل و مانند کوئی نہیں...!وہ سب کی سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے.......!لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (سورہ شوریٰ آیت ۱۱)

لَا تُدْرِکُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ

(سورہ انعام آیت ۱۰۳)

اسے آنکھیں نہیں پاسکتیں اور وہ آنکھوں کو پالیتا ہے اور وہ نہایت باریک بین اور پورا خبردار ہے!

وہ......جس نے وحدانیت و جبروت کو اپنی ذات کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے اور وہ.....''مشیت''، ''ارادہ''، ''قدرت'' اور ''دانش'' کو ہر ''ہو جانے والی چیز'' کے لئے کام میں لایا ہے....اس کے کاموں میں سے کسی کام کا بھی کوئی مخالف ہے نہ کوئی (اس کا) ہمسر و کفو ہے!

نہ اس کی کوئی ضد ہے جو اس سے کشمکش اور کھینچا تانی کرے...نہ اس کا کوئی ہم نام ہے.....جو اس کی مانند ہو......نہ کوئی (ذات) اس کے مثل ونظیر ہے جو اس کا ہم شکل ہو!ایسا نہیں ہے کہ....اسے بار بار، کام درپیش ہوں......نہ اس کی حالتیں تبدیل ہوتی ہیں....(کہ وہ محلِ حوادث نہیں!)

نہ وہ حوادث (زمانہ) کا شکار ہوتا ہے....اور وصف بیان کرنے والے، اس کی عظمت کی حقیقت...بیان کرنے کی طاقت و قدرت نہیں رکھتے....!اور قلب و دل اس کی جبروت

(وقوت) کی گہرائیوں تک پہنچنے کا تصور نہیں کر سکتے!

اس لئے کہ... کسی چیز میں اس کا ہم پلہ کوئی نہیں! علماء اپنی عقلوں کی بلند پروازیوں کے باوجود اور اہل فکر و نظر اپنی تمام تر سوچ بچار کی طاقتوں سمیت اس کے وجود کی حقیقت تک... سوائے غیب پر یقین کے وسیلے اور سہارے کے... نہیں پہنچ سکتے...!!

کیوں کہ مخلوقات کے اوصاف میں سے کسی وصف کے ذریعے... اس کی صفات کو بیان نہیں کیا جا سکتا!

وہ (اللہ) واحد اور بے نیاز ہے..!!

انسانی وہم و خیال میں... جو کچھ اس کے بارے میں آسکتا ہے وہ اس (کی ذات) سے قطعاً مختلف ہے! وہ رب نہیں ہو سکتا... جو وصف و بیان کے احاطے میں محدود ہو سکتا ہو... اور وہ عبادت کے لائق نہیں ہو سکتا... جو ہؤا ایا اس کے سوا کسی شے یا فضا کی حد میں محدود پایا جا سکے...!

وہ ہر شے میں ہے، مگر اس طرح نہیں کہ وہ کسی شے کے حصار میں ہو...!

وہ اشیاء سے جدا تو ہے مگر اس کی جدائی ایسی نہیں کہ... کسی چیز سے الگ اور جدا ہو تو غائب و پنہاں ہو جائے...!!

وہ ایسا قادر و طاقتور نہیں کہ جس کے برابر کوئی ضد یا مدِّ مقابل ہو جو اس کی برابری اور ہمسری کر سکے!!

اس کا قدیم ہونا زمانے کے گزرنے کا استعارہ نہیں ہے!

نہ اس کی "توجہ" کسی جہت یا کونے، گوشے کی محتاج ہے!

وہ عقلوں کے لئے بھی اسی طرح سے حجاب میں ہے جس طرح وہ نظروں سے نہاں اور محجوب ہے، وہ "آسمان والوں" سے بھی ویسے ہی محجوب اور پردے میں ہے جیسا کہ وہ "زمین والوں" سے پوشیدہ و نہاں ہے!

اس سے ''نزدیکی'' کا مطلب اس کا کسی کو کرامت وعزت سے نوازنا ہے اور
اس سے ''بُعد اور دُوری'' کا مطلب اس کا کسی کی توہین وتذلیل کرنا ہے...!
''میں'' (فی) کا لفظ اس کو کسی ظرف یا مکان....اور ''جب'' (اذ) کا لفظ اس کو کسی وقت اور زمانے میں محدود نہیں کرسکتا...!
اور ''اگر'' (اِن) کا لفظ اس کے لئے استعمال (ہی) نہیں ہوسکتا! (یعنی وہ مکان و زمان...اور ہر قسم کی شرط وشرائط سے بہت دور ہے...!)
اس کی بلندی کا مطلب کہیں اوپر کسی ٹیلے پر بیٹھا ہوا ہونا نہیں ہے....!!! اور
اس کے ''آنے'' کا مطلب، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا نہیں ہے....! اور
وہ، ''معدوم'' کو ''موجود'' اور ''ہست'' کو ''نیست'' میں بدل دیتا ہے....اور
اس کے علاوہ، کوئی ہستی ایسی نہیں.....جس میں دو متضاد صفتیں بہ یک وقت پائی جاسکیں!!

اس کے بارے میں غور وفکر تو صرف اس کے وجود پر ایمان واعتقاد رکھنے کی منزل تک پہنچاتا ہے.....نہ کہ اس صفتِ (ذات) کے وجود تک.....!!
اس غور وفکر کے وسیلے اس کی صفات کی وضاحت تو کی جاسکتی ہے...مگر صفات کے ذریعے اس کی ذات کی (وضاحت و) توصیف نہیں کی جاسکتی!
پہچان کروانے والی چیزوں کی معرفت کا وسیلہ وہ خود ہے...! مگر ان پہچان کروانے والی چیزوں کے ذریعے، خود اس کی ذات کا تعارف نہیں ہوسکتا! تو یہ ہے ''اللہ جل جلالہ'' اس کا کوئی ہمنام وہمسر نہیں! وہ پاکیزہ ومنزہ ہے...!
اس کی مانند کوئی چیز نہیں!
وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے!!

امام حسین علیہ السلام کا وعظ و نصیحت اور دانش و حکمت سے لبریز مختصر کلام!

۱۔ امام حسین علیہ السلام نے کربلا، کربلا کے سفر کے دوران فرمایا: بے شک! دنیا نے اپنا چہرہ اس طور بدلا ہے کہ پہچانی نہیں جاتی...! دنیا میں اچھائیاں تو رخصت ہوگئی ہیں...اب تو یہاں نیکیاں، اس رطوبت وتری کی مانند ہیں جو کسی برتن کی تہ میں باقی رہ جاتی ہے اور کسی چراگاہ کی نقصان دہ اور ضرر رساں گھاس کی مانند سوائے ذلیل ورُسوا زندگی کے....اور کچھ بھی تو باقی نہیں بچا!

کیا تمہیں نظر نہیں آرہا؟ کہ حق پر عمل نہیں ہورہا، اور نہ باطل پر عمل کرنے سے روکا جارہا ہے...!

حالانکہ، مومن کا یہ حق ہے کہ وہ (موت اور) اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے راغب اور مشتاق رہے..!!

ان حالات میں، میں تو موت کو اپنے لئے یقیناً سعادت سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنا میرے لئے سوہانِ روح اور تکلیف دہ ہے...!

ہاں...! لوگ تو دنیا کے غلام ہیں....اور ''دین'' ان کی زبان پر چاٹ کی مانند (ذراسا) لگا ہوا ہے (اور وہ ان کے حلق سے نیچے اترا ہی نہیں........!)

یہ لوگ...دین کو...(دودھ دینے والی اونٹنی کی مانند) اس وقت تک گھیرے رہتے ہیں جب تک وہ ان کی دنیاوی زندگی کے لئے (دودھ کی دھاروں کی طرح مال و دولت کا) مینہ برسائے!..اور جب امتحان کی گھڑی آجائے تو.....''دین دار'' تھوڑے ہی سے رہ جاتے ہیں!

۲۔ امام حسین علیہ السلام نے ایک شخص سے جو آپ کے سامنے کسی کی ...غیبت کرنے لگا تھا....فرمایا:

اے (فلاں) شخص! غیبت نہ کر! یہ دوزخ کے کتوں کا راتب (خوراک) ہے!

۳۔ ایک شخص نے امام حسین علیہ السلام کے سامنے کہا کہ جب بھی نااہل سے نیکی کی جائے تو، برباد جاتی ہے....!

یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے....بلکہ نیکی تو (موٹی موٹی بوندوں والی) بارش کی طرح ہے جو نیک اور بد دونوں پر برستی ہے!

۴۔ (تکلیفِ شرعی کے بقدرِ طاقتِ بشر ہونے کے بارے میں!) امامؑ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اگر کسی شخص سے اس کی طاقت و توانائی واپس لے لی ہے تو اس کے کاندھوں سے "اطاعت" کے بوجھ کو بھی اتار دیا ہے....اور اس نے اگر کسی شخص سے اسی کی قدرت و اختیار کو سلب کر لیا ہے تو اس کی تکلیف بھی ساقط کر دی ہے! (یعنی اس پر سے فریضہ کی ادائیگی کے بوجھ کو....جس کی ادائیگی کی اس میں اللہ تعالیٰ نے قدرت نہیں چھوڑی.....ہٹا دیا ہے!)

۵۔ آپؑ نے فرمایا: یقیناً کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت "خواہشات" کے ماتحت کرتے ہیں...یہ تاجروں والی عبادت ہے!!

اور کچھ لوگ اللہ کے "ڈر" سے...عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت غلاموں والی عبادت ہے...!

اور وہ لوگ جو اللہ کی عبادت اس کا "شکر ادا کرنے کے لئے" کرتے ہیں...تو یہ آزاد لوگوں والی عبادت ہے...! اور یہی سب سے افضل و برترین عبادت ہے....!

۶۔ کسی شخص نے بات شروع کرنے سے پہلے آپؑ سے کہا: آپ کیسے ہیں....؟ اللہ آپ

کو صحت و عافیت سے رکھے...!

تو امام حسین علیہ السلام نے فوراً اس سے فرمایا کہ..... "پہلے سلام کرو اس کے بعد بات شروع کرو! اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت دے۔

اس کے بعد... آپؑ نے کہا کہ..... جب تک کوئی شخص سلام نہ کرے اسے (گھر وغیرہ میں) داخل ہونے کی اجازت مت دو!

۷۔ فرمایا کہ..... اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی بندے کو ڈھیل دینے والا دامِ ہم رنگِ زمیں یہ ہے کہ وہ پہلے تو اس بندے کو خوب اچھی طرح (مال و دولت اور) نعمتوں سے نوازتا ہے اور پھر اس سے شکر ادا کرنے کی توفیق بھی سلب کر لیتا ہے!!

۸۔ جب عبد اللہ بن زبیر نے عبد اللہ بن عباس کو ملکِ یمن کی جانب بھیج دیا تو امام حسین علیہ السلام نے (عبد اللہ بن عباس) کی طرف خط لکھ بھیجا! (اس طرح کا.....!)

"اما بعد...! مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ابن زبیر نے تمہیں "طائف" کی جانب بھیج دیا ہے، اس (سانحے) کی خاطر اللہ تمہارے ذکر کو بلند کرے اور وہ تمہارے (گناہوں کے) بوجھ کو کم کرے اور آزمائش میں تو صرف نیک لوگ ہی مبتلا ہوتے ہیں.....!

اور اگر ایسا ہوتا کہ تمہیں صرف تمہاری محبوب و پسندیدہ چیز پر ہی اجر ملتا تو (تمہارا) اجر بہت ہی کم ہوتا (اس لئے کہ زیادہ تر دنیاوی حالات تو مکروہ و ناپسندیدہ ہی ہوتے ہیں) اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بلا و مصیبت میں گرفتاری کے موقع پر صبر و شکیبائی اور نعمتوں کے حصول کے موقع پر سپاس گزاری اور شکر بجالانے کا عزمِ صحیح عطا کرے! اور وہ ہمیں اور تمہیں، حاسد دشمن کی شماتت (اس کی طعنہ زنی اور برا بھلا کہنے کے عذاب) میں کبھی گرفتار نہ کرے۔

﴿مترجم فارسی کا نوٹ:

یہاں اس بات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ.... چونکہ عبداللہ بن عباس کو دور بھیجے جانے کا واقعہ.... مختار ابن عبیدہ ثقفی کے خروج کے بعد کا ہے..... اس لئے یہ ممکن نہیں کہ یہ خط امام حسین بن علیؑ کا ہو!

ہاں..........! اس بات کا قوی امکان و احتمال ہے کہ یہ خط امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام کا ہو!! اور ''یمن'' کے بجائے ''طائف'' درست ہے..!

چونکہ ''تحف العقول'' کے اصل متن میں ''یمن'' ہی لکھا ہے، اس لئے ہم نے بھی وہی لکھ دیا ہے!! فقط....!﴾

۹۔ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اس نے آپ سے (مالی) اعانت و مدد کی درخواست کی! تو آپؑ نے فرمایا: کچھ مانگنا (یا مالی مدد کا) سوال کرنا اس وقت تک مناسب نہیں ہے کہ جب تک کوئی شخص ایسے قرض یا تاوان کے شکنجے میں جکڑا ہوا نہ ہو، جس کی ادائیگی مشکل و دشوار ہو! یا ایسی غربت وفقر کا شکار نہ ہو جس نے اُسے زمین سے لگا دیا ہو، یا اس پر کوئی ایسا مالی بوجھ نہ ہو جس کی وجہ سے ہمت ہار چکا ہو...!

تو اس شخص نے عرض کیا... کہ میں ان باتوں میں سے ہی کسی ایک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں! تو امام حسین علیہ السلام نے (اپنے کسی نوکر یا غلام کو) حکم دیا کہ اسے سو (۱۰۰) دینار (طلائی سکے) دے دیئے جائیں..!!

۱۰۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنے فرزند امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام سے فرمایا کہ ایسے شخص پر ظلم کرنے سے ہر صورت میں بچنا کہ جس کا مددگار و ناصر سوائے اللہ جل جلالہ کے کوئی نہ ہو!!

۱۱۔ کسی شخص نے آپؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول ''وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ''

(سورۂ ضحیٰ آیت ۱۱) اور وہی تمہارے پروردگار کی نعمت، (تو) تم اس کا ذکر کرتے رہو...''! کا مطلب دریافت کیا؟؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کو حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کے حوالے سے جو آپ کو نعمتوں سے نوازا ہے اُس کے بارے میں لوگوں سے ذکر کرتے رہیں!!

۱۲۔ انصارِ مدینہ میں سے کوئی شخص، اپنی کسی مالی ضرورت کے بارے میں سوال کرنے کے ارادے سے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا... تو آپؑ نے اُس سے فرمایا: ''اے انصاری بھائی! اپنی عزّت و آبرو کی حفاظت کی خاطر کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے گریز کرو! اور اپنی ضرورت کسی رقعے (پرچی) پر لکھ کر پیش کرو تو ان شاء اللہ میں تمہیں وہ کچھ دے دوں گا، جو تمہیں خوش اور مسرور کر دے گا۔''

تو اس شخص نے لکھ کر دیا کہ اے ابو عبداللہ الحسینؑ! کسی شخص کے مجھ سے بے حد اصرار کیا ہے.... براہِ کرم! آپؑ اس سے فرمادیں کہ وہ قرض کی ادائیگی کے لئے مجھے کچھ مہلت دے دے!

جب امام حسین علیہ السلام نے یہ رقعہ پڑھا تو اپنے گھر میں گئے اور ایک تھیلی جس میں ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار تھے... اپنے ساتھ لے آئے اور آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ لو! پانچ سو دینار سے تو اپنا قرض اتارو اور پانچ سو دینار سے اپنے حصولِ روزگار کے لئے مدد حاصل کرو..!! اور ان تین قسم کے لوگوں کے علاوہ کسی کے سامنے اپنی حاجت بیان نہ کرو!:

۱۔ دین دار،

۲۔ جواں مرد،

۳۔ خاندانی شریف۔

اس لئے کہ ''دین دار'' تو اپنے دین کی حفاظت کی خاطر تمہاری حاجت برآری کرے

گا...!!

اور... ''جواں مرد''، اپنی مردانگی کی وجہ سے شرم وحیا کرتے ہوئے (تمہاری مدد کرے گا)...!

اور ''خاندانی شریف'' شخص یہ بات جانتا ہے کہ تم نے اس کے سامنے اپنی حاجت بتا کر... اپنی عزت میں کمی کر لی ہے... تو وہ تمہاری عزت کا خیال کرتے ہوئے تمہیں بغیر تمہاری حاجت پوری کیئے واپس نہ لوٹائے گا...!!

۱۴۔ آپؑ نے فرمایا کہ...!

''بھائی'' چار طرح کے ہوتے ہیں:

۱۔ ایک بھائی وہ ہے کہ جس کا فائدہ تیرے لئے اور خود اس کے لئے ہوتا ہے!

۲۔ ایک بھائی وہ کہ، جس کا صرف فائدہ ہی تمہیں حاصل ہوتا ہے!!

۳۔ ایک بھائی وہ کہ جس کا صرف نقصان ہی تم تک پہنچتا ہے!!

۴۔ اور..... ایک بھائی وہ کہ جس کا فائدہ نہ تمہیں ملتا ہے نہ خود اسے حاصل ہوتا ہے!!

پھر آپؑ سے ان باتوں کی وضاحت چاہی گئی تو آپؑ نے فرمایا: وہ بھائی جس کا فائدہ تمہیں اور خود اسے نصیب ہوتا ہے... ایسا شخص وہ بھائی ہے کہ رفاقت واخوت کی وجہ سے اس کا ہدف بھائی چارے کا ہمیشہ برقرار رکھنا ہے وہ بھائی چارے کی موت کا خواہشمند نہیں ہوتا! تو یہ وہ بھائی ہے کہ وہ تمہارے لئے اور تم اس کے لئے ہو!

اس لئے کہ جب پورا بھائی چارہ ہوگا تو پوری زندگی دونوں کے لئے خوشگوار ہوگی اور بھائی چارہ ناسازگاری کا شکار ہو جائے تو دونوں کی ساری زندگی تباہ ہو جائے گی!!

وہ بھائی جس کا فائدہ ہی تمہاری لئے ہے، تو یہ وہ بھائی ہے جو لالچ سے پاک

ہو کر، تیری جانب راغب ہو! تو یہ دنیاوی لالچ میں نہیں پڑتا.... پس ایسا بھائی اپنے تن من، دھن کے ساتھ تمہیں بھرپور فائدہ پہنچانے کی تگ ودو میں رہتا ہے!!

اور وہ بھائی جس کی طرف سے بس تمہیں نقصان ہی پہنچتا ہے.... تو وہ بس اس انتظار میں رہتا ہے کہ تم کب مصائب وآلام میں گرفتار ہوتے ہو....؟ وہ (تمہارے بارے میں) اپنی نیت اور ارادوں کو چھپاتا ہے اور خاندان بھر میں تمہارے بارے میں جھوٹ بکتا رہتا ہے اور وہ جب بھی تمہارے چہرے پر نظر ڈالتا ہے تو حاسدانہ نظر ڈالتا ہے.... پس اس پر خدائے واحد کی طرف سے لعنت اور پھٹکار ہو!!......!

اور ایک بھائی وہ کہ جس کا فائدہ نہ تمہیں اور..... نہ خود اسے پہنچتا ہے! پس وہ تو ایسا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حماقت سے بھر دیا ہو اور اسے اپنی رحمت سے بالکل دور کر رکھا ہو!.... اور تم اسے دیکھو گے کہ وہ اپنے آپ کو تم پر ترجیح دیتا ہے اور جو کچھ تمہیں حاصل ہے یہ شخص اپنی شدید حرص اور لالچ کے سبب.... اس کی تلاش وجستجو میں لگا رہتا ہے!!

۱۴۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

کسی شخص کی مقبولیت اور نیک نامی کی دلیل اور نشانی اس کی.... اہل عقل وخرد کے ساتھ ہم نشینی ہے...!

اور اسباب جہل و نادانی کی علامت ودلیل غیر اہل فکر ودانش کے ساتھ جھگڑنا اور کھینچا تانی ہے!!

اور عالم ہونے کی نشانی.... اپنی گفتگو پر نظرِ تنقید ڈالنا اور فنونِ (فکر و) نظر کے حقائق سے آگاہی ہے...!!

۱۵۔ امامؑ نے فرمایا: سچ تو یہ ہے کہ ''مومن'' نے اپنے محافظ (بچانے والے) کے طور پر اللہ تعالیٰ کو (اختیار کر) لیا ہے...!!

اور اپنی گفتگو کو اپنا آئینہ قرار دے لیا ہے!! کبھی وہ مومنین کی صفات کو مدِ نظر رکھتا ہے اور کبھی وہ ظالموں کے اوصاف کو اپنی نگاہ سے گزارتا ہے۔ پس وہ اس لحاظ سے لطیف باتوں (اور دل نشین قرآنی نکات) کے درمیان زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے اور اس وجہ سے "خودشناسی" (اپنی نفس کی معرفت) میں اور "خوش فکری" کے پرتو میں....وہ یقین کے حصول میں کامیاب ہو جاتا ہے....اور تقدس و پاکیزگی کے سائے میں "احساسِ قدرت" (یعنی اپنے نفس پر قابو اور اعتماد) پیدا کر لیتا ہے!!

۱۶۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

اس کام سے بچو جس کے باعث تمہیں عذر و معذرت کرنا پڑے اس لئے کہ "مومن" نہ برا کام کرتا ہے، نہ اسے معذرت کرنا پڑتی ہے...!!

اور منافق تو ہر روز، برا کام بھی کرتا ہے اور معذرت بھی کرتا رہتا ہے..............!

۱۷۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ سلام کی ستّر نیکیاں ہیں...!

اُنہتر سلام میں ابتداء کرنے والے کے لئے اور ایک جوابِ (سلام) دینے والے کے لئے...!!

۱۸۔ پکّا کنجوس تو وہ ہے جو سلام کرنے میں بھی کنجوسی سے کام لے!

۱۹۔ جو شخص کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی کے ذریعے حاصل کر بھی لے، تو جتنی اسے امید ہے....اس سے بھی زیادہ تیزی سے....اس کے ہاتھ سے نکل جائے گی، اور جس چیز سے وہ گریزاں ہے اس کے پنجے میں وہ بہت جلد گرفتار ہوگا....!!

❁❁❁❁❁

امام علی ابن الحسین

زین العابدین علیہ السلام

پند و نصائح

اور اقوالِ حکیمانہ!

امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام
کی اپنے تمام ساتھیوں اور شیعوں کے لئے وعظ و نصیحت
اور ہر جمعۃ المبارک کے موقع پر اُن کے لئے...... خصوصی یاددہانی!

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور یہ بات جان لو کہ تم اُس کی جانب واپس لوٹنے والے ہو!......تو ہر شخص، جس نے بھی آج، کوئی اچھائی یا بُرائی کی ہے، وہ کل اُسے وہاں اپنے سامنے موجود پائے گا! خواہ تم اپنے برے اعمال اور اپنے درمیان کتنی ہی دور کا فاصلہ دیکھنا چاہو!......اور......اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آپ سے ڈرانا اور بچانا چاہتا ہے! وائے ہو تجھ پر اے آدم کے بیٹے! تو......تو غفلت اختیار کرتا ہے......مگر (تیرے نگراں کی جانب سے) تجھ سے غفلت اختیار نہیں کی جاتی! یقیناً......تیری موت، ہر چیز سے زیادہ تیز روی سے تیری جانب بڑھ رہی ہے، وہ تیری تلاش میں ہے......اور......قریب ہے کہ......وہ تجھ تک آپہنچے......تو، گویا ......تیری مدتِ عمر پوری ہو چکی ہے اور ملک الموت نے تیری روح قبض کر لی ہے اور......تجھے تنہا، تیری قبر کی جانب لے جایا جائے گا، اور (تیری مرضی کے علیٰ الرغم) دو فرشتے ''منکر و نکیر''...... تیری قبر میں گھس آئیں گے......تا کہ وہ تجھ سے سوال جواب کریں اور سختی سے تیرا امتحان لیں!......آگاہ رہو!......وہ دونوں، سوالوں میں سب سے پہلے، تم سے تمہارے ربّ معبود کے بارے میں پوچھیں گے......کہ جس کی تم پرستش و عبادت کرتے تھے؟......اور پھر......تم سے اُس نبیؐ و پیغمبر کے بارے میں پوچھیں گے جو تمہاری جانب بھیجا گیا؟! اور اُس ''دین'' کے بارے میں......جس کو تم نے پسند کیا تھا؟ اور اُس کتاب کے بارے میں پوچھیں گے جس کی تم تلاوت کیا کرتے تھے؟ اور اُس امام کے بارے میں جس کے پیچھے پیچھے تم چلا کرتے تھے؟ اور تمہاری عمر کے بارے میں، کہ......کس کام سے گزاری؟ اور تمہارے مال کے بارے میں، کہ کہاں سے

کمایا؟ اور اُسے کس راہ میں خرچ کیا؟.............سوالات کریں گے!

اس لئے تم احتیاطی تدابیر کرلو اور (امتحان کی تیاری میں) اپنے نفس کی مدد کرو اور امتحان میں پوچھ گچھ اور آزمائش سے پہلے ہی جواب تیار کرلو! پس اگر تم مومن، اپنے دین کے شناسا، سچوں کے پیروکار اور اولیاء الٰہی کے دوستدار ہوگے تو......اللہ تعالیٰ خود......تمہیں حجت و دلیل کا القاء کردے گا (یعنی جواب سکھا دے گا) اور تمہاری زبان سے درست جواب کہلوا دے گا ...... یہاں تک کہ، تم بہ طریق احسن جواب دے دو گے اور تمہیں اللہ کی جانب سے جنت اور رضائے الٰہی کی بشارت وخوشخبری دے دی جائے گی! اور فرشتے نہایت مسرت اور نشاط کے ساتھ تمہارا استقبال کریں گے......!

اور تم ایسے نہ ہوئے (جیسا کی اوپر بیان کیا گیا ہے) تو، (ان سوالوں کے جواب دیتے وقت) تمہاری زبان تتلاہٹ اور لکنت کا شکار ہوجائے گی، تمہاری حجت باطل ہوجائے گی!

اور تم (گونگے ہوکر) جواب نہ دے پاؤ گے اور تمہیں......آتش دوزخ کی خبرِ بد دے دی جائے گی اور تمہارے استقبال کے لئے عذاب کے فرشتے، جہنم کی کھولتی ہوئی خوراک لے کر، تمہیں جہنم کے بھڑکتے شعلوں تک گھسیٹتے ہوئے لے جانے کے لئے تمہارے سامنے آجائیں گے! اور اے آدم کے بیٹے!......تو یہ بات جان لے کہ اِس (مرحلۂ سوال و جوابِ قبر) کے بعد (جو مرحلہ ہے وہ) ''قیامت'' کا عظیم ترین، دہشتناک ترین اور دلوں کے لئے دردناک ترین ''دن'' ہے یہ وہ دن ہوگا جب لوگوں کو (میدان حشر میں) جمع کیا جائے گا......اور یہ وہ دن ہوگا جب سب لوگ (اللہ تعالیٰ کے سامنے) حاضر ہوں گے اور اِس دن اللہ تعالیٰ، تمام پہلے اور بعد والوں کو اکٹھا کردے گا!......یہ وہ دن ہوگا جس میں صور پھونکا جائے گا اور اُس روز قبریں اُلٹ پلٹ ہوجائیں گی!......یہ ہے ''قیامت'' کا دن! کہ جب دل سینوں سے (اُچھل کر) گلوں میں آرہے ہوں گے اور دم گھٹ رہے ہوں گے!......

جس دن، کسی کی لغزش سے درگزر نہ کیا جائے گا، نہ کسی سے اُس کے جرم کا فدیہ و تاوان قبول کیا جائے گا، نہ کسی کی معذرت قبول کی جائے گی، نہ اُس روز کسی کے توبہ کر سکنے کی گنجائش ہوگی......اور نیکی کے بدلے یا برائی کی پاداش کے سوا اُس روز اور کچھ بھی نہ ہوگا!!

پس! مومنین میں سے جس نے اس دنیا میں ذرّہ بھر بھی نیکی کی ہوگی وہ وہاں اُس کی جزا اور انعام کو پالے گا......اور مومنوں میں سے جس نے اِس دنیا میں ذرّہ بھر بھی بُرائی کی ہوگی وہ وہاں اُس (کی سزا و پاداش) کو پالے گا!

تو، اے لوگو......! اُن گناہوں اور نافرمانیوں......جن کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں کتابِ صادق اور بیانِ ناطق (نبیؑ و امام) میں روکا (اور منع کیا) ہے......تم اُن سے بچ کر رہو!! اور ''شیطانِ لعین'' جو تمہیں اس دنیا میں تیز روی سے گزر جانے والی شہوات اور لذّتوں کی دعوت دیتا ہے......تو اس موقعہ پر تم، (مستقبلِ قیامت کے لئے) اللہ تعالیٰ کی منصوبہ سازی اور اُس کے ہلاک کر دینے والے (عذابِ دوزخ کے) پروگرام سے اپنے آپ کو بچا ہوا!! اور محفوظ و مامون مت سمجھنا......اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اِنَّ الَّذِینَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُم طَائِفٌ مِنَ الشَّیطَانِ تَذَکَّرُوا فَاِذَا ھُم مُبْصِرُونَ ہ (سورۂ اعراف نمبر ۷ آیت نمبر ۲۰۱) بے شک وہ لوگ جو پرہیز گاری کرتے ہیں جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی خیال چھو بھی جاتا ہے، تو وہ (احکام خدا کو) یاد کر لیا کرتے ہیں، پھر اُسی وقت وہ سوجھ بوجھ والے ہو جاتے ہیں!! اور اپنے دلوں کو خوفِ خدا سے آگاہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے اُس حتمی وعدے کو یاد کرو جو اُس نے تم سے......تمہارے اُس کی جانب، بازگشت اور واپسی کے موقعہ پر اپنی طرف سے اچھے ثواب و انعام دینے کا......کیا ہے!! جیسا کہ اُس نے تمہیں اپنے سخت عذاب سے ڈرایا ہے......پس، جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے تو اُس سے پرہیز اور احتیاط کرتا ہے اور کسی چیز سے پرہیز اور احتیاط کرنے والا اُس چیز کو چھوڑ دیتا ہے......اور تم

اُن غافلوں میں سے نہ ہو جانا جو دنیاوی زندگی کی چکا چوند پر مائل رہتے ہیں...... یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے...... بُرائیوں ہی کہ منصوبہ سازی کی!......اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے!

''اَفَأَ مِنَ الَّذِینَ مَکَرو واالسَّیِئَاتِ اَن یَخسِفَ اللّٰہُ بِھِمُ الاَرضَ اَو یَاتِیَھُمُ العَذَابُ مِن حَیثُ لَا یَشعُرُو نَ ٥ اَو یَا خُذَھُم فِیْ تَقَلُّبِھِم فَمَا ھُم بِمُعْجِزِینَ ٥ اَو یَا خُذَھُم عَلیٰ تَخَوُّفٍ ٥ کیا وہ لوگ جنہوں نے بڑی بری چالیں چلیں وہ اس بات سے امن میں ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے، یا انہیں ایسی جگہ سے عذاب آپہنچے کہ وہ نہ سمجھیں، یا وہ انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے، پھر وہ (خدا کو) عاجز کرنے والے نہیں، یا وہ انہیں ڈر کی حالت میں پکڑ لے!(سورہ ''نحل'' نمبر ۱۶ آیت نمبر ۴۵ تا ۴۷) لہذا تم ان چیزوں سے دور رہو، جن سے دور رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے، اُس نے ظالموں کا جو حشر کیا...... وہ اُس نے اپنی کتاب میں بیان فرما دیا ہے!اور تم بعض اُن مصیبتوں کے اپنے اوپر نازل ہونے سے مطمئن نہ ہو بیٹھنا...... جن کے نزول سے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ظالموں کو ڈرایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو، دوسروں (کی مثال بیان کر کے اُن) کے ذریعے تمہیں نصیحت دی ہے...... اور یقیناً نیک بخت وسعادتمند وہی ہے جو دوسروں (کے توسط) سے سبق اور نصیحت حاصل کرے !اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب میں وہ واقعات سنا دیئے ہیں جو کچھ اُس نے تم سے پہلے بستی والے ظالموں کے ساتھ کیا اور قران میں...... یوں فرمایا ہے کہ ''وَ کَم قَصَمنَا مِن قَریَۃٍ کَانَت ظَالِمَۃً) وَ اَنشَا نَا بَعدَھَا قَومًا آخَرِینَ ہ اور فرمایا فَلَمَّا اَحَسُّو ا بَاسَنَاَ اِذَاھُم مِنَّا یَرکُضُونَ (ترجمہ)(اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا جو ظالم تھیں) اور اُن کے بعد ہم نے دوسری قوم کو پیدا کر دیا ہ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کا احساس کیا تو یکا یک وہاں سے بھاگنے لگے۔(سورہ انبیاء نمبر ۲۱ آیت نمبر ۱۱ و ۱۲) اور جب بچ کر بھاگنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے کہا!''لَا تَرکُضُو ا وَارجِعُو اِلیٰ مَا اُترِفتُم فِیہِ وَمَسَا کِنِکُم لَعَلَّکُم تُسئَلُونَ (سورہ

انبیاء نمبر ۲۱ آیت نمبر ۱۳) (ہم نے کہا کہ) مت بھاگو اور اُس (مقام) کی طرف جہاں تم نازو نعمت میں پالے گئے تھے، اور اپنے گھروں کی طرف، واپس لوٹ جاؤ...... تا کہ تم سے پوچھ گچھ کی جائے!...... پس جب اُن تک عذاب آپہنچا تو "قَالُو یَا وَ یلنَا اِنَّا کُنَّا ظَالِمِینَ ہ وہ کہنے لگے ہائے ہماری خرابی، یقیناً! ہم ظالم تھے!! (سورۂ انبیاء نمبر ۲۱ آیت نمبر ۱۴)...... پس اگر تم یہ کہو کہ ...... اللہ تعالیٰ کی مراد اِس آیت میں، اہل شرک ہیں، تو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جب کہ وہ فرمارہا ہے "وَ نَضَعُ المَوَازِینَ القِسطَ لِیَومِ القِیَامَۃِ فَلاَ تُظلَمُ نَفسٌ شَیئًا وَ اِن کَانَ مِثقَالَ حَبَّۃٍ مِّن خَردَلٍ اَتَینَا بِھَا ط وَ کَفیٰ بِنَا حَاسِبِینَ ہ (سورۂ انبیاء نمبر ۲۱ آیت نمبر ۴۷) ترجمہ...... اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو رکھ دیں گے پس کسی نفس پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا، اور اگر (کوئی عمل) رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اُسے لاکر حاضر کریں گے، اور ہم حساب لینے والے، کافی ہیں!

اے بندگانِ خدا! تم یقین سے یہ بات جان لو کہ، اہل شرک کے لئے نہ تو میزان نصب کئے جائیں گے، نہ اُن کے لئے نامۂ اعمال کھولے جائیں گے اور (بلکہ) وہ لوگ تو بس جوق در جوق گروہ در گروہ، جہنم کی طرف ہانک دیئے جائیں گے اور میزانوں کی تنصیب، اور اعمال کے کھاتوں کھتونیوں کا کھولنا اور پھیلایا جانا تو صرف اور صرف اہل اسلام کے لئے ہوگا...... اس لئے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو! اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء میں سے کسی کے لئے بھی ...... دنیا کی ظاہری زیب و زینت کو کبھی پسند نہیں کیا اور نہ وہ کسی کو اس دنیا کی جلد ختم ہو جانے والی سجاوٹ اور ظاہری حسن و خوبی کے لئے ترغیب دیتا ہے اور اُس نے تو اس دنیا اور دنیا والوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس (دنیا) میں اُن کا امتحان لے...... کہ اُن میں سے، آخرت کی خاطر، سب سے بہترین عمل کرنے والا کون ہے؟ اور...... قسم بہ خدا! تمہارے اور ان لوگوں کے لئے...... جو عقل سے کام لیتے ہیں اس بارے میں مثالیں (بھی) دی گئی ہیں اور قرآنی

آیات سے بھی کام لیا گیا ہے! پس، اے مومنین! تم اُن لوگوں میں سے بنو جو (فہم مسائل کے لئے) عقل سے کام لیتے ہیں! وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا اللّٰہِ! اور اس جلد گزر جانے دنیاوی زندگی کے حوالے سے...... اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو جن باتوں سے بے رخی اور زہد کے لئے حکم فرمایا ہے اُن سے زہد و بے رُخی اختیار کرو! اس بارے میں اللہ تعالیٰ قطعی طور پر فرماتا ہے اور اُس کا فرمان بجا اور دُرست ہے"

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنزَلْنَاہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۝ حَتّٰٓی اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَھَا وَ ازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَھْلُھَآ اَنَّھُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْھَآ اَتٰھَآ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَھَارًا فَجَعَلْنٰھَا حَصِیْدًا کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۝ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ (سورۂ یونس نمبر ۱۰ آیت نمبر ۲۴) "ترجمہ" سوائے اس کے نہیں ہے کہ زندگانی دنیا کی مثال پانی کی مانند ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا، پس اُس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی، جس میں سے لوگ اور مویشی کھاتے ہیں، یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی رونق (فصل) حاصل کرلی، اور آراستہ ہوگئی اور اُس کے مالکوں نے گمان کرلیا کہ یقیناً وہ اِس (سے نفع اٹھانے) پر قدرت رکھنے والے ہیں، تو ہمارا حکم (عذاب) یکا یک اُس (فصل) پر رات کو یا دن کو آ پہنچا، پھر ہم نے اُسے ایسا کٹا ہوا کر دیا کہ گویا وہ کل کچھ بھی نہ تھی...... اسی طرح ہم اُن لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں، آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں!......!!

اور تم، اس دنیا اور جو کچھ اِس دنیا میں ہے اُس پر اُن لوگوں کی مانند اعتماد اور تکیہ نہ کرو جنھوں نے اِس کو دائمی رہائش والی سرائے یا وطن جیسا گھر، قرار دے لیا ہے جبکہ...... یہ تو کوچ والا (خانہ بدوشوں والا) ایسا گھر ہے جو گزرگاہ میں ہے اور...... یہ گھر تو عمل کی جگہ ہے! اِس لئے، قبل اس کے کہ...... اس دنیا میں فرصت و مہلت کے ایام ختم ہو جائیں اور اللہ

تعالیٰ اس دنیا کی ویرانی کا حکم دے دے......تم یہاں سے نیک اعمال کا (زادِراہ یا) سامان سفر تیار کرلو اس لئے کہ وہ ہستی جس نے پہلی مرتبہ اس دنیا کو بسایا اور اس کا آغاز کیا، وہی اسے ویران و برباد بھی کردے گا کہ وہی اپنی ملکیت و میراث کا خودمختار مالک ہے......!

......میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے ،مدد کا سائل ہوں کہ وہ دنیا میں زہد و تقویٰ کے توشہ سفر کی تیاری میں مدد فرمائے!

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس جلد گزر جانے والی دنیاوی زندگی میں زاہدوں، پارساؤں میں سے اور ہمیشہ رہنے والی آخرت (کی زندگی) کے ثواب کے اشتیاق و رغبت رکھنے والوں میں سے قرار دے!

اور ہم تو بَس ،اُسی کے لئے اور اُسی کی وجہ سے (زندہ و موجود) ہیں !......وَالسَّلاَمُ عَلَیْکُم وَ رَحمَتُہُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتہ! اور تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں تمھارا نصیب ہوں!

❁❁❁❁❁

وعظ و نصیحت، زہد و پارسائی اور حکمت دانشمندی کے بارے میں......

آپؑ کی ایک تقریرِ دل پزیر!

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ظالموں کی نت نئی چالوں، حاسدوں کی زیادتیوں اور سرکش جابروں کی کڑی گرفت سے دور رکھے!

اے مومنو!...... ایسا نہ ہو کہ سرکش حاکموں اور اُن کے پیروکار، جو دنیا کی رغبت رکھنے والے، اُس کی طرف جھکاؤ رکھنے والے، اُس کے فریب خوردہ، اس دنیا کے تھوڑے سے مال کی جانب رخ کیے ہوئے ہیں...... جس کی حیثیت بس اتنی ہے کہ گھاس کی مانند اُسے ''آنے والے کل'' میں سوکھ کر مر جانا ہے......، کہیں تمہیں بھی گم راہ نہ کر دیں......!! اور...... تم اُن چیزوں سے کنارہ کش رہو...... جن سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں دور رہنے کے لئے حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری بے رخی و پارسائی کا مطالبہ کیا ہے، تم اُن سے بے رخی برتو!

اور اس دنیا میں جو کچھ بھی ہے اُس پر، تم اُس شخص کی مانند، اعتماد اور تکیہ نہ کرو جس نے اس دنیا سرائے کو، ہمیشہ کی رہائش اور اپنے دائمی آرام کا ٹھکانہ شمار کر لیا ہے!

اور قسم ہے اللہ کی! اس دنیا میں جو کچھ بھی، اس دنیا کی سجاوٹ، اس کے دِنوں کا اُلٹ پھیر، اس کے بدلتے حالات و انقلابات، اس کے عبرت انگیز واقعات اور اس دنیا کا اہل دنیا کے ساتھ کھیلنا...... خود اس دنیا کے تضاد کی نشانیاں ہیں! حقیقت یہ ہے کہ، یہ دنیا...... زیردست کو بالا دست اور اور شریف کو ذلیل کر دیتی ہے! اور اسی طرح کل، روز قیامت، یہ بہت سے لوگوں کو جہنم کے گھاٹ پر لا اُتارے گی......!

اسی لئے...... ان حادثات میں ہوشمند کے لئے عبرت انگیز، آزمائش میں ڈالنے اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے والے سبق موجود ہیں!!!

اور یہ بالکل سچ ہے کہ اندھیرا کرنے والے فتنوں، نت نئی بدعتوں، ظالمانہ رواج و قوانین، زمانے کی تلخیوں اور مصائب، بادشاہ کی ہیبت اور ہراسنا کیوں اور شیطان کے وسوسوں کی طرح کے واقعات، جن کا تمہیں دن رات سامنا کرنا پڑتا ہے...... یہ واقعات، یقیناً دلوں کو اُن کے (نیک) ارادوں سے باز رکھتے ہیں! اور...... سامنے ہی موجود ہدایت و رہنمائی اور اہل حق کی معرفت و پہچان سے غافل کر دیتے ہیں...... سوائے اُن چند لوگوں کے...... کہ جنہیں خدائے جلیل وعزیز نے اپنی نگرانی وحفاظت میں، بچائے رکھا ہے!

تو بس! اللہ جسے محفوظ رکھے صرف وہی شخص (اس دنیا میں) روز شب کی گردشوں، حالات کے اُلٹ پھیر اور فتنوں کے نقصانات کے نتائج سے واقف ہوتا ہے، وہی راہِ حقیقت کو طے کرتا اور وہی درمیانے راستے پر چلتا ہے! اور اس راستے پر چلنے کے لئے وہ زہد و پارسائی سے مدد حاصل کرتا ہے! لہذا...... وہ مسلسل غور و فکر کرتا، عبرت آمیز واقعات سے نصیحت حاصل کرتا اور اپنے (آپ) کو (غلط راہوں سے) روکے رکھتا ہے!!...... اسی لئے وہ جلد ختم ہو جانے والی دنیاوی تر و تازگی اور لذّات دنیا سے دور رہتا ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی اُخروی نعمتوں کا مشتاق رہتا ہے اور اُس کے حصول کے لئے اپنی بھرپور کوشش و سعی کرتا، ہر دم موت کو نگاہ میں رکھتا، اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے سے نفرت کرتا ہے!

پس، اس صورتِ حال میں وہ دنیا کو روشن اور تند و تیز عقابی نظروں سے دیکھا کرتا ہے اور پیش آنے والے فتنوں اور نئی بدعات کی گمراہی اور ظالم بادشاہوں کے ظلم و جور کو، اُن کی تہ تک پہنچ جانے والی نگاہوں سے دیکھتا ہے!!

پس! مجھے میری عمر کی قسم ہے......! کہ تم اس سے پہلے، گزرے ہوئے حادثات ڈھیر سارے فتنوں اور اُن میں انہماک کو اپنی پیٹھ پیچھے اس لئے چھوڑ چکے ہو، کہ...... گم راہوں، بدعتیوں، ستم پیشہ لوگوں اور زمین میں ناحق فساد پھیلانے والوں سے دور رہنے کے

لئے ،دلیل تلاش کرسکو!!

لہٰذا...... اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور اس کی اطاعت کی جانب پلٹ آؤ، کہ جس کی اطاعت اُن تمام لوگوں کی اطاعت واتباع سے اولیٰ و برتر ہے، جن کی پیروی اور اطاعت (ماضی میں) کی گئی......! اس لئے، بچو! اور محتاط رہو! قبل اس کے کہ تمہیں حسرت وافسوس ہو......اور اس سرائے فانی سے، تمہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے لے جاکر (فیصلے کے لئے) اُس کے حضور کھڑا کردیا جائے!

اور...... اللہ کی قسم! لوگ تو خدا کی نافرمانی (کی وجہ) سے صرف اس کے عذاب کی طرف ہی روانہ ہوسکے ہیں اور...... کسی قوم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دی مگر یہ کہ اُن کی بازگشت اور انجام بُرا ہی ہوا!......اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم وعرفان اور اُس کی اطاعت پر عمل......دونوں ہی اکھٹے رہنے والے ساتھی اور دوست ہیں!!

پس، جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لے گا وہ اُس سے ڈرے گا......تو یہ خوف اور ڈر، اُسے...... اللہ کی اطاعت کے مطابق عمل کرنے پر ابھارے گا......!

اور حقیقت تو یہ ہے کہ ارباب علم اور اُن کے پیروکار وہی لوگ ہوتے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی پہچان لیا اور اپنا ہر عمل اُس کی خاطر کیا اور وہ اُس کے شیفتہ وعاشق ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے" اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا" ٥ (سورہ فاطر نمبر ۳۵ آیت نمبر ۲۸) اور اللہ تعالیٰ سے تو، اُس کے بندوں میں سے......صرف "علماء" ہیں ...... جو اُس سے ڈرتے ہیں!......اس لئے، اس دنیا میں کوئی چیز معصیت الٰہی کے سہارے، مت ڈھونڈو اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ذریعے مشغول ومصروف رہو اور اس دنیا کے ایام (کی مہلت) کو غنیمت سمجھو! اور اس دنیا میں، اُن چیزوں کے لئے کوشش وسعی کرو، جو کل تمہیں......عذاب الٰہی سے نجات دلواسکیں ...... چنانچہ، تمہاری یہ روش تاوان وسزا کو نہایت ہی کم کرنے والی اور عذر (کو

قبولیت) سے نزدیک تر کرنے والی اور نجات کے لئے امید افزا تر ہوگی!

پس! اللہ تعالیٰ کے امر، اس کی اطاعت اور ان لوگوں کی اطاعت کو، جن کی اطاعت اللہ تعالیٰ نے واجب کی ہے، اپنے سامنے والے تمام کاموں پر مقدم رکھو اور اُن کاموں کو جو اکثر تمہیں درپیش ہو جاتے ہیں، جیسے سرکشوں کی اطاعت و پیروی، دنیاوی چکا چوند کی محبت میں مبتلا ہونا (وغیرہ) تم اُن کو، اللہ تعالیٰ کے حکم، اُس کی اطاعت اور اپنے "صاحبانِ امر کی اطاعت و تابعداری پر" مقدم نہ رکھنا! اور یہ بات جان لو کہ...... تم سب، درحقیقت اللہ کے غلام ہو...... اور ہم، تمہارے ساتھ ہیں!......

وہ آقا و حاکم، فردائے قیامت کو ہم پر اور تم پر حکم چلائے گا وہ تمہیں اپنے سامنے کھڑا کر کے تم سے بازپُرس کرے گا...... اس لئے تم اس کے حضور کھڑے ہونے، (اسکی) باز پرس اور اس کے سامنے عرض و گزارش کے لئے جواب تیار رکھو، ...... جب کہ، یہ دن ایسا ہوگا کہ جب کوئی (شخص) بھی اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر بول نہیں سکے گا!

اور...... تمہیں علم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کسی جھوٹے کی تصدیق نہیں کرتا...... اور نہ کسی سچے کو جھٹلاتا ہے اور نہ کسی مستحق کے عذر کو رَدّ کرتا ہے اور کسی نا قابل قبول عُذر کو مانتا ہے...... بلکہ، (یہ طے ہے کہ) اللہ تعالیٰ کی حجّت و دلیل اس کی مخلوقات پر رسولوںؑ اور بعد میں اُن کے نائبینؑ کے ذریعے غالب (قاطع اور مُسکِت) ہوتی ہے! لہٰذا، تم اللہ سے ڈرو اور اپنے نفوس کی اصلاح، اللہ کی اطاعت اور اُن لوگوں کی فرماں برداری کی جانب توجہ اور رخ کرو" جن کو اُس کی جانب سے (اپنی) اطاعت (کروانے) کے لئے عہدۂ ولایت ملا ہوا ہے"!! کبھی، ایسا بھی ممکن ہے کہ، کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور، اپنے گزشتہ کل کی، حقوق خدا کے بارے کی گئی کوتاہیوں پر نادم و پشیمان ہو ہی جائے چنانچہ تم اللہ تعالیٰ سے بخشش اور مغفرت طلب کرو اور اُس سے توبہ کرو کہ وہ توبہ قبول کر لیتا ہے اور گناہوں کی معاف کر دیتا ہے...... اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو، خدا اچھی طرح

جانتا ہے!!

تم گناہ گاروں کی صحبت، ظالموں کی مدد و نصرت، بدکاروں کی ہمراہی و معیت سے ہوشیار رہو اور اُن کے فتنوں سے بچ کر رہو اور اُن (کی درگاہوں) کے آنگن سے دور ہی رہو!! اور یہ بات جان لو کہ جس نے بھی اولیاء اللہ کی مخالفت کی اور اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ کسی اور دین و آئین پر چلا اور ولیٔ خدا (امام) کے امر کے بجائے اپنا حکم چلایا (اور استبداد و آمریت کی راہ اختیار کی) تو وہ (جہنم کی) ایسی آگ میں ہوگا جس میں شعلے بھڑک رہے ہیں اور (ایسی آگ) جو بدنوں کو کھا رہی ہے (ایسے بدن جن سے روحیں باہر نکل چکی ہیں) ان کی سخت دلی و بدبختی نے ان پر قابو پالیا ہے (کہ گویا وہ ایسے بے حس مردے ہیں جو آگ کی حرارت و گرمی کو محسوس ہی نہیں کر پاتے!)

اے صاحبانِ (بصارت و) بصیرت، عبرت پکڑو! اور اللہ تعالیٰ نے جو تمہاری رہنمائی کی ہے اس پر اس کا شکر ادا کرو!!...... تم یہ بات اچھی طرح جان لو اور سمجھ لو کہ، تم اللہ تعالیٰ کے احاطۂ قدرت سے نکل کر کسی اور کی قدرت (وحکومت کے دائرے) میں نہیں جا سکتے!...... اللہ ہر آن تمہارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے اور...... پھر تمہیں اسی کے پاس اکٹھا (جمع) کر دیا جائے گا...... اس لئے، تم اس وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ...... اور تم نیک لوگوں کے آداب (وتہذیب) سے تربیت حاصل کرو!!

امام سجادؑ کا مشہور و معروف ''رسالۂ حقوق''!!

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! تم یہ بات خوب (سمجھ اور) جان لو! کہ تم پر اللہ تعالیٰ کے کچھ ''حقوق'' ہیں، کہ تم کوئی بھی جنبش یا حرکت کرو، کسی طرح کے سکون سے رہو، کسی عضوِ بدن سے کام لو، یا کسی آلے اور وسیلے سے استفادہ کرو...... یہ ''حقوق'' تمہاری زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہیں اِن میں سے بعض حقوق کے مقابلے میں، بعض زیادہ بڑے اور اہم ہیں! اور تم پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے عائد کردہ حقوق میں سب سے بڑا حق وہ ہے...... جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لئے واجب کیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے وہی تمام حقوق کی اصل واساس ہے اور باقی حقوق، اُس کی شاخیں ہیں! اِس کے بعد! اس نے تمہارے لئے سرتاپا (زِفرق تا بہ قدم) ہر عضو کے آپس میں مختلف ہونے کے باوجود (اس کے لئے) ایک حق واجب کردیا ہے......

پس! اُس نے تمہارے ذمّے، تمہاری ''آنکھ'' کا بھی ایک حق قرار دیا ہے

اور اس طرح تمہارے ''کان'' کا بھی تم پر ایک حق ہے،

تمہاری ''زبان' کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے ہاتھ کا بھی تم پر ایک حق ہے

اور تمہارے ''پاؤں'' کا بھی تم پر ایک حق ہے، تمہارے ''پیٹ'' کا بھی تم پر ایک حق ہے

......اور تمہاری ''شرمگاہ'' کا بھی تم پر ایک حق ہے! اس لئے کہ، یہ ''ساتوں اعضاء'' وہ ہیں جن کے ذریعے تمام کام انجام دیئے جاتے ہیں۔

پھر، اس کے بعد، خدائے عزّ وجلّ نے تمہارے افعال (واعمال) کے بھی تم پر کچھ حقوق رکھے ہیں اُس نے، تمہاری ''نماز'' ''روزے''، ''صدقے'' اور تمہاری ''قربانی'' میں سے ہر ایک کا، تم پر ایک حق قرار دیا ہے!

پھر، تم پر کچھ حقوق، تمہارے ذاتی حقوق کے دائرے سے نکل کر، دوسرے حقداروں کے بھی ہیں جو تم پر واجب ہیں.....تو اِن میں ''واجب ترین حقوق''، تم پر تمہارے ''اماموں کے حقوق'' ہیں......

اس کے بعد، تمہاری ''رعایا (زیردستوں، ماتحتوں) کے حقوق'' پھر تمہارے.....رشتے داروں کے حقوق ہیں!

پھر انہیں حقوق سے مزید حقوق کی شاخیں پھوٹتی ہیں! پس!! تمہارے ائمہ (اور پیشواؤں) کے تین حقوق ہیں.....جن میں سے سب سے زیادہ واجب اور اہم حق تمہارے اس مُربّیٔ و پیشوا کا ہے جو (شرعی) ''سلطنت کے وسیلے'' (مدبّر و منتظم ہونے کی وجہ سے) تمہیں تربیت دیتا ہے!

اور پھر! تمہارے اس مُربّیٔ و استاد کا حق ہے، جو ''علم کے ذریعے'' تمہاری تربیت کرتا ہے............!

پھر! اُس مالک و آقا کا حق ہے جو مالک ہونے کے ناطے، تمہاری دیکھ ریکھ اور تربیت کرتا ہے ......! اور...... ہر سرپرست و مربّی، پیشوا (و امام) ہوتا ہے! اور تمہارے ''زیردستوں، ماتحتوں'' کے بھی تین حقوق ہیں! سب سے زیادہ واجب (اور اہم) حق اس کا ہے جو تمہارا...... ماتحت، زیردست و زیرِ فرمان تمہاری حکومت و سلطنت کی وجہ سے ہے!!

پھر، اُس کا حق ہے جو ''علم کی وجہ سے تمہارا زیردست'' ہے اور یقیناً، ہر جاہل، عالم کا زیردست اور اُس کی رعیّت ہوتا ہے! پھر، اُس کی حق ہے جو تمہاری ملکیتِ زیردست، ''بیوی'' ''یا کنیز'' ہونے کی وجہ سے ہیں!

اور تمہارے ''رشتے داروں'' کے بھی بہت زیادہ حقوق ہیں! اور یہ تم سے اُتنے ہی مرتبط و متصل یا نزدیک ہوتے جاتے ہیں جتنا ''رحم'' کے حوالے سے نزدیکی رشتہ ہوتا ہے ان

سب سے واجب ترین حق ...... تمہاری ''ماں'' کا، پھر تمہارے ''باپ'' کا، پھر تمہارے ''بیٹے'' کا ، پھر تمہارے ''بھائی'' کا، اور پھر اُن رشتے داروں میں سب سے قریب ترین، پھر اس کے بعد والے نزدیک ترین رشتے دار کا ......اور اسی طرح سب سے پہلے والے رشتے دار کا پھر اُس کے بعد (والے مرحلے میں) جو سب سے پہلا رشتے دار ہو اسکا حق (تم پر واجب) ہے!

پھر...... تمہارے اُس ''آقا'' کا حق ہے جس نے تمہیں نعمتوں سے نوازا......! پھر اُس کا حق ہے جس کی طرف سے نعمتیں تم پر مسلسل جاری وساری ہیں!

پھر، اُس کا حق ہے جو تم سے نیکی کی برتاؤ کرتا ہو! پھر، تمہارے ''موذن'' کا حق ہے......! پھر، تمہارے ''پیش نماز'' کا حق ہے......!

پھر، تمہارے ''ہمنشین ساتھی'' کا،

پھر، تمہارے ''پڑوسی'' کا

پھر، تمہارے ''دوست'' ومصاحب کا،

پھر، تمہارے ''شریک/ساجھی کا،

پھر، تمہارے ''مال کا''،

پھر، تمہارے ''قرضدار'' کا حق ہے جس سے تمہارا مطالبہ ہو!

پھر، تمہارے ''قرض خواہ'' کا حق ہے جو تم سے قرض (کی واپسی) کا مطالبہ کرتا ہو!......

پھر، تمہارے ''ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے'' کا حق ہے......! پھر، تمہارے اُس ''مخالف'' کا حق ہے جس نے تمہارے خلاف (مدّعی بن کر) دعویٰ کیا ہو!

پھر تمہارے اس مخالف کا حق جس پر، یا جس کے خلاف تم نے دعویٰ (مقدمہ) کیا ہو!

پھر اس کا حق ہے جو تم سے ''مشورہ مانگنے والا'' ہو!

پھر، اُس کا حق ہے، جو تمہیں ''مشورہ دینے والا'' ہو!

پھر، اُس کا حق ہے، جو تم سے ''نصیحت'' لینے والا ہو!

پھر، اُس کا حق ہے، جو تمہیں ''نصیحت'' دینے والا ہو!

پھر، اُس کا حق ہے، جو تم سے ''بڑا'' ہو!......

پھر، اُس کا حق ہے، جو تم سے ''چھوٹا'' ہو!......

پھر، اُس کا حق ہے، جو ''تم سے کچھ مانگے''!......

پھر، اُس کا حق ہے، ''جس سے تم کچھ مانگو!......

پھر، اُس کا حق ہے، جس کے ہاتھوں...... تمہارے لئے، گفتار یا کردار کے ذریعے کوئی بدی یا بُرائی سرزد ہوگئی ہو...... یا اُس نے قول وفعل کے ذریعے تمہارے کسی نقصان پر خوشی و مسرت کا اظہار، جان بوجھ کر یا انجانے میں کر دیا ہو!

پھر! تمہارے اہل ملت (مسلمان عوام) کا تم پر ایک حق ہے پھر، (مملکت اسلامی میں رہنے والے) ''ذمّی کافروں'' کا حق ہے......!

پھر وہ حقوق ہیں...... جو مختلف حالات اور بدلتے اسباب کی عِلَل ووجوہ کے حوالوں سے وجود میں آتے ہیں! پس، اُسے مبارک (وآفرین) ہو! جس کی اِعانت ومدد، اللہ تعالیٰ نے اُس پر واجب حقوق کی انجام دِہی کے لئے کردی ہو...... اور اُس کو (حقوقِ واجبہ سے عہدہ بَرا ہونے کی) توفیق سے نوازا ہو اور درست کام کرنے کی توفیق بخش دی ہو!!

ا۔ تو بہر حال!...... اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ تم، بس اُس کی پرستش کرو اور کسی چیز کو اُس کا شریک قرار نہ دو! اور جب تم نے اخلاص کے ساتھ یہ کام کر لیا تو...... اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں اپنے آپ پر یہ ذمہ داری قرار دی ہے کہ وہ تمہیں تمام امور دینی و دنیاوی میں محفوظ و مامون رکھے اور اِن (دنیا وآخرت) میں سے جو چیز بھی تمہیں پسند اور محبوب ہو اُسے

تمہارے لئے محفوظ رکھے (یا تمہاری خاطر اُس کی نگرانی کرے!)!!

۲۔ اور تمہارا ''اپنے آپ پر حق'' تو وہ یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو پوری طرح اطاعت و فرمان الٰہی (کے دائرے میں) لے آؤ.....اس (کے) لئے تمہیں ''زبان'' کو اُس کا حق، ''کان'' کو اس کا ''آنکھ'' کو اس کا، ''ہاتھ'' کو اس کا ''پاؤں'' کو اس کا ''پیٹ'' کو اس کا، اور شرم گاہ'' کو اس کا حق ادا کرنا چاہئے اور ان (حقوق کی ادائیگی) کے لئے، تمہیں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا چاہئے!!

۳۔ اور ''زبان'' کا حق! تو وہ اس کو دشنام دِہی سے بلند و بالا رکھنا، اس کو نیکی کی عادت ڈالنا، اس کو ادب کے ساتھ استعمال کرنا، سوائے کسی دینی و دنیاوی ضرورت کے موقع کے (استعمال کے علاوہ) اس کو مُنہ میں بند رکھنا ہے اور اپنی زبان کو اس فضول گوئی سے باز رکھنا چاہئے جس کا فائدہ کم اور ناپسندیدہ ہو......اور کم فائدہ ہونے کے باوجود، اس کے نقصان سے بچ سکنا بھی ممکن نہ ہو......! اور زبان عقل و دانش کی گواہ اور ان کی نشانی و علامت شمار ہوتی ہے! اور...... ''عقلمند'' اپنی عقل و دانش کے ذریعے اور اپنی زبان کی حسن سیرت کے وسیلے ہی آراستگی اور زینت پاتا ہے!'' وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ العَظِيمِ" اور کوئی قوت سوائے بلند مرتبہ اور عظمت والے اللہ کے، کسی کے پاس نہیں!

۴۔ اور ''کان'' کا حق تو وہ یہ ہے کہ اُسے، .....سوائے ایسی نیک بات کے، جو تمہارے دل میں اچھائی پیدا کردے یا اس کے ذریعے تم کوئی کرامت اور بزرگی والی عبادت و اخلاق حاصل کرسکو......اس کو کسی اور (فضول) بات کے لئے، اپنے دل تک پہنچنے والی راہداری بنانے سے محفوظ اور پاک صاف رکھنا چاہئے.... اس لئے کہ ''کان'' ...... باتوں کے دل تک پہنچنے کا وہ دروازہ ہیں جن کے ذریعے قسم قسم کے اچھے یا بُرے معانی و مطالب، دل تک راہ پالیتے ہیں......! وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ......!!

۵۔ اور تمہاری ''آنکھ'' کا حق، ہر اُس چیز سے نظریں جھکا لینا ہے جو تمہارے لئے حلال

نہیں! اور اُس کے استعمال کا ترک کر دینا ہے سوائے اُن مقاماتِ عبرت کے، کہ جن کے ذریعے تمہاری بصارت و بصیرت میں اضافہ ہو یا کسی علم کے لئے استفادہ کرسکو...... اس لئے کہ، ''آنکھ'' ۔عبرت (کے حصول) کا دروازہ ہے!

۶۔ اور تمہارے ''دونوں پیروں'' کا حق......، یہ ہے کہ تم اِن کے ذریعے اُن چیزوں کی جانب نہ بڑھو جو تمہارے لئے حلال و جائز نہیں ہیں اور تم ان پیروں کو، راستہ طے کرنے کے لئے ......ایسی سواری نہ بناؤ جو پاؤں والے کو، راہ پیمائی کے دوران ذلیل و رسوا کر دینے والی ہو! اس لئے کہ، یہ ''پاؤں'' تمہارا بوجھ برداشت کرنے والے اور تمہیں دین (اسلام) کے (مسلک اور) راستے پر چلانے اور (اس راہ میں) یہ تم سے آگے آگے جانے والے ہیں! وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ!

۷۔ اور تمہارے ''ہاتھ'' کا حق......!! یہ ہے کہ تم اُسے اس چیز کی طرف نہ بڑھاؤ جو تمہارے لئے حلال و جائز نہیں...... اس لئے کہ، (ایسا کیا تو) تمہیں اس چیز کی طرف دست درازی کی وجہ سے آخرت میں سزا اور عذاب ملے گا اور اس دنیا میں لوگوں کی زبانوں سے تمہیں ملامت و سرزنش نصیب ہوگی!...... اور جو چیزیں اللہ نے تم پر فرض کر دی ہیں، اُن کے سلسلے میں، اپنے ہاتھ کو روک مت لینا...... ہاں!! لیکن تم اِن ''ہاتھوں'' کو اس طرح سے باوقار اور عزت والا کر سکتے ہو...... کہ تم بہت سے ان چیزوں سے بھی دستبردار ہو جاؤ اور اپنے ان ہاتھوں کو ان بہت سی ان چیزون کی جانب بڑھاؤ جو تم پر واجب نہیں (بلکہ مستحب) ہیں!...... تو جب، ایسا ہو جائے کہ، تمہارا ''ہاتھ'' اس دنیا میں (ناپسندیدہ باتوں سے دور رہنے کے لئے، اونٹ کے اگلے پیر کی طرح) باندھ دیا جائے...... اور (حلال و مستحب کاموں میں مصروفیات کے شرف سے) مُشرف ہو جائے تو آخرت میں اس کے لئے اچھا ثواب و بدلہ، واجب و لازم ہو جائے گا!!

۸۔ اور تمہارے ''پیٹ'' کا حق! تو وہ یہ ہے کہ تم اسے تھوڑے یا زیادہ حرام کے لئے برتن نہ بناؤ

اور پیٹ کے لئے (اکلِ) حلال میں بھی میانہ روی اور اعتدال سے کام لو! اور اسے طاقت وقوت کی حدوں سے نکال کر ذلت اور سستے پن اور مردانگی کے زائل ہو جانے کی حد میں نہ لے جاؤ !......اور جب بھوک اور پیاس میں گرفتار ہو تب بھی (پیٹ کے استعمال کے بارے میں) ضبط سے کام لو......! اس لئے کہ، ''پُر خوری''، زیادہ خور کو بھاری پن، سُستی، کسلمندی اور کمزوری کی انتہا تک پہنچا دیتی ہے اور ہر نیکی اور اچھے کام سے روک دیتی ہے!......!!

اور ''سیرابی'' زیادہ پی لینے والے کو نشے اور مستی کی انتہا تک پہنچا دیتی ہے جو ذلیل و خوار کرنے کا سبب اور نادانی و جہالت کا موجب اور مروّت و جواں مردی کے جاتے رہنے کی وجہ بن جاتی ہے......!!

۹۔ اور تمہاری ''شرم گاہ'' کا حق، اس کی ہر اُس چیز / کام سے حفاظت کرنا ہے جو تمہارے لئے حلال و جائز نہ ہو......اور اس کے لئے، نظریں جھکا لینے (کے اقدام) سے مدد حاصل کر لینا چاہئے، اس لئے کہ یہ (حرام سے نظریں بچا لینے کا فعل) مددگاروں میں سے، سب سے بڑھ کر مددگار ہے! اور اس کے لئے تمہیں، موت کو زیادہ یاد کرنے سے اور اپنے نفس کو اللہ (کی سزا) کے ذریعے دھمکانے اور اس کے خوف دلانے کی مدد بھی حاصل کرنا چاہئے !اور......(اس مقصد میں) پاکدامنی اور کامیابی تو بس، اللہ کے وسیلے اور اس کی جانب سے ہی ملتی ہے!......ولا حول وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ..............!!

اس کے بعد، کردار یا افعال کے حقوق ہیں!

۱۰۔ اور تمہاری ''نماز'' کا حق تو وہ ہے کہ تمہیں اس بات کا علم و یقین ہونا چاہئے کہ نماز، تمہیں اللہ کی طرف لے جانے والی (شے) ہے......!

اور یہ کہ، تم حقیقتاً اللہ کے حضور کھڑے ہو......! اور جب تمہیں اس حقیقت و مقصد کا علم و یقین ہو جائے گا تو......تم اللہ کے حضور...... بندۂ عاجز و مشتاق، خائف و ترساں، امیدوار، مسکین و گریاں کے مقام پر جا کر، کھڑے ہونے کے (سزاوار اور) لائق ہو جاؤ گے، جو اللہ کے اس تعظیم کرنے والے بندے کے مقام پر اسی بندے کی مانند سکون سے سر کو جھکائے......تمام وجودِ جسم و اعضاء کی فروتنی و انکسار کے ساتھ اس کے حضور کھڑا ہو......اور وہ اپنے دل ہی دل میں اس سے خوب راز و نیاز کی باتوں اور مُناجات میں لگا ہوا ہو اور یہ مناجاتیں اس بارے میں ہیں کہ تو، اس سے اپنی ان خطاؤں سے جنہوں نے تجھے گھیر لیا ہے اور ان گناہوں سے، جو تجھے ہلاکت تک کھینچ لائے ہیں......آزادی چاہتا ہے!......وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

۱۱۔ اور ''روزے کا حق'' یہ ہے کہ، تم یہ بات اچھی طرح جان لو کہ...... ''روزہ'' درحقیقت وہ پردہ (وحجاب) ہے...... جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری ...... ''زبان''، ''کان''، ''آنکھ''، ''شرمگاہ'' اور تمہارے ''پیٹ'' پر ڈال دیا ہے......تا کہ (یہ پردہ) تمہیں آتش دوزخ سے چھپا کر (اپنی حفاظت و امان میں) رکھے! اور......(آنحضورؐ کی) حدیث میں ایسا ہی آیا ہے...... ''روزہ، (دوزخ کی) آگ سے بچانے والی ڈھال ہے''!

۱۲۔ اور ''صدقے'' کا حق یہ ہے کہ تمہیں یہ یقین ہو کہ یہ (صدقہ) تمہارے ربّ کے پاس تمہارا پَس انداز ذخیرہ ہے اور یہ (پروردگار کے پاس) تمہاری وہ امانت ہے......جس (کی واپسی) کے لئے گواہ پیش کرنا بھی ضروری نہیں!! تو، جب تمہیں اس بات کا علم و یقین ہو جائے تو تم کو (صدقے کی) امانت، علانیہ سپرد کرنے کے مقابلے میں چھپا کر دینے پر زیادہ اعتماد کرنا

چاہئے!!!اور اس بات میں زیادہ شائستگی ہے کہ جس امانت کو تم اعلانیہ وآشکارا سپرد کرنا چاہتے ہو اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس چھپا کر سپرد کیا جائے اور یوں ہر حال میں یہ (امانت سپرد کرنے کا) عمل تمھارے اور اس کے درمیان راز ہی رہے گا......!اور خدا کو (صدقے کی) امانت سونپتے وقت کانوں اور آنکھوں کے گواہوں کی مدد تلاش نہ کرو......گویا، تمہیں خود کو (اللہ سے) زیادہ اعتماد "کانوں، آنکھوں کے گواہوں" پر ہے!......اور ایسا لگتا ہے کہ، امانتیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے وقت اس پر بھروسہ اور اعتماد نہیں ہے......!بعد ازاں......!صدقے کے ذریعے کسی پر احسان مت دھرو، اس لئے کہ یہ صدقہ تو......(اس کا فائدہ وثواب تو) خود تمہارے ہی لئے ہے! اور اگر......تم نے اس صدقے کے ذریعے کسی پر احسان جتایا، تو تم بھی (اپنے حال کے)...... اس شخص کی مانند برا اور پست ہونے سے بچ نہ سکو گے کہ جس پر تم نے اس صدقے کے ذریعے احسان دھرا یا جتایا......!اس لئے کہ......تمہارا یہ احسان جتانا اس بات کی نشانی اور علامت ہے......کہ تم نے یہ صدقہ اپنے اجر وثواب کی خاطر نہیں دیا......اور اگر تم ایسا (اجر وثواب کی خاطر) چاہتے تو کسی پر صدقے کے ذریعے احسان نہ دھرتے یا جتاتے!......ولا قوۃ الا باللہ!

۱۳۔ اور "قربانی" کا حق یہ ہے کہ تم قربانی کے ذریعے صرف اپنے پروردگار کو چاہو اور اس کے دامنِ رحمت کو تھامو اور قربانی کی قبولیت کو صرف اسی سے چاہو......اور قربانی کے حوالے سے دیکھنے والوں کی نگاہوں کی چاہت میں نہ پڑو!......اس لئے جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو نہ تم غیر ضروری تکلیف اٹھاؤ گے اور نہ تصنّع اور بناوٹ کے چکّر میں پڑو گے......!اور یوں، تمہارا قصد وارادہ......قربانی کرتے وقت،......صرف اللہ کا ہوگا!!اور یہ بات نوٹ کرلو کہ، اللہ تعالیٰ کو تو آسان کام کے ذریعے ہی چاہا جا سکتا ہے (اور یوں اس کی خوشنودی حاصل ہو جاتی ہے)!اور دشوار (ومشکل) کے ذریعے اس کو نہیں چاہا جا سکتا!بالکل اسی طرح کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کے لئے سہولت وآسانی چاہی ہے ان کے لئے سخت گیری ودشواری نہیں چاہی!اور

اسی طرح فروتنی اور سر جھکا لینا، چودھراہٹ اور وڈیرے پن کے مقابلے تمہارے لئے اولیٰ و بہتر ہے......اس لئے کہ (لوگوں کو) زحمت و تکلیف میں ڈالنا اور بے تحاشہ خرچ و اخراجات کرنا تو، (دیہاتی) وڈیروں اور چودھریوں کی عادت و شیوہ ہے!!اور......(سر جھکا کر) ''فروتنی'' اور غریبوں کی مانند رہنے'' میں نہ تو کوئی سختی و تکلیف ہوتی ہے اور نہ اس طرح اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے......اس لئے کہ، یہ دونوں تو وہ خصلتیں ہیں...... جو انسان کی سرشت و طبیعت میں (ہمیشہ سے) موجود ہیں!......ولا قوۃ الا باللہ......!اس کے بعد......

رہبروں، پیشواؤں اور اماموں کے حقوق!......

۱۴۔ پس اس شخص کا حق، جو سلطان (و حاکم) کے طور پر تمہارا (امام و) پیشوا یا رہبر ہے......
یہ ہے کہ تم یہ بات جان لو کہ، تم اپنے رہبر و پیشوا اور لیڈر کے لئے آزمائش ہو......اور اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارا سلطان بنا کر تمہارے سلسلے میں، اُسے آزمائش و امتحان میں ڈال دیا ہے! اور تمہیں اس کے لئے خیر خواہی میں مخلص رہنا چاہئے..اس سے جنگ نہ کرنا چاہئے اور اگر اس کا ہاتھ (جنگ کے لئے) تم تک بڑھا تو یہ تمہارے اور اس کے لئے سببِ ہلاکت ہوگا......اور تم اس کے مقابلے میں فروتنی اور نرم خوئی سے پیش آؤ......تا کہ وہ تمہیں اپنی رضا و خوشنودی سے نوازے ......جو وہ تم سے روک بھی سکتا ہے اور (اس کے لئے بھی کہ) وہ تمہارے دین کو نقصان و ضرر نہ پہنچائے......اور اس سلسلے میں تم، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو! اور قوت و بڑائی میں اس کا مقابلہ نہ کرو اور اس سے دشمنی اور جھگڑا مول نہ لو!......اس لئے کہ، اگر تم نے ایسا کیا تو، تم نے اس کو تو ستایا ہی ہے......ساتھ ساتھ تم نے اپنے آپ کو بھی ستایا ہے......اور تم نے اپنے آپ کو، اس کے ناپسندیدہ و مکروہ کردار کے سامنے پیش کر دیا ہے، اور (ساتھ ہی) اسے بھی اپنی وجہ سے ہلاکت (و بربادی) کے سامنے لا ڈالا ہے......اور تم اسی لائق ہو کہ اپنے خلاف نقصان میں......اس کے مُعین و مددگار بنو!......اور وہ تمہارے ساتھ جو بھی (سلوک) کرے......تم اس کے شریک (، ساتھی) اور حصہ دار بنو!......وَلَا قُوَةَ اِلَّا بِاللّٰهِ!

۱۵۔ اور علم کے لئے تمہارے "مربی و استاد کا حق"!

تو وہ حق یہ ہے کہ تم اس کی عظمت کا خیال کرو اور اپنی مجلس و نشست میں اسکے احترام و وقار کا لحاظ کرو اور اس کی باتوں کو اچھی طرح توجہ اور غور سے سنو اور اپنا رخ اس کی طرف رکھو (اُس کی طرف پیٹھ نہ کرو)!!! اور اس کی مدد و معاونت کرنا تو خود تمہارے اپنے فائدے میں ہے......کہ تم اس سے علم کے بارے میں بے نیاز نہیں رہ سکتے......اس طور پر کہ، تم اپنی عقل و دماغ کو اس کی باتیں سننے کے

لئے خالی رکھو اور اپنی قوت فہم اور سمجھ کو اس کے سامنے حاضر رکھو!! اور اپنے دل کو اس کی باتیں سننے کے لئے چمکا کر پاک صاف رکھو...... اور اپنی نگاہ کو (اس سے حصول تعلیم کی خاطر) مکمل بصارت و روشنی کے ساتھ، تمام لذّتوں کو چھوڑتے اور شہوات کو ترک کرتے ہوئے اس (استاد) پر جمائے رکھو! اور تمہیں یہ بات جان لینا چاہئے کہ اس (استاد) نے جو کچھ تمہیں سکھایا ہے وہ سب کچھ یقینی طور پر ان جاہلوں تک جو تمہیں مل جائیں، بحسن وخوبی پہنچا دینا تم پر لازم ہے!! اور جب تم نے استاد کی طرف سے پیغام رسانی کی یہ ذمہ داری اپنی گردن پر لے ہی لی ہے تو اس پیغام رسانی کی انجام دہی میں قطعاً خیانت نہ کرنا!!...... وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ!

۱۶۔ اور "مالک" ہونے کہ وجہ سے تمہارے مربی و پیشوا کا حق!...... تو یہ ویسا ہی ہے جیسے تم پر حاکم سلطنت کا حق، لیکن جتنا حق، اس مالک کا ہے اتنا حاکم سلطنت کا نہیں!!...... تم پر اس مالک وآقا کی اطاعت، ہر کم وبیش میں لازم وواجب ہے، سوائے اس موقعے کے کہ جب اس مالک کی اطاعت تمہیں حقوق الٰہی کے فرائض و واجبات کی انجام دہی کے دائرے سے باہر نکالنے کی کوشش کرے!! یا...... اس مالک کی اطاعت تمہارے اور حقوق اللہ یا حقوق العباد کے درمیان رکاوٹ بن جائے!...... لہٰذا، جب تم حقوق اللہ پورے کرلو تو، مالک کے حقوق کی جانب واپس لوٹ آؤ اور فوراً ان کی انجام دہی میں مصروف ومشغول ہو جاؤ...... وَلَاقُوَّتَہ اِلَّا بِاللّٰہِ !!"

❀❀❀❀❀

رعایا (زیردستوں) کے حقوق"!

۱۷۔ تمہارے زیرِ تسلّط رعایا کے حقوق !......تو وہ یہ ہیں کہ تم یہ بات دھیان میں رکھو کہ، درحقیقت تم نے صرف اپنی طاقت وقوت میں برتری کی بنیاد پر ان کو اپنا رعایا بنالیا ہے!! اور یہ حقیقت ہے کہ......ان کی کمزوری اور پستی نے ہی ان کو تمہاری رعایا کی حیثیت و مقام پر لا اتارا ہے، تو وہ ہستی کتنی برتر و اولیٰ ہے جس نے اس (رعایا) کے ضعف اور ذلت وخواری سے تمہیں بچا لیا (اور محفوظ رکھا!)!...... یہاں تک کے وہ (کمزور و پست لوگ) تمہاری رعایا بن گئے اور تمہارا قانون اور حکم ان پر نافذ ہونے لگا......! وہ تم سے غلبے اور قوت کے بل پر سرکشی و انکار بھی نہیں کر سکتے اور یہ لوگ تو تمہاری عظمت اور بڑائی کے مقابلے میں سوائے اللہ تعالیٰ کے، اس کی رحمت، حمایت اور بردباری کے...... کسی اور سے مدد بھی نہیں مانگتے !......تمہارے لئے یہ کتنی اچھی اور بہتر بات ہو، کہ جب تمہیں معلوم ہو کہ اس اللہ نے قوت و غلبے کی جو برتری تمہیں عطا کی ہے کہ جس کے بل بوتے پر تم ان (رعایا) پر غالب ہوگئے ہو...... کہ تم اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوؤ!! اور...... جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی بخشی ہوئی نعمتوں میں اور اضافہ کر دیتا ہے!!

۱۸۔ اور علم کی وجہ سے تمہارے زیردست "شاگردوں" کے حقوق !......تو وہ یہ ہیں کہ تم یہ بات اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کا سرپرست، تمہیں علم سے نواز کر بنایا اور حکمت کے خزانے کی وجہ سے تمہیں ان کا والی و حاکم قرار دیا......تو اس لئے......اگر اس سرپرستی کی راہ میں جو تمہیں بطور عہدہ اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی ہے، اگر تم نے بخیر وخوبی اس (سرپرستی کے عہدے) کو، اس مہربان و شفیق خزانچی کی مانند انجام دیا، جو اپنے آقا کا اس کے غلاموں کے حوالے سے خیر خواہ ہو اور ایسا صبر کرنے والا نگران و محتسب ہو کہ...... جب کسی ضرورتمند و حاجتمند کو دیکھ لے......تو جو مال (بیت المال میں) اس کے پاس ہے وہ اس میں سے اس محتاج و

ضرورتمند کو دے دے!اگر ایسا کیا تو، تم راہِ صواب والے سرپرست قرار پاؤ گے اور اس صورت میں تم با ایمان امیدوار ہو جاؤ گے!...... ورنہ تم اللہ کے خیانتکار اور اس کی مخلوق کے حق میں ظالم و ستمگر قرار پاؤ گے......!!اور تم اپنے آپ کو، اللہ تعالیٰ کے سامنے، (اُس کے تم سے) نعمت کو چھین لینے اور (اپنے اوپر) اُس کے غلبے کے لئے، پیش کردو گے!

۱۹۔ اور ملکیتِ "نکاح" کی وجہ سے تمہاری رعیت وزیردست (بیوی) کا حق!...... یہ ہے کہ تم یہ بات یقین سے جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے سبب سکون وراحت، تمہاری مونس و ہمدم اور (تمہیں برائیوں سے) بچا لینے والی ہستی قرار دیا ہے، سُو، اِسی طرح تم دونوں (میاں بیوی) میں سے ہر ایک پر اپنے ساتھی کی وجہ سے، حمد وثنائے الٰہی کرنا واجب ولازم ہے اور اسے یہ یقین کرنا چاہئے کہ...... یہ اس پر نعمت خداوندی ہے......!اور اس (شوہر) پر "نعمت الٰہی" (یعنی بیوی) کا بہترین ساتھی بننا، اس کو عزّت دار سمجھنا اور اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا واجب ہے! درآنحالیکہ، اس (بیوی) پر تمہارا حق تو زیادہ سخت و درشت ہے!!اور بیوی پر، تمہاری اطاعت ،تمہاری پسند وناپسند کے مطابق کرنا، اس وقت تک واجب ہے کہ اس (اطاعت میں) معصیت (ونافرمائی خداوندی اور گناہ) کا کوئی پہلو موجود نہ ہو!......تاہم، خاتونِ خانہ کا بھی حق ہے کہ اس سے رحم دلی اور موانست والفت کا روّیہ اختیار کیا جائے اور اس سے جس لذت کا اٹھانا ناگزیر (وضروری) ہے اس موقع پر اس کے سکون وآرام کا خیال مدنظر رکھا جائے (کہ یہ اس کا حق ہے) اور یہ بڑی عظیم بات ہے!......وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ......!!

۲۰۔ اور "ملک یمین" (غلامی وکنیزی کے نظام) کی وجہ سے جو لوگ تمہاری رعیّت و زیردست ہیں "اس کا حق" یہ ہے کہ تم یہ بات یقین سے جان لو کہ...... یہ غلام اور کنیز تمہارے ہی رب کے خلق کئے ہوئے ہیں اور ان کا گوشت اور خون بھی (تمہاری طرح) تمہارے پروردگار کا پیدا کیا ہوا ہے......!درحقیقت!تم صرف، ان کے مالک ہو گئے ہو...... یہ نہیں ہوا کہ بجائے اللہ

تعالیٰ کے......تم نے انہیں بنایا ہو، نہ تم نے ان کے کان یا آنکھیں پیدا کی ہیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ انہیں روزی پہنچاتے ہو!! ہاں......! لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری کفایت کی اور ان کو تمہارے قابو اور زیردستی میں دے دیا اور تمہیں ان کا امین بنا کر، اُنہیں بطورِ امانت خاص طور پر تمہارے سپرد کیا تا کہ (امانت کی طرح) تم ان کی حفاظت کرو اور ان سے وہی روِش اپناؤ جو سیرت و رَوِش (ان کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کی ہے! اور یوں...... جو کھانا تم کھاتے ہو اسی میں سے اُنہیں بھی کھلاؤ اور جو لباس تم پہنتے ہو ویسا ہی اُنہیں پہناؤ......! اور اُنہیں اُس کام کی تکلیف نہ دو......جس کے کرنے کی ان میں طاقت وسکت نہ ہو!!......اور اگر یہ (غلام یا کنیز) تمہیں ناپسند ہو تو،...... اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کا خیال ولحاظ کرو، اور اس کو کسی اور غلام یا کنیز سے تبدیل کرلو......اور اللہ کی مخلوق کو تکلیف وآزار نہ پہنچاؤ......!......وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ !!

''رشتے داروں'' کے حقوق!

۲۱۔ پس تمہاری ''ماں کا حق'' یہ ہے کہ تم یہ بات جان لو کہ...... اس نے (اپنے پیٹ میں) تمہیں اُس وقت اٹھایا ہے، جب کوئی کسی کو نہیں اُٹھاتا!!...... اس نے اپنا میوۂ دل تمہیں اس وقت کھلایا ہے، جب کوئی کسی کو نہیں کھلاتا...... اس نے تمہیں اپنے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، بال، کھال اور اپنے تمام اعضاء و جوارح کے ذریعے تمہاری نگرانی کی!! اور اس (حمل کے) دوران اس نے ہر ناگوار و ناپسندیدہ درد و اَلم، بھاری پن اور غم و اندوہ کو...... اس وقت تک، بخوشی، مسلسل برداشت کیے رکھا...... تاوقتیکہ، دست قدرت نے تمہیں اس کے پاس سے دور کر کے ...... زمین کی طرف نہ نکال دیا......! پس وہ اس حال میں بھی راضی اور خوش رہی کہ تم پیٹ بھرے ہو اور وہ بھوکی رہ جائے، تمہیں ڈھانپے! اور خود عُریاں رہ جائے، تمہیں پلا کر سیراب کر دے اور خود پیاسی رہ جائے تمہیں چھاؤں میں رکھ کر خود دھوپ میں رہے اپنی تنگی، ترشی کے باوجود تمہیں ہر نعمت مہیا کرے اور اپنے رتجگے کے باوجود تمہیں میٹھی نیند کا مزہ چکھائے! اس کا ''شکم'' تمہارے وجود کے لئے برتن کی طرح، اس کی ''گود'' تمہاری پرورش گاہ، اس کا ''پستان'' تمہارے لئے (دودھ کی) مشک اور اس کا مجسم سراپا تمہارے لئے (بچاؤ اور) حفاظت کا ذریعہ بنا ہی رہا!! اس نے اپنی مرضی سے، اس دنیا کے سرد و گرم کا سامنا، تمہاری خاطر...... تمہارے لئے کیا!! اس لئے تمہیں اس کا شکر یہ ان تمام باتوں کا (لحاظ اور) اندازہ کرتے ہوئے ادا کرنا چاہئے! اور تم اُس (ادائے شکر) کی طاقت صرف اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی توفیق کے ذریعے ہی سے حاصل کر سکتے ہو!

۲۲۔ اور تمہارے ''باپ کا حق''! تو وہ یہ ہے کہ، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ اصل (جڑ) ہے اور تم اس کی شاخ ہو...... اگر وہ نہ ہوتا تو، تم بھی نہ ہوتے! پس اگر تم اپنے اندر کوئی چیز ایسی پاؤ جو تمہیں پسند آئے اور اچھی لگے تو بالیقین یہ بات جان لو کہ تم پر اس نعمت کا اصل سبب تمہارا باپ

ہی تو ہے اور اُسی قدر (کہ جتنی نعمت تمہیں محسوس ہو) تم اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاؤ اور اس کا شکر ادا کرو !...... وَلَا قُوۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ !

۲۳۔ اور تمہارے ''بیٹے ''کا حق ! تو وہ یہ ہے کہ...... تمہیں یہ بات معلوم رہے کہ وہ تم ہی سے ہے اور اس جلد گزر جانے والی دنیا میں وہ اپنی اچھائی اور برائی (دونوں) سمیت تم سے ہی منسوب رہے گا !! اور یہ بات یقینی ہے کہ تم سے اس بارے میں کہ تم نے اس کی کتنی اچھی تربیت کی اور اس کی ، اس کے پروردگار کے بارے میں کیا رہنمائی کی ! اور اس کی ، اس کے پروردگار کی فرمانبرداری و اطاعت کے سلسلے میں اپنی اور اس کی خاطر ، کیا مدد کی ...... ضرور پوچھا جائے گا !! پس (اگر تم نے اپنا فرض ادا کیا تو) تمہیں ثواب ملے گا ...... ! یا (اگر تم نے اپنے فرض کی ادائیگی سے کوتاہی کی تو) تمہیں سزا دی جائے گی !! ...... اس لئے ، تم اپنا کام اس شخص کی مانند انجام دو جو اپنے کام کو اس جلد گزر جانے والی دنیا میں ، اچھی یادگار چھوڑ جانے کی خاطر ، نہایت سجا بنا کے کرتا ہے ! تمہارے اور تمہارے فرزند کے درمیان روابط کے مطابق یعنی اس کی بہترین نگہداشت ، اور نعمت خداوندی جو تمہیں (فرزند کی صورت میں) تمہیں اس (خدا) سے ملی اور تمہارے پاس رہی ، (تو تم نے اس کے ساتھ اچھا یا برا جیسا بھی کیا) ان حوالوں سے ہی تمہارا عذر ، پروردگارِ عالم کے پاس قابل قبول سمجھا جائے گا ! ...... و لا قوۃ الا باللّٰہ ! ......

۲۴۔ اور تمہارے ''بھائی'' کا حق ! تو وہ یہ ہے کہ تم یہ بات دھیان میں رکھو ، کہ وہ تمہارا وہ ''دست و بازو'' ہے جسے تم (کسی کی جانب) بڑھاتے ہو ! اور وہ تمہاری وہ ''پیٹھ'' ہے جس کے سہارے تم ٹیک لگاتے ہو ! اور ...... تمہارا بھائی ، تمہاری وہ طاقت ہے جس پر تم اعتماد اور بھروسہ کرتے ہو ! اور وہ تمہاری وہ قوت و طاقت ہے جس کے ذریعے تم (کسی پر) حملے لے لئے ٹوٹ پڑتے ہو ...... اس لئے ، تم اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لئے ہتھیار اور اللہ کی مخلوق پر ظلم و ستم کا ساز و سامان نہ بنا لینا ...... ! اس کی جان کی خاطر ...... اس کی نصرت کے ، اور دشمن کے خلاف اس

کی مددو اعانت کے، اس کے اور اس کے شیطانوں کے درمیان رکاوٹ بننے کے، اسے نصیحت کرنے کے اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر اس کے سامنے آنے کے موقعوں پر اسے (تنہا) نہ چھوڑ دینا!! پس، اگر وہ اللہ کا فرماں بردار بن گیا اور اس نے اللہ تعالیٰ (کی دعوت) کا جواب اچھی طرح سے دیا (تو خیر ہے......!) اور اگر جواب اچھی طرح سے نہ دیا.....تو تمہیں اپنے اس بھائی کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھنا چاہیئے اور (اپنے بھائی کے مقابلے میں) تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ کو گرامی قدر اور سب سے زیادہ کرامت والا ہونا چاہیئے!

۲۵۔ اور تم پر، تمہاری رہائی کے ذریعے انعام کرنے والے ''آقا و مولا'' کا حق!!.....تو وہ یہ ہے کہ تم جان لو کہ اس نے تمہاری خاطر اپنا مال خرچ کیا اور اس نے تمہیں غلامی کی رُسوائی اور وحشت سے نکال کر، آزادی کی عزت و آسائش تک پہنچایا، تمہیں ملکیت کی قید سے آزاد کروایا، تمہیں غلامی کے حلقۂ زنجیر سے چھڑوایا، تمہیں عزّت کی خوشبو سنگھائی، تمہیں مجبوری و مقہوری کے قید خانے سے باہر نکالا، سختی کو تم سے دور کیا، اس نے تمہاری خاطر زبان انصاف سے کام لیا، ساری دنیا کو تمہارے لئے جائز قرار دلوایا، تمہیں تمہارے نفس و جان کا مالک بنا دیا، تمہیں قید سے رہا کر دیا......، تمہیں تمہارے پروردگار کی عبادت کے لئے سہولت و آسانی فراہم کی اور تمہاری آزادی کی خاطر اپنے مال و متاع میں کمی بھی برداشت کی!!! اس لئے، تمہیں یہ جان لینا چاہیئے کہ تمہاری زندگی میں، زندگی اور موت کے حوالے سے، تمہارے رشتہ داروں کے بعد، تمام مخلوق خدا میں سے سب سے بلند درجہ اس (رہائی دلانے والے آقا) کا ہے......اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں تمہاری مدد و نصرت اور تمہارے کاندھے سے کاندھا ملانے کا، تمام لوگوں سے زیادہ سزاوار و حقدار وہی ہے، اس لئے جب تک اسے تمہاری ضرورت و احتیاج ہو، تم اپنے آپ کو اس پر ترجیح مت دینا......!!!

۲۶۔ اور تمہارے اس ''غلام'' کا حق، کہ جس کو تم نے آزاد کیا ہے، یہ ہے کہ تم یہ بات جان لو کہ،

یقیناً اللہ نے تمہیں اس کا پشت پناہ، نگہداشت کرنے والا، مددگار اور پناہ گاہ...... قرار دیا ہے! اور اس غلام کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اپنے اور تمہارے درمیان وسیلہ، سبب و ذریعہ قرار دیا ہے اور اس (اللہ) کے لئے یہی شایاں ہے کہ وہ تمہیں آتش دوزخ سے دور رکھے، پس (تمہاری) اس (پشت پناہی نگرانی، نصرت اور پناہ گاہ ہونے) کا ثواب تمہیں آخرت میں ملے گا! اور دنیا میں، اگر اس کا کوئی رشتے دار نہ ہو تو، تم نے اس پر جو مال خرچ کیا ہے اور اپنا مال خرچ کرنے کے بعد بھی تم نے اس کے حقوق کو ادا کیا ہے...... ان وجوہ کی بناء پر تمہیں اس کی میراث پانے کا حق ہے !!! اور اگر...... تم نے اس کے حقوق کو ادا نہیں کیا تو اس بات کا ڈر ہے کہ تمہارے لئے...... اس کی میراث جائز نہ ہو!...... ولا قوة الا بالله !

۲۷۔ اور اس شخص کا حق! کہ جس نے تم سے کوئی اچھائی یا نیکی کی ہے!...... تو وہ، یہ ہے کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو اور اس کی نیکی کو یاد رکھو اور اس کے بارے میں لوگوں میں اچھی باتیں پھیلاؤ...... اور تنہائی میں اپنے اور اللہ سبحانہ، کے درمیان، اس کے لئے مخلصانہ دعا کیا کرو...... پس، اگر تم نے یقیناً اور حقیقتاً ایسا کیا تو (گویا) تم نے اس اچھائی کرنے والے کا شکریہ پوشیدہ و اعلانیہ دونوں طریقوں سے ادا کر دیا......! پھر اس کے بعد بھی، اس کی نیکی کا بدلہ اُتارنا تمہارے لئے عملی طور پر ممکن ہو تو ضرور اُتارنا...... ورنہ، اس کام کے لئے موقع کہ تلاش میں رہنا اور اپنے آپ کو اس کے لئے آمادہ و تیار رکھنا!!

۲۸۔ اور تمہارے "مُؤذّن" کا حق! تو وہ یہ ہے کہ، کہ تم یہ جان لو، کہ وہ تمہیں تمہارے رَبّ کی یاد دلانے والا ہے اور (عبادت میں) حصہ (لینے) کے لئے تمہیں پکارتا ہے! اور وہ تمام مددگاروں میں سب سے برتر و افضل ہے...... جو تمہیں اس فریضے (نماز) کی ادائیگی میں مدد دیتا ہے...... جو تم پر اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا ہے...... اس لئے تم اس کے اس فعل پر ایسے شکریہ ادا کرو کہ جیسے تم اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتے ہو......! اور اگر تم، اپنے گھر میں ہو اور تمہیں اس کے اذان

دینے کی وجہ سے کوئی تکلیف (ورنج) بھی پہنچے تب بھی اس وجہ سے......تم اُسے تہمت والزام نہ دو!......اس لئے کہ تمہیں اس بات کا علم ہے کہ یہ "مؤذّن" تم پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نعمت ہے......اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے!!......لہذا، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اس کا شکرادا کرتے ہوئے (اس) نعمتِ خداوندی (مؤذّن) کے ساتھ بہترین طرزِ عمل اختیار کرو!!

۲۹۔ اور تمہارے "پیش نماز" کا حق، یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ......وہ تمہارے اور اللہ کے درمیان سفارت کے عہدے پر فائز ہے......تمہارے پروردگار کے لئے تمہارا نمائندہ ہے......وہ تمہاری جانب سے بولتا ہے جب کہ تم اس کی جانب سے نہیں بولتے......وہ تمہارے لئے دعا کرتا ہے جب کہ تم اس کے لئے دعا نہیں کرتے! وہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے دامنِ طلب پھیلاتا ہے جب کہ تم اس کے لئے ایسا نہیں کرتے!!......اور وہ تمہیں اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کی زحمت سے اور اس سے سوال کرنے سے (بچالیتا اور) بے نیاز کر دیتا ہے، جبکہ تم تو اس کو ان کاموں سے بے نیاز نہیں کرتے!......اگر ان کاموں میں کوئی کوتاہی رہ جائے تو اس کی ذمہ داری اسی کے کاندھوں پر ہے......اور اگر وہ (نماز میں) گناہ گار ہو بھی جائے تب بھی تم اس کے گناہ میں شریک وحصہ دار نہیں ہوگے اور (اِس پر بھی) اسے تم پر کوئی برتری حاصل نہیں! پس! اس طرح اس نے اپنی جان کے ذریعے تمہاری جان اور اپنی نماز کے سہارے تمہاری نماز کی حفاظت کی (اور اُن کو بچالیا)! تو، تمہیں اس کے ان کاموں کی وجہ سے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے......!!!......ولاحول ولاقوۃ الا باللہ!!

۳۰۔ اور تمہارے " ہمنشین" کا حق، یہ ہے کہ تم اس سے نرم روئی اور صاف ستھرے اخلاق سے پیش آؤ اور گفتگو کے وقت اس سے انصاف کرو (یعنی صرف خود ہی نہ بولے جاؤ اسے بھی بولنے دو،!) اور دورانِ گفتگو جب اپنی نظریں اس پر سے ہٹاؤ تو، زیادہ دیر کے لئے ایسا نہ کرو!......تم جب اس سے کوئی بات کہو تو تمہارا ارادہ اسے سمجھانے کا ہونا چاہئے!......اور اگر تم

اس کی بیٹھک (اوطاق یا ڈرائنگ روم) میں جا کر بیٹھے ہو تو، اس کے پاس سے اٹھ جانے کا اختیار تمہیں حاصل ہے......اور اگر وہ تمہارے پاس آ بیٹھا ہے تو......اُٹھ جانے کا اختیار اُسے حاصل ہے......لیکن تم اُس کی اجازت کے بغیر مت اٹھ کھڑے ہونا!......ولا قوۃ الا باللہ!

۳۱۔ اور ''ہمسائے'' کا حق......!اس کی غیر موجودگی میں اس (کے حقوق و اموال) کی حفاظت، اور اس کی موجودگی میں اس کی عزت کرنا ہے اور اس کی مدد و معاونت (اس کی موجودگی و غیر موجودگی) دونوں حالات میں کرنا ہے اور اس کے مزید حقوق یہ ہیں کہ)......تم اُس کے باعثِ شرم عیب تلاش نہ کرو اور اس کی کسی برائی یا خامی کو جان لینے کی کُرید اور جستجو میں نہ پڑو......اگر غیر ارادی طور پر یا بغیر کسی زحمت کے، تم اس کے عیوب اور خامیوں کے بارے میں آگاہ ہو جاؤ......تب بھی تم اپنی ان معلومات کے لئے مضبوط حصار اور مکمل ڈھانپ لینے والے پردے کی مانند ہو جاؤ......کہ اگر ''نیزے'' بھی اس ''دلِ راز دار'' کو کریدیں......تب بھی وہاں سے کچھ حاصل نہ کرسکیں......!!اور اس کی بے خبری میں ''اس کے خلاف باتیں'' غور سے نہ سنو اور......سختی اور مشکل کے وقت، اسے (اُن مشکلات کے) حوالے نہ کرو!......اس پر نعمتوں (کی برسات) کے وقت اس سے حسد نہ کرو......اس کی ٹھوکر (اور غلطی) کو درگزر کر دو اور اس کی لغزش کو بخش دو!......اگر وہ تمہارے خلاف جاہلانہ روّیہ رکھے تب بھی......تم تو، اپنا بردباری و حلم کا خزانہ اس سے بچا کر نہ رکھنا!اور تم اس کے ساتھ مصالحانہ رَوّیہ ترک نہ کرنا......تاکہ اس کی بدزبانی کو اس سے دور کرسکو اور اس کے سلسلے میں......جھوٹے خیر خواہوں کے مکر و فریب کو، باطل و بے اثر کرسکو!اور اس کے ساتھ، باعزت زندگی بسر کر پاؤ!!......ولا حول ولا قوۃ الا باللہ!

۳۲۔ اور تمہارے ''دوست'' کا حق،!یہ ہے کہ جب اور جہاں تک ممکن ہو اس کے ساتھ فاضلانہ روش (اور نیک روّیہ) رکھو......اور اگر ایسا نہ ہو سکے تب بھی کم از کم دائرہ انصاف سے باہر مت نکلو اور جیسے وہ تمہاری عزت کرتا ہے تم بھی اس کی عزت کرو اور اس کا اتنا ہی خیال رکھو

جتنا وہ تمہارا خیال رکھتا ہے......اور تمہارے تعلقات کے دوران وہ کسی عزت و کرامت والے کام میں تم پر سبقت نہ لے جائے اور اگر وہ......سبقت اور پہل کر گزرے تو......تمہیں اس کا بدلہ اتارنا چاہئے......!......وہ جتنی محبت کا حقدار ہے اس میں کوئی کوتاہی اور کمی نہ کرو......اور تم اس کی خیر خواہی و نصیحت کو اپنے آپ پر لازم کرلو......اور......اسکی نگرانی و نگہداشت اور اطاعت پروردگار کے لئے اس کا بازو بن جانے......اور خدا کی نافرمانی کو ترک کرنے کے لئے اس کے ساتھ تعاون کو اپنے نفس پر لازم قرار دے لو! اور اس کے بعد (بھی......) اس کے لئے رحمت بنو......اس پر عذاب نہ بنو......!......وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ !

۳۳۔ اور تمہارے ''شریک و حصہ دار'' کا حق، یہ ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں اس (کے حصے) کا، کام بھی انجام دے دو! اور جب وہ سامنے موجود ہو تو (مساوی اور) برابر کا کام کرو! اور اس کے فیصلے سے ہٹ کر اپنے فیصلے پر عمل کا، مصمم ارادہ نہ کرو......اور اس کا نظریہ اور رائے لئے بغیر، اپنی رائے پر عمل نہ کرو......اور......تم اس کے مال و متاع کی نگرانی و حفاظت کرو......اور بڑی ہو یا چھوٹی......اس کے ساتھ ذرا بھی ''خیانت'' نہ کرو!! اس لئے کہ ہم تک یہ فرمان (نبویؐ) پہنچا ہے کہ......''اِنَّ یَدَ اللّٰہِ عَلیٰ الشَّرِیکَینِ مَالَم یَتَخَاوَنَا''......! جب تک دونوں شریک آپس میں خیانت نہیں کرتے، ان پر اللہ تعالیٰ کا دستِ شفقت و عنایت موجود رہتا ہے!! وَلَا قُوۃ اِلَّا بِاللّٰہِ !

۳۴۔ اور ''مال'' کا حق......یہ کہ تم اسے صرف حلال طریقے سے ہی حاصل کرو اور حلال مصرف میں ہی خرچ کرو! اور اس کو درست اور صحیح جگہوں کے علاوہ استعمال نہ کرو اور نہ اس کو اس کے حقیقی مصارف (اور درست حالات) کے سوا صرف کرو! چونکہ (تمہارا) یہ مال اللہ ہی کا ہے اس لئے اس مال کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے قرار دو اور اس کو اللہ تک پہنچنے کا سبب و ذریعہ بناؤ! اور جس شخص کے بارے میں یہ احتمال ہو کہ وہ تمہارا شکر گزار نہ ہوگا، تم بھی، اس کو مال کے

لئے اپنی ذات پر ترجیح مت دو...... اس لئے کہ وہ اسی کو مناسب سمجھے گا کہ...... وہ تمہارے چھوڑے ہوئے ترکے کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرے اور تمہارے پروردگار کی اطاعت وفرماں برداری کے لئے اس (ترکے) کو استعمال نہ کرے...... لہٰذا اگر تم نے ایسے وارث کے لئے ترکہ چھوڑا تو گویا خدا کی نافرمانی کی راہ میں تم بھی اس کے معین ومددگار ہو جاؤ گے!! یا اگر "وارث" تمہارے چھوڑے ہوئے مال کے ذریعے اچھا اور شائستہ کام انجام دیتا ہے تاکہ وہ اس مال کے ذریعے پروردگار کی اطاعت کرے......! تو وہ وارث تو ثواب وانعام حاصل کرلے گا اور تاوان و سزا کے ساتھ ساتھ، گناہ، حسرت اور پشیمانی...... تمہارا نصیب ہوں گے......! و لا قوۃ الا باللہ!

۳۵۔ اور تمہارے (دیا ہوا قرض یا اُدھار واپس مانگنے والے) "قرض خواہ" کا حق،...... یہ ہے کہ اگر تم دولتمند ہو تو اس کے مطالبے کو پورا کردو، اسے (دوسروں سے) بے نیاز کردو، اسے مالدار و ثروتمند بنادو اور (قرض کے مطالبے پر اسے منع کرنے کے لئے) گردن (دائیں بائیں) مت ہلاؤ اور اور اُس سے ٹال مٹول مت کرو اس لئے کہ...... آنحضور رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ "مطل الغنی ظلم" ......! مالدار کا (قرض خواہ سے قرض کی ادائیگی کے لئے) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے! اور اگر تم تہی دست ہو تو، اچھے الفاظ، میٹھے بول کے ذریعے اسے راضی کرلو اور اس سے...... خوبصورت انداز سے...... قرض کی ادائیگی کے لئے (مزید) مہلت مانگ لو، اور اسے اپنے پاس سے پیار محبت سے واپس لوٹاؤ! اور (جس نے تمہیں قرض دیا ہے) تم اس کے لئے...... مال ہاتھ سے جاتے رہنے کے ساتھ ساتھ...... مزید براں، اپنی بد معاملگی کو مت شامل کرو اس لئے کہ ...... یہ سلوک وروش، کمینگی ہے! ولا قوۃ الا باللہ!......!

۳۶۔ اور "جس شخص کے ساتھ تمہارا اُٹھنا بیٹھنا ہے" اس کا حق یہ ہے کہ تم نہ اسے فریب دو، نہ اس سے منافقت برتو، نہ اس سے جھوٹ بولو، نہ اس کو بے وقوف بناؤ، نہ اسے دھوکہ دو اور نہ اس سے چالبازی کرو!...... اور کسی بگاڑ اور فساد کی صورت میں اس سے دشمن کا سا کردار رَوا، نہ رکھنا جو

(اتنا بے مروّت ہے کہ) اپنے کسی دوست کے ساتھ بھی رعایت (وشفقت) نہیں کرتا!......اور اگر تمہارا ساتھی کسی کام کے لئے تم پر اطمینان اور بھروسہ کرتا ہے تو جہاں تک ممکن ہو اپنے مقابلے میں اس کی خاطر......اپنی سی ہر کوشش کرو! اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جو تم پر اطمینان اور بھروسہ کرے اس کو دھوکہ دینا سودخوری (جیسا غلیظ کام) ہے!......ولاقوۃ الا باللّٰہ!

۳۷۔ اور ''مُدّعِی'' جس نے تمہارے خلاف دعویٰ کیا ہو، تمہارے اس مخالف کا حق، یہ ہے کہ،......اگر وہ اپنے اس دعوے میں جو اس نے تمہارے خلاف کیا ہے......سچا ہے، تو تم اس کی دلیل کو نہ توڑو اور نہ اس کے دعوے کو باطل کرنے کا عمل کرو......اور اس کے حق میں اپنے مخالف ہو جاؤ اور اپنے نفس کے خلاف فیصلہ دینے والے (حاکم وقاضی) بن جاؤ......اور گواہوں کی گواہی کے بغیر ہی، تم اس کے حق کے لئے......گواہ بن جاؤ! اس لئے کہ تمہارا یہ طرز عمل......تم پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے! اور اگر اس مدّعی کا دعویٰ باطل اور غلط ہو، تب بھی......تم اس سے نرمی ومہربانی کا سلوک کرو اور اسے (اس کے کئے ہوئے دعوے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا......) خوف دلاؤ اور اس کو اپنے دین (اسلام) کی قسم دو......اور اپنے بارے میں اس کی تندی وتیزی کو......اللہ تعالیٰ کی یاد دلا کر، شکست دے دو! اور تم فالتو باتیں کرنے کے بجائے......پھینک دو، اس لئے کہ یہ (بے ہودہ) شوروشرابا، تمہارے دشمن کی دشمنی کو تو تم سے پھیر نہیں سکتا، بلکہ یہ تمہیں بھی اس کے گناہ (کی وبا) میں گرفتار کر دے گا......اور وہ، اسی بے ہودہ بکواس اور شوروشرابے کی وجہ سے، تم پر اپنی عداوت کو تلوار (کی دھار) کو تیز کرے گا......اس لئے کہ، بُرا بول ہمیشہ شرانگیزی ہی کرتا ہے اور ''خیر'' کی بات تو ''شر'' کا قلع قمع کر دیتی ہے!!......ولاقوۃ الا باللہ!

۳۸۔ اور ''مدّعیٰ علیہ'' یا جس پر تم نے دعویٰ دائر کیا ہے، تمہارے اس مخالف کا حق!......تو وہ یہ ہے کہ اگر تم نے اس پر جو دعویٰ دائر کیا ہے وہ صحیح اور درست بھی ہو تو، اپنے دعوے کے حق میں بیان دیتے ہوئے خوبصورت زبان استعمال کرو......! اس لئے کہ جس پر دعویٰ کیا جا رہا ہے اس

دعوے کی سماعت اس پر گراں گزرتی ہے......!اور (دعوے کے حق میں) اپنی دلیل اور ثبوت کو مہربانی، کمال آہستگی، واضح ترین اندازِ بیان اور لطیف و نیک ترین روّیے کو اپناتے ہوئے بیان (اور پیش) کرو!اور دیکھو! کہیں وہ فالتو باتوں، قیل وقال میں اُلجھا کر تمہیں تمہاری دلیل و حجت سے لاپرواہ اور دور نہ کردے...... کہ تمہاری حجت و دلیل بھی تمہارے ہاتھ سے جائے اور پھر تم، دوبارہ اس دلیل وحُجت کو پا بھی نہ سکو!!ولاقوۃ الا باللہ!

۳۹۔ اور ''جو تم سے مشورہ مانگے''......اس کا حق یہ ہے کہ......اگر تمہیں کوئی تجویز و تدبیر اس کے حق میں مل سکے تو تم اس کو پند و نصیحت دینے میں بھر پور کوشش کرو اور...... جو تم جانتے ہو، اس کے بارے میں اسے اشارہ کردو...... بتادو کہ اگر تم اس کی جگہ ہوتے تو، اس تدبیر و تجویز پر عمل کرتے......اور تمہارا اس کو نصیحت و مشورہ دینے کا انداز نرمی و مہربانی والا ہونا چاہئے......اس لئے کہ، نرمی کا برتاؤ (انسان کی) وحشت و غم کو اُنس و محبت کے ذریعے دور کردیتا ہے !اور......سخت گیری و درشتی، انس و الفت کے بجائے وحشت و تنہائی کو جنم دیتی ہے، اور اگر تمہارے اپنے پاس اس کے لئے کوئی تجویز یا تدبیر نہ ہو تو، تم اسے مشورے کے لئے کسی ایسے شخص کی جانب راہنمائی کردو اور اسے اس کا نشان اور پتہ بتادو......جس کو تم خوب پہچانتے ہو اور جس کی رائے پر تمہیں اعتماد اور بھروسہ ہو اور تم اس شخص کو اپنے لئے پسند کرتے ہو!......سُو (اگر تم نے ایسا کیا تو) تم اس کی خیر خواہی اور اچھائی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو گے اور اس سے کوئی خیر خواہی و نصیحت تم اپنے پاس بچا نہ رکھو گے!!......**ولا حول ولا قوۃ الا باللہ!**

۴۰۔ اور تمہارے ''مُشیر'' (مشورہ دینے والے) کا حق یہ ہے کہ......اگر تمہارے مشیر کی رائے اور اس کا دیا ہوا مشورہ تمہارے ارادے کے مطابق و موافق نہ ہو......تب بھی، اس پر الزام تراشی و تہمت طرازی نہ کرو (کہ اس کے مشورے کا تمہاری سوچ سے ہم آہنگ نہ ہونا، عین ممکن ہے!) اس لئے کہ یہ تو بس، اپنی اپنی آراء ہیں اور لوگوں کا ان آراء میں ایک دوسرے سے مختلف

ہونا بالکل ممکن ہے !اگر تمہیں اس کی رائے پر تہمت والزام لگانا ہے تو بہتر یہ ہے کہ تم اپنی مرضی و اختیار اور اپنی رائے سے کام کرلو! لیکن وہ شخص جو تمہارے خیال میں تمہیں مشورہ دینے کا اہل تھا ......تمہارے لئے اس پر (الزام تراشی یا) تہمت لگانا تمہارے شایان شان نہیں ہے اور چونکہ، اس نے تمہاری خاطر اپنی مُعَیَّن رائے اور بہترین وخوبصورت مشورے کا ظاہر کیا اس لئے تم اس کی سپاس گزاری اور شکریہ ادا کرنے کی روش کو چھوڑ نا مت ......اور......(اس کی کوئی رائے یا تجویز ومشورہ) جب تمہیں موافق آئے تو اس موقعے پر اللہ تعالیٰ (کا شکر اور اس) کی حمد وثنا کرنا اور اپنے بھائی کے مشورے کو شکریئے کے ساتھ قبول کر لینا......اور اگر اسے کبھی تمہارے مشورے کی ضرورت پڑے تو تم بھی اس کی طرح بہترین وخوبصورت مشورہ دے کر اس بدلہ اتارنے کے موقعہ کی تلاش میں رہنا!......**ولا قوۃ الا باللہ !!**

۴۱۔ اور اَب، ''تم سے نصیحت مانگنے والے کا حق''!......تو اس کا حق یہ ہے کہ تم اس کو بس اتنی نصیحت کرو جتنی نصیحت کا وہ سزاوار ولائق ہے اور......جتنی نصیحت وہ برداشت کر سکے!!...... اور تم، نصیحت اس انداز سے کرو کہ، اس کے کانوں کو بھلی اور خوش گوار محسوس ہو!......اور تمہاری گفتگو، اس کی عقل اور سمجھ کی طاقت کے مطابق ہو! اس لئے کہ، ہر شخص کی عقل ایک خاص درجے کی گفتگو اور بات کو پہچان (اور سمجھ) سکتی ہے اور اس پر توجہ دے سکتی ہے! اور تمہارا راستہ تو محبت و مہربانی (والا) ہونا چاہئے!......**ولا قوۃ الا باللہ !!**

۴۲۔ نصیحت دینے والے'' (ناصح)'' کا حق! یہ ہے کہ، تم اس کے سامنے جھک جاؤ! پھر اس کی نصیحت کے چشمے سے اپنے دل ودماغ کو سیراب کرلو اور اُس کی نصیحت کے لئے ہمہ تن گوش رہو......تا کہ اس کی نصیحت تمہیں اچھی طرح سمجھ آسکے، پھر تم اس کی نصیحت کے بارے میں سوچ بچار کرو......سُو، اگر (تم سمجھو کہ) اس نے تمہیں درست اور صحیح نصیحت کی ہے تو اس، درست نصیحت دینے کے بارے میں حمد وشکر الٰہی ادا کرو اور اس کی نصیحت مان لو......اور اس کی نصیحت

(قدر و قیمت) پہچانو اور (فرض کریں کہ) وہ تمہیں درست نصیحت دینے میں کامیاب نہیں ہوا ......تب بھی تم اس سے رحم و مہربانی کا برتاؤ کرو اور اس پر تہمت طرازی (بالکل) نہ کرو!......اور تمہیں یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ اس نے تمہیں نصیحت دیتے وقت کوئی کسر نہیں چھوڑی! بات صرف اتنی ہے کہ اس سلسلے میں اس سے خطا سرزد ہو گئی......وہ تمہاری نگاہ میں تہمت و الزام کا حقدار تو ہو ہی گیا ہے......اس لئے تم اس کی کسی بات کی ذرا سی بھی پرواہ نہ کرو!!......ولا قوۃ الا باللہ

۴۳۔ اور بزرگ سن رسیدہ کا حق!......تو اس کا حق درحقیقت یہ ہے کہ اس کے سن (رسیدہ ہونے) کا احترام و وقار ملحوظ خاطر رکھا جائے!......اگر وہ ان اہل فضل میں سے ہے جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں پہل کی ہے تو اس کے اسلام کی عزت اور احترام کیا جائے......اور دشمنی کے وقت اُس سے مقابلہ نہ کیا جائے، راستہ چلتے وقت اُس سے مسابقت اور تیزی نہ دکھائی جائے، اُس کے آگے آگے نہ چلا جائے اور اُس کو نادان و ذلیل نہ سمجھا جائے۔

۴۴۔ اور چھوٹے / کم سن کا حق......!! اسے تہذیب سکھانا، تعلیم دینا......اس (کی شرارتوں اور اُس کی ہلکی پھلکی خامیوں) سے درگزر کرنا اور اس کا حق......اس سے نرم خوئی سے پیش آنا، (ہر مرحلے پر) اس کی مدد و معاونت کرنا......اور اس کی بچپن اور نوعمری کی غلطیوں کی پردہ پوشی کرنا ہے! اس لئے کہ (تمہارا) یہ (کردار) توبہ کی قبولیت کا سبب ہوگا......!! تمہیں اس سے خاطر مدارات سے پیش آنا چاہئے اور اس سے (بات بات پر) جھگڑا چھوڑ دینا چاہئے...... نتیجتاً، تمہارا یہ طرز عمل اس کو درست راہ سے نزدیک تر کر دے گا!!

۴۵۔ اور "مانگنے والے" حاجتمند کا حق!......یہ ہے کہ، جب تمہیں اس کی صداقت کا یقین ہو جائے تو اس کو عطا کر دینا اور اس کی حاجت براری اپنی قدرت و طاقت کے مطابق کرنا اور اس پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کے حوالے سے اس کے حق میں دعا کرنا! اس کی ضروریات و

خواہشات میں اس کی مدد کرنا......!!اور اگر تمہیں اس کی سچائی میں شک ہو اور تم اس کی مدد کرنا نہیں چاہتے......تو یہ ممکن ہے کہ یہ (شک، شبہ و بدگمانی) شیطان کا کید و مکر ہو......اور تم اس سے نہ بچ سکو!اور اس (شیطان) نے تمہیں ثواب سے بہرہ مند ہونے سے روکا ہو اور وہ تمہارے اور تمہارے تقرب الٰہی کے جذبے کے درمیان حائل ہو گیا ہو!!......لہٰذا......اگر اس کو کچھ نہ دینا ہو......تب بھی نظریں جھکا کر معذرت کر لینا اور اسے نہایت خوب صورت انداز سے واپس لوٹانا!!!اور اگر تم اس (فقیر و محتاج پر شکوک و شبہات) کے بارے میں اپنے نفس پر قابو پالو اور اس کے بارے میں جو کچھ تمہارے دل میں ہے اس کے باوجود بھی، اسے کچھ نہ کچھ دے ہی دو......تو یقیناً، تمہارا یہ عمل اور کردار بڑے ہمت والے کاموں میں سے ہوگا......!

۴۶۔ اور جس سے کچھ مانگا جائے (یعنی "مسئول"!) اس کا حق! تو اسکا حق یہ ہے کہ، اگر وہ کچھ دے تو، اس کا شکریہ ادا کرتے اور اس کی فضیلت و برتری کا اعتراف کرتے ہوئے......لے لیا جائے!!! اور اگر وہ منع کر دے تو......اسکی معذرت کو......اس سے حسن ظن رکھتے ہوئے، قبول کر لیا جائے! اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر اس نے (دینے سے) انکار یا منع کر دیا ہے تو......اس پر اس کے اپنے مال کو بچا لینے کے بارے میں......کوئی مَلامت و سَرزنِش......نہیں کی جا سکتی......اگر چہ، ہے تو وہ ظالم......!اور انسان تو بڑا ظالم ناشکرا (ہوتا ہی) ہے!

۴۷۔ اور اس شخص کا حق کہ جس کے ذریعے اور جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے تمہیں خوشی و مسرّت عطا کی ہو!!

سُو......اگر اس نے جان بوجھ کر تمہیں خوشی پہنچائی ہو تو اس کے لئے......پہلے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے......پھر اس کے بعد اس شخص کا شکریہ ادا کرنا چاہئے......ایسا شکریہ جو اس کے مسرت بخش روّیے کی قدر و قیمت کے مطابق ہو! اور اس کے (مسّرت کی) ابتدا کرنے کی فضیلت و برتری کا تمہیں بدلہ چکانا چاہئے اور بدلہ چکانے کے لئے تمہیں موقع کی

تلاش میں رہنا چاہیئے ...... اس نے تمہیں جو خوشی پہنچائی اگر وہ اس نے ارادتاً اور عملاً نہ پہنچائی تھی ...... تو تمہیں اللہ تعالیٰ کا شکر و سپاس گزار ہونا چاہیئے اور تمہیں علم ہونا چاہیئے کہ یہ خوشی و مسرت اس (اللہ تعالیٰ) کی جانب سے ہے اور اس نے یہ خوشی خصوصاً اور تنہا تمہیں بخشی !اور تمہیں اس شخص سے، محبت کرنا چاہیئے کہ یہ خوشی و مسرت پہنچانا بھی تو نعمتہائے خداوندی کے بہت سے اسباب میں سے ایک سبب ہے !!...... اور اس کے بعد، تمہیں ہمیشہ اس کے لئے خیر اندیش و خیر خواہ رہنا چاہیئے اس لئے کہ نعمت کے اسباب و ذرائع، جہاں اور جس حیثیت میں بھی ہوں ...... چاہیئے بلاقصد و ارادہ ہی ہوں، باعثِ خیر و برکت ہوتے ہیں !!...... **ولا قوۃ الا باللہ!!**

۴۸۔ اور اس کا "حق" کہ "دستِ تقدیر" جس کے ہاتھوں قولاً یا فعلاً تم سے کوئی برائی کر گزرا ہو! تو اگر اس نے تمہارے ساتھ اپنی خواہش و ارادہ سے ایسا کیا تو ایسے شخص کو معاف کر دینا ...... تمہارے لئے اَولیٰ و بہتر ہے ...... کیونکہ اس میں، اس کے لئے مزید برے ارادوں سے روکنے اور سُدھار کا سامان موجود ہے !...... کہ (ان سے درگزر کیا گیا تو وہ ادب آداب سیکھ گئے اور سُدھر گئے !) اور اس حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

"وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعدَ ظُلمِهِ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيهِم مِن سَبِيلٍ ○ اِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظلِمُونَ النَّاسَ وَ يَبغُونَ فِى الاَرضِ بِغَيرِ الحَقِّ ہ اُولٰٓئِكَ لَهُم عَذَابٌ اَلِيمٌ ○ وَلَمَن صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذَالِكَ لَمِنْ عَزمِ الْاُمُورِ ○ (سورۂ شوریٰ نمبر۴۲ آیت نمبر۴۱ تا نمبر۴۳)

ترجمہ: اور البتہ جس نے اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیا، پس یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر کوئی (الزام کی) راہ نہیں ہے ...... ماسوا اس کے نہیں کہ (الزام کی) راہ ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، اور زمین میں ناحق بغاوت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا (تو) یقیناً یہ کاموں میں ارادے کی پختگی

میں داخل ہیں!!

اورخدائے جلیل وعزیز نے فرمایا ہے کہ: " وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ (سورۂ نحل نمبر۱۶ آیت نمبر ۱۲۶) ترجمہ: اور اگر تم بدلے میں سزا دو تو اُتنی ہی سزا دو جتنی تمہیں ایذا دی گئی تھی۔ اور اگر تم صبر کرو تو، وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے......!! یہ صورت حال تو جب ہے کہ وہ برائی جان بوجھ کر (کی گئی) ہو اور اگر وہ برائی عمداً (خواہش وارادے کے ماتحت) نہ ہو تو اس سے انتقام کی خاطر جان بوجھ کر اس پر ظلم وستم نہ رَوا، رکھنا! کہ اس صورت میں تم ایسی برائی کا جواب جو (خَطأً) "غلطی" سے کی گئی ہو "عمداً" (برائی کرکے) دوگے، تمہیں اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا چاہئے......اور جتنا تمہارے بس میں ہو، تمیں لطف ومہربانی والا بدلہ دینا چاہئے......**ولا قوة الا بالله!**

۴۹۔ اور تمہارے "عام اہل ملت اسلامیہ کا حق"! تو وہ یہ ہے کہ تمہیں ان کے لئے نیک نیت رہنا چاہئے اور تمہاری (محبت و) مہربانی کے بازو سب کے لئے کشادہ ہوں......ان کے بُروں سے بھی نرمی برتو! اور ان کے نیکوں سے الفت کا سلوک کرو اور ان کے امور کی اصلاح (اور فلاح وبہبود) کے کاموں کی جستجو اور تلاش میں رہو اور ان میں سے نیکی اور اچھائی کرنے والوں کا شکریہ، ان کی اور اپنی دونوں کی خاطر ادا کرو کہ اس کا اپنے آپ سے نیک چلن ہونا تمہارے ساتھ ایک قسم کی خوش رفتاری اور اچھائی ہے اس لئے کہ بہ ایں طور، اس نے تکلیف دینے سے اپنے آپ کو روک لیا ہے اور تمہیں زحمت اور خرچے سے بچا دیا ہے اور تم سے اپنی جان کی بھی حفاظت کرلی ہے لہذا، تم ان تمام لوگوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھو اور اپنی نصرت ومدد سے ان سب کو نوازو، اور اپنے دل ودماغ میں ان سب کا قرار واقعی مقام ومرتبہ مدّنظر رکھو (کہ جس کے وہ مستحق ہیں)!!......ان میں سے بڑے بوڑھے کو والد کے برابر، چھوٹے کو بیٹے کی جگہ پر، اور ان کے درمیانی عمر والوں کو، بھائی کی طرح سمجھو!......تمہارے پاس جو بھی چل کر آئے، تمہیں

اس کے ساتھ دل جوئی، نرمی اور مہربانی سے پیش آنا چاہیئے! اور اپنے بھائی سے بھائی چارے کے حقوق کا، جو ایک بھائی کے لئے بھائی پر فرض ہوتے ہیں...... لحاظ کرو......!!

۵۰۔ اور "اہل ذمہ" (ذمی کافر، جو حکومت و مملکتِ اسلامیہ میں رہتے ہوں اور باقاعدہ ٹیکس ادا کرتے ہوں)!!...... تو ان کے بارے میں حکم یہ ہے کہ تم بھی ان سے وہی کچھ قبول کرو...... جو اور جتنا اللہ تعالیٰ نے ان سے قبول کیا ہے! اور جو عہد و پیمان اور ذمہ داریاں اللہ نے ان کے لئے قرار دی ہیں اُنہیں تم بھی پورا کرو...... اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سے جو کچھ مطالبہ کیا گیا ہے، جس پر وہ مجبور کیئے گئے ہیں...... تم بھی اس بارے میں انہیں اللہ پر چھوڑ دو (اور ان سے اُسی طرح پیش آؤ...... جیسے اللہ تعالیٰ ان سے پیش آتا ہے)!! اپنے اور ان کے درمیان جو بات یا معاملہ ہو اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے احکام کے مطابق عمل کرو (یا فیصلہ و ثالثی کرو) اور...... (یہ بات مدّ نظر رکھتے ہوئے کہ وہ تمہارے ذمّے اور پناہ میں ہیں) تمہارے اور ان کے درمیان ظلم کے وقت، اللہ کے ذمّے کی رعایت و لحاظ اور اللہ اور رسولؐ خدا سے کئے ہوئے عہد و پیمان کا خیال، رُکاوٹ بن جانا چاہیئے (اور یوں، تمہیں ان پر ظلم نہیں کرنا چاہیئے)...... اس لئے کہ آنحضورؐ کی حدیث اور فرمان ہم تک پہنچا ہے...... آپؐ نے فرمایا ہے کہ ...... "مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا كُنْتُ خَصْمَهُ ......"! جو کسی معاہدہ کرنے والے (کافر ذمّی) پر ظلم کرے گا میں اس کا دشمن ہوں!!...... اس لئے اللہ تعالیٰ سے ڈرو!...... ولا حول و لا قوة الا بالله !!......!

تو، یہ پچاس حقوق ہیں، جو تمہاری زندگی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور تم...... ان حالات کے دائرے اور احاطے سے کسی حال میں خارج نہیں ہو سکتے ...... تم پر ان حقوق کی رعایت، اور ان کو "حقیقی وجود" بخشنے کے لئے ان پر عمل کرنا واجب ہے اور ان حقوق پر عمل پیرا ہونے کے سلسلے میں اللہ جَلَّ ثنائهٗ کی مدد مانگنا لازمی و ضروری امر ہے!! وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ٥ وَ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ !!......!

زہدو پارسائی کے بارے میں......

کلامِ امام زین العابدین علیہ السلام!

بے شک ان لوگوں کی علامت، جو دنیا سے بے رخی اور زہد اختیار کرتے ہیں اور آخرت کے والہ وشیدا ہیں! ان کا ہراس ملنے جلنے اور پیارے دوست کو،......اور ہر اُس ہمجولی اور ساتھی کو چھوڑ دینا ہے،...... جو وہ سب کچھ نہیں چاہتا...... جو یہ (زاہد) چاہتے ہیں! (یعنی جو اُن کے ہم رنگ و ہم دل نہ ہوں ان کی صحبت اور ساتھ کو یہ پرہیز گار لوگ، ترک کردیتے ہیں!) آگاہ رہو! کہ، زاہد یقیناً وہ شخص ہوتا ہے جو آخرت کے ثواب وانعام کی خاطر کام کرتا ہے اوراس دنیا کی جلد گزر جانے والی چکا چوند سے رُخ پھیر لینے والا ہوتا ہے......اور وہ سفر آخرت کے لئے...... (سامان سفر کے ساتھ آمادہ وتیار رہتا ہے)......مدّت زندگی کے اختتام سے پہلے......اور اس (موت) کے نزول سے پہلے جس کا نزول لازمی وناگزیر ہے......سامانِ سفر کے ساتھ آمادہ وتیار رہتا ہے، اور نیک اعمال میں لگا رہتا ہے اور رنج ومُصیبت کی گھڑی کی آمد سے قبل ہی......احتیاط کرلیتا ہے......اس لئے خدائے عزّ وجلّ ارشاد فرماتا ہے

"حَتّٰی اِذَا جَاءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحاً فِیْمَا تَرَكْتُ ٥ (سورہ مومنون نمبر ۲۳ آیت نمبر ۹۹، ۱۰۰) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آئی تو کہنے لگے، پروردگارا! تو مجھے (ایک بار) اس مقام (دنیا) میں جسے میں چھوڑ آیا ہوں پھر واپس کردے تا کہ میں (اب کی دفعہ) اچھے اچھے کام کروں! پس! تم میں سے ہر شخص کو آج (اس دنیا میں)...... خود کو اس شخص کی طرح رکھنا چاہئے جسے دنیا کی جانب دوبارہ بھیج دیا گیا ہو......اور جو عمل صالح کی انجام دہی میں کوتاہی اور کمی کے باعث......فقر ومحتاجی کے دن (روز

قیامت) کے لئے نادم و پشیمان ہو!!اور......اللہ کے بندو!......اس بات کو جان لو کہ جس شخص کو ''شب خون'' کا ڈر ہو، وہ نرم بستر سے اور میٹھی نیند لینے سے باز رہتا ہے اور کچھ کھانے پینے سے بھی، ان دنیاوی بادشاہوں کے ڈر سے رُکا رہتا ہے!!پس، اے آدم کے بیٹے......!افسوس ہے تجھ پر!''سلطان رب العزّت''(ناقابل شکست پروردگار سلطان) کے''شب خون'' کے ڈر سے تیرا حال کیسا ہوگا......؟؟اور نافرمانوں اور گنہگاروں پر......اس کے دردناک مواخذے اور شب خون سے ......(تیرا کیا حال ہوگا؟) جس کے ساتھ ساتھ ...... رات دن کی ناگہانی موتیں ہوں......اور وہ ایسا''شب خون'' ہو، جس سے نجات بھی نہ مل سکے، نہ اس سے بچاؤ کے لئے کوئی پناہ گاہ میسّر ہو سکے......نہ اس سے بھاگ کے جان بچانے کا کوئی موقع ہو!!لہذا...... اے مومنو!......اللہ تعالیٰ کے''شب خون'' سے ایسے خوف زدہ رہو......جیسے خوف زدہ اس سے، اہل یقین و اہل تقویٰ رہتے ہیں......کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''ذَالِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَ خَافَ وَعِيدِ" (سورہ ابرہیم نمبر ۱۴ آیت نمبر ۱۴) یہ(وعدہ) محض اس شخص سے ہے جو ہماری بارگاہ میں(اعمال کی جواب دہی میں) کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے خوف کھائے!پس!تم اس دنیا کی زرق برق اور چکا چوند، اس کے فریب، اور اس کی برائیوں سے چوکنے اور بچ کے رہو!اور اس کی جانب جھکاؤ اور میلان کے نقصان و ضرر کے انجام و نتائج کو...... یاد رکھتے رہو! کیونکہ......اس کی زینت، سجاوٹ، فتنہ انگیز......اور اس کی چاہت اور محبت گناہ ہے!!

اے آدم کے بیٹے......افسوس ہے تجھ پر!تو یہ بات جان لے کہ، بھرے پیٹ کی سختی، کھانا نہ کھانے یا چھوڑنے کے ارادے میں کمزوری، شکم سیری کا نشہ، (دولت و اقتدار کے) مالک ہونے کی سرمستی و سرخوشی......ان چیزوں میں سے ہیں، جو عمل (خیر) میں تاخیر کروادیتی، سُست کردیتی، ذکر (الٰہی) کو بھلادیتی اور وقتِ موت کے قریب آجانے سے،......غافل و

لاپرواکردیتی ہیں!...... یہاں تک کہ، کہا جاسکتا ہے کہ..... دنیا کی محبت میں مبتلا شخص نے، شراب کے نشے کی وجہ سے عقل کی تباہی کی مانند،..... اپنی عقل کو برباد کرلیا ہے......!.....اور جو عقلمند شخص ،اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ..... عقل کا استعمال کرنے والا، اس سے خائف وترساں اور اس کی خاطر عمل کرنے والا ہوتا ہے وہ اپنے نفس کو..... ضرور بالضرور ورزش ومشق کرواتا اور اسے بھوک کی عادت ڈالتا ہے..... یہاں تک کہ..... اسے شکم سیری کا شوق ہی نہیں رہتا..... بالکل اسی طرح، جس طرح گھڑ دوڑ میں شرط کے مقابلے سے قبل گھوڑے کو دوڑا دوڑا کر دُبلا کر دیا جاتا ہے !پس، اے بندگان الٰہی!! اس شخص کے خوف خدا کی طرح..... تم بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرو!، جو اللہ تعالیٰ کے ثواب وانعام کا امیدوار، اور اس کی سزا سے خائف وترساں رہتا ہے.....اور تمہارا تو، اللہ تعالیٰ ہی مالک ہے!.....اس نے تمہارے عذر کو مانا، اس نے تمہیں انجام سے ڈرایا، اس نے تمہیں ثواب کا شوق دلایا.....اور تمہیں بار بار (دوزخ کا) خوف بھی دلایا! (لیکن).....نہ تو تم اس کے کرامت والے ثواب کے، جس کا اس نے تمہیں شوق دلایا ہے.....مشتاق ہوتے ہو!، نہ تم، اس کی سخت سزا اور دردناک عذاب سے..... جس سے اس نے تمہیں ڈرایا، خوفزدہ ہوتے ہو..... کہ (گناہوں سے) باز رہو! اور اللہ تعالیٰ تو تمہیں اپنی کتاب میں خبر دے چکا ہے کہ.....''

فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَ هُوَ مُؤمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعيِهِ ٥ وَاِنَّا لَه كَاتِبُون

(سورہ انبیاء نمبر ۲۱ آیت نمبر ۹۴) جو شخص اچھے کام کرے گا اور وہ ایماندار بھی ہو تو اس کی کوشش اَکارَت نہ جائے گی اور ہم اس کے اعمال لکھتے جاتے ہیں! مزید برَاں! اس نے تمہارے لئے اپنی کتاب میں مثالیں دی ہیں اور (تمہیں آسانی سے سمجھانے کے لئے) آیات بیان کی ہیں..... تاکہ تم اس دنیا کی زود گزر مسرّتوں اور خوشیوں سے بچو اور ہوشیار رہو!! اسی لئے اس نے فرمایا کہ..... ''اِنَّمَا اَموَالُكُم وَ اَولَادُكُم فِتنَةٌ وَاللّٰهُ عِندَهٗ اَجرٌ عَظِيمٌ'' ٥ (سورہ تغابن نمبر ۶۴ آیت نمبر ۱۵) تمہارے مال اور تمہاری اولاد بس آزمائش ہیں اور خدا کے ہاں تو بڑا اجر

(موجود) ہے لہٰذا تم سے جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرو، سنو ......اور پیروی کرو اور تقوائے الٰہی اختیار کرو ......اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مواعظ (آیات قرانی) سے سبق سیکھو......! میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ گناہوں کے عواقب و اثرات نے تم میں سے بہت سوں کو تھکا دیا ہے ......! پھر بھی کوئی گناہوں سے پرہیز نہیں کرتا! باوجودیکہ، گناہوں نے اس کے دین کو بھی نقصان پہنچادیا ہے!! تب بھی تم میں سے کسی نے گناہ و معاصی کو بُرا نہیں سمجھا......!! کیا تم اللہ تعالیٰ کی پکار کو...... جو گناہ و معاصی کے عیب وخامی اور اس کی حقارت و پستی کے بارے میں ہے...... سنتے نہیں ہو؟؟ جیسا کہ وہ فرماتا ہے

"اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (سورہ حدید نمبر ۵۷ آیت نمبر ۲۰، ۲۱) جان رکھو کہ دنیاوی زندگی محض کھیل اور تماشا اور ظاہری زینت (وآرائش) اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ خواہش ہے (دنیاوی زندگی کی مثال تو) بارش کی سی مثال ہے جس (کی وجہ) سے کسانوں کی کھیتی (لہلہاتی اور) انکو خوش کر دیتی ہے پھر سوکھ جاتی ہے تو.... تُو اس کو دیکھتا ہے کہ زرد ہو جاتی ہے پھر چور چور ہو جاتی ہے اور آخرت میں (کفار کے لئے) سخت عذاب ہے اور (مومنوں کے لئے) خدا کی طرف سے بخشش اور خوشنودی! اور دنیاوی زندگی تو بس فریب کا ساز و سامان ہے، تم اپنے پروردگار کے سبب بخشش کی اور بہشت کی طرف لپک کر آگے بڑھ جاؤ جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے جو ان لوگوں کے لئے

تیار کی گئی ہے جو خدا پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے اور خدا کا فضل و کرم تو بہت بڑا ہے......!! لہٰذا، اے بندگان خدا اللہ سے ڈرو اور اس ہدف اور مقصد کے بارے میں غور و فکر اور عمل کرو جس کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو اس لئے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے بیکار و عبث پیدا نہیں کیا......اور نہ تمہیں (جنگل میں آوارہ اونٹوں کی مانند) آزاد چھوڑ دیا گیا ہے !اس نے تمہیں اپنی معرفت اور پہچان کروادی ہے اور...... اس نے تمہاری جانب، اپنا رسول بھیج دیا ہے......اور اُس نے تم پر جو، اپنی کتاب نازل فرمائی ہے، اس میں اللہ کے تمام جائز، و ناجائز، حلال و حرام، دلائل، حجتیں اور مثالیں موجود ہیں !! پس ! تم تقوائے الٰہی اختیار کرو......اس لئے کہ تمہارے پروردگار نے تمہارے خلاف دلیل دے دی ہے اور فرمایا ہے "اَلَمْ نَجْعَلْ لَهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ٥ (سورہ بلد نمبر ۹۰ آیت نمبر ۸۔۱۰) کیا ہم نے اسے دونوں آنکھیں اور زبان اور دونوں لب نہیں دیئے (ضرور دیئے !) اور اس کو (اچھی بری) دونوں راہیں بھی دِکھا دیں......! پس یہ آیت تم پر اس کی حجت ہے......! لہٰذا جتنی تمہاری سکت ہو......اللہ تعالیٰ کے لئے تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرو......! اس لئے کہ کوئی قوت و طاقت اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں !اور......اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی پر بھی بھروسہ اور توکل شایان و زیبا نہیں......! وصلی الله علیٰ محمد نبیه و آله !

❁❁❁❁❁

امام زین العابدین علیہ السلام کا نامۂ مبارک

''محمد بن مسلم الزُّھری کے نام......! اس نامہ مبارک میں آپؑ نے انہیں وعظ و نصیحت کی ہے!

اللہ تعالیٰ ......فتنوں سے، ہماری اور تمہاری حفاظت فرمائے اور تم پر رحم فرمائے ......

تاکہ تم دوزخ میں گرفتار نہ ہو! ......حقیقت میں تمہاری حالت وہ ہوگئی ہے کہ...... جو تمہیں اس حال میں دیکھے......اسے تم پر رحم کھانا چاہئے! پس! تمہارا حال یہ ہے کہ......اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بوجھ پر تم پر لدا ہوا ہے، کہ اس نے تمہیں صحتِ بدن اور طولِ عمر سے نوازا......! اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تم پر تمام ہوگئیں کیونکہ اس نے تمہیں اپنی کتاب (قرآن) کی آشنائی عطا کی اور اس کی ذمہ داری کا بوجھ تم سے اُٹھوایا!! اور اپنے دین (اسلام) کی (فقہ و) فہم کی ذرا ذرا سی بات تمہیں سکھادی اور اپنے پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی ذرا ذرا سی بات اور ہر نکتہ تمہیں پہنچوادیا اور اس نے ہر نعمت کے مقابل تمہیں ایک فرض یا ذمہ داری عطا کی ......اور ہر حجت و دلیل کے وسیلے تمہارا فریضہ اور ذمہّ داری طے کر کے تمہارے کاندھوں پر ڈال دی ......اور اس نے (تمہیں نعمتوں سے نوازنے کا) جو فیصلہ کیا وہ اس لئے ہے کہ (اس بارے میں) تمہارے شکر (کے پیمانے) کو آزمائے (چیک کرے!) اور اس (سلسلے) میں اپنے فضل و کرم کو ظاہر و آشکار فرمائے......!! اسی لئے تو اس نے فرمایا ہے'' لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ'' (سورہ ابراہیم نمبر ۱۴ آیت نمبر ۷) اگر (میرا) شکر کروگے تو میں یقیناً تم پر (نعمت کی) زیادتی کروں گا اور اگر کہیں تم نے ناشکری کی تو (یاد رکھو کہ) یقیناً میرا عذاب سخت ہے!!

پس، اس بارے میں سوچو کہ کل جب تم ......اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوگے تو کس قسم کے شخص ہوگے (اس روز) کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی (ان) نعمتوں کے بارے میں جو (اس نے) تم پر (نازل) کی ہیں، پوچھے گا...... کہ تم نے (ان نعمتوں) کے حق کی کیسی رعایت کی؟ اور وہ اپنی حجتوں (ائمۂ معصومینؑ) کے بارے میں...... (خاص طور پر) سوال کرے گا...... کہ......تم نے

ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟؟ اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہرگز ہرگز یہ گمان مت کر بیٹھنا کہ وہ تمہاری طرف سے پیش کیئے گئے عذر کو قبول کرلے گا اور اس سلسلے میں......وہ تمہاری کوتاہی و تقصیر پر قطعاً راضی نہیں ہوگا!(تمہاری سوچ سے......) دور ہے......بہت دور!......قطعاً ایسا نہیں ہوگا......!!......اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں علماء کو (مسئول اور لائق مواخذہ جان کر ان) کی گرفت کی ہے! جب کہ اس نے فرمایا "لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلاَ تَكْتُمُونَهُ" (سورہ آل عمران نمبر۳ آیت نمبر۱۸۷)......کہ تم، اس کو......لوگوں سے ضرور کھول کر بیان کرنا اور اسے نہ چھپانا!......!اور خوب جان لو کہ......حقیقی علم کو چھپا کر،......کمترین چیز جو تم نے چھپائی......اور بہت ہی ہلکا بوجھ جو تم نے اپنے کاندھوں پر اٹھایا ہے......وہ یہ ہے کہ تم نے (اپنے) اُنس کے ذریعے......ظالم کو اس کی وحشتِ تنہائی سے آزاد کرا دیا ہے!اور جب تم اس کے نزدیک ہوئے تو تمہاری نزدیکی کی وجہ سے......،اور جب تمہیں اُس کی جانب سے دعوت دی گئی۔تو تمہارے......اسکی دعوت کو قبول کرلینے کی وجہ سے......خود تم نے اس کے لئے گمراہی کی راہ کو ہموار و سہل کر دیا ہے............اس لئے، مجھے اس بات کا بڑا ہی خوف ہے کہ کل فردائے قیامت کو......تم خیانت کاروں کے ہمراہ اپنے گناہ میں گرفتار ہو جاؤ گے......اور تم نے ظالموں کے ظلم میں ان کی مدد و اعانت کرکے جو کچھ بھی وصول کرلیا ہے اس کے متعلق تم سے پوچھ گچھ کی جائے گی!اور تم نے یقیناً جس سے (جو بھی) لیا ہے وہ تمہارا (حق) نہیں تھا!!اور تم تو اس شخص کے قریب ہو گئے جس نے کبھی کسی کا حق لوٹایا ہی نہیں......اور جب تمہیں اس شخص کی قربت و نزدیکی حاصل ہوئی تو......تم نے خود بھی، باطل سے روگردانی و کنارہ کشی اختیار نہ کی......اور تم نے اسکو دوست رکھا، جو اللہ سے دشمنی پر اُتر آیا!......اچھا! جب انہوں نے تمہیں دعوت دی، تو ان کی تم کو دعوت دینے کی وجہ، سوائے اس کے اور کیا تھی؟......کہ وہ تمہیں (چکی کی) کلّی بنا کر تمہارے سہارے اپنے مظالم کی چکّی گھمائیں یا تمہیں پُل بنا کر تم پر سے اپنے گرفتار کئے ہوئے (قیدیوں) تک پہنچنے کے لئے گزریں، اور

تمہیں اپنی ضلالت و گمراہی کی سیڑھی، ہلاکت، تباہی و محرومی کا داعی و مبلّغ، اور اپنے راستے کا سالک و رَہرَو بنالیں......!! وہ تمہارے ذریعے (لوگوں کے دلوں میں) ''علماء'' (آلِ محمدؐ) کے خلاف، شک کے بیج بودیتے ہیں اور وہ...... تمہارے وسیلے...... جاہلوں کے دلوں کو اپنی جانب (چوپایوں کی طرح) گھسیٹتے ہیں!! اور ان کے وُزراء میں سے خاص ترین اور مددگاروں میں سے طاقتور ترین شخص بھی ان کے بگڑے کاموں کو بنانے اور ان کے دربار تک، خواص و عوام کی آمدورفت کے راستے کو ہموار بنانے کی کوششوں میں...... اس مقام تک نہیں پہنچ پایا، جہاں تک صرف تم جا پہنچے...... اور (اس تمام بہترین خدمت کے عوض......!) جو (مزدوری و صلہ) انہوں نے تمہیں دیا وہ اس کے مقابلے اور مقدار میں کتنا کم ہے؟ جو (کام) انہوں نے تم سے لیا!...... اور انہوں نے تمہاری دنیا بسانے کے لئے کتنا معمولی سرمایہ فراہم کیا! اور تمہاری آخرت کی ویرانی و بربادی کا کیسا سامان کر دیا!! لہٰذا، تم اپنے نفس کی حفاظت کی خاطر خود ہی غور و فکر کرو کیونکہ، کوئی دوسرا تو اس (کی حفاظت اور دیکھ بھال) کے لئے سوچ بچار نہیں کرے گا......! اور تم اپنے نفس کا محاسبہ اس شخص کی مانند کرو جو مسئول، یا جوابدہی کا ذمہ دار ہوتا ہے......! اور تم یہ دیکھو کہ تمہارا، ......شکر گزاری کا مقام و مرتبہ اس ہستی کی بارگاہ میں کیسا ہے، جس نے بطور (جسمانی و روحانی) غذا و خوراک تمہیں اپنی نعمتوں سے...... عالمِ خورد سالی و بزرگ سالی (دونوں عمروں) میں نوازا !...... مجھے بڑا خوف ہے کہ کہیں تم، ویسے نہ بن جاؤ...... جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے...... '' فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَّرِثُوا الۡكِتٰبَ يَاۡخُذُوۡنَ عَرَضَ هٰذَا الۡاَدۡنٰى وَيَقُوۡلُوۡنَ سَيُغۡفَرُ لَنَا (سورہ اعراف نمبر ۷ آیت نمبر ۱۶۹)

پھر ان کے بعد کچھ نا خلف جانشین ہوئے جو کتابِ (خدا، ''توریت'') کے (تو) وارث بنے (مگر لوگوں کے کہنے سے) احکام خدا بدل کر اس کے عوض اس (ناپاک) کمینی دنیا کے سامان لے لیتے ہیں (اور لطف تو یہ ہے کہ) کہتے ہیں کہ ہم تو عنقریب بخش دیئے جائیں

گے.........!! یقیناً، تم دائمی قیام ورہائش والے گھر میں نہیں ہو (بلکہ) تم اس وقتی وعارضی گھر میں ٹھہرے ہوئے ہو...... جہاں سے کوچ کا اعلان ہو چکا ہے!! اور...... کوئی شخص، اپنے ساتھیوں (کی موت) کے بعد کتنا زندہ رہ لے گا؟؟ اسے خوش حالی نصیب ہو!! جو اس دنیا میں خوفزدہ رہے!...... ہائے کتنا مصیبت کا مارا ہے وہ، جو خود تو مر جائے مگر...... اس کے بعد اس کے گناہ باقی رہیں! ہوشیار! تمہیں (سارا) پیغام دے دیا گیا ہے!...... جلدی کرو تمہارے لئے دورانیہ اور وقت محدود ہے، تمہارا معاملہ اور لین دین اس سے ہے جو نادان و جاہل نہیں! اور وہ جو تمہاری حفاظت کر رہا ہے وہ (اپنی ذمہ داری سے ایک پل کے لئے بھی لاپرواہی اور) غفلت نہیں کرتا! تم تیاری کر لو، کہ عنقریب تمہیں ایک دور دراز سفر درپیش ہے اور اپنے گناہ (کا علاج اور اس) کی دوا کرو کہ (تمہارے اندر) شدید بیماری دَر آئی ہے!! یہ گمان نہ کرنا کہ میرا ارادہ تمہیں ڈرانے دھمکانے، تم پر سختی کرنے یا تمہاری فضیحت ورُسوائی کا ہے...... لیکن میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مُردہ رائے اور سوچ کو دوبارہ زندہ کر دے اور تمہارے دین میں سے جو، (تمہاری ظالموں سے ہم آہنگی وتعاون کی وجہ سے) تم سے چھٹ گیا ہے وہ تمہیں واپس لوٹا دے...... (اور یہ سب میں نے اس لئے کیا) کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا قول جو اس کی کتاب میں ہے...... یاد آیا......!'' وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ " (سورہ ذاریات نمبر ۵۱ آیت نمبر ۵۵) اور نصیحت کئے جاؤ کیونکہ نصیحت مومنین کو تو فائدہ دیتی ہے!...... تم اپنے گزشتہ ہم سِنوں اور ساتھیوں کی یاد کو بھلا بیٹھے ہو...... اور ان کے بعد ٹوٹے سینگ کی مانند باقی رہ گئے ہو...... دیکھو!...... کیا وہ بھی اسی طرح کے حالات میں گرفتارِ بلا ہوئے ہیں جیسے تم ہوئے ہو؟...... کیا وہ بھی ویسے ہی گڑھے میں گر پڑے ہیں جیسے گڑھے میں تم گر پڑے ہو؟؟...... یا تم نے وہ کارِ خیر یاد رکھا ہے جسے وہ بُھلا بیٹھے تھے؟؟ اور کیا تمہیں اس چیز کا علم ہو گیا ہے...... جس سے وہ جاہل ولاعلم تھے؟...... بلکہ، فرق یہ ہے کہ تم تو لوگوں کے دلوں میں جگہ اور مقام بنا کر محظوظ ہو چکے تھے...... اور انہوں نے تمہارے

سہارے عوام کو مکلف و ذمہ دار بنا دیا...... جب کہ انہوں نے (یعنی عوام نے) تمہاری رائے (اور تجویز) کی پیروی کی اور تمہارے امر اور حکم پر عمل کیا...... بہ ایں طور کہ جس چیز کو تم نے حلال جانا انہوں نے بھی اس چیز کو حلال سمجھا! اور تم نے حرام جانا تو انہوں نے بھی حرام سمجھا...... ! حالانکہ اس (کام) کی (شرائط و) اہلیت تمہارے پاس نہیں، لیکن! تمہارے پاس جو کچھ ہے اس (کے حصول) کی رغبت، ان کے علماء کے چلے جانے، تم پر اور ان پر جہالت کے غلبے، سرداری...... اور رئیس بننے کی محبت، اور تمہاری اور ان کی دنیا طلبی......، ان سب وجوہ و اسباب نے مل کے انہیں تم پر غالب کرا دیا!! کیا تمہیں نظر نہیں آ رہا؟...... کہ تم کتنی جہالت، نادانی و فریب میں مبتلا ہو اور...... لوگ کس مصیبت اور فتنے میں گرفتار ہیں؟؟ ہاں! یہ تمہیں تو ہو! جس نے انہیں بلا اور فتنے میں ڈال دیا!! کہ وہ تمہیں دیکھ کر اپنے کسب و معاش سے لاپرواہ ہو گئے، اسی لئے ان کے دل بھی اسی شوق میں مبتلا ہو گئے...... کہ جس علمی مقام پر تم پہنچ گئے ہو وہ بھی پہنچ جائیں اور وہ بھی اسے ویسے ہی حاصل کر لیں جیسے اسے تم نے حاصل کیا ہے......! لیکن وہ تمہارے توسّط سے ایسے سمندر میں جا گرے ہیں جس کی گہرائی تک رسائی ناممکن ہے اور وہ اس مصیبت و بلا میں گرفتار ہو گئے ہیں جس کی مقدار کا اندازہ نہیں ہو سکتا! اور...... اللہ ہماری اور تمہاری فریاد کو پہنچے...... صرف وہی تو ہے جس سے مدد مانگی جا سکتی ہے!...... اما بعد!...... تم جس حال میں ہو اس سے منہ پھیر لو...... تا کہ تم ان نیکوکاروں (زاہدوں) سے مل جاؤ جو اپنے پھٹے پرانے کپڑوں میں ہی دفن کر دیئے گئے (شہید ہو گئے)...... جن کے پیٹ (بھوک ریاضت اور کم خوری کے باعث) ان کی پیٹھوں سے جا ملے تھے، جن کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی آڑ یا حجاب نہیں ہے نہ دُنیاوی خوشیاں انہیں دھوکہ و فریب دے سکتی ہیں نہ وہ خود ان پر فریفتہ ہوتے ہیں! ہاں! انہوں نے اُس (اللہ تعالیٰ) کو شدّت سے چاہا...... تو جستجو کی اور (پا لیا تو......) انہوں نے (نیکوں سے) ملنے میں دیر نہیں کی!! پس اگر یہ دنیا تم جیسے شخص کو...... تمہاری عمر رسیدگی،

رسوخ علمی (علمی پختگی) اور تمہارے قبر میں پیر لٹکائے ہونے کی عمر کے باوجود،......اس حال تک پہنچا سکتی ہے تو وہ شخص جو، ابھی نوعمر، کم علم، ناپختہ رائے والا اور بے دماغ ہے..........(ان دنیاوی مسرتوں کے فریب سے) کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟!......انا للہ و انا الیہ راجعون! تو آخر ......! کس قسم کے شخص سے پناہ حاصل کی جائے؟ اور کسے الزام دیا جائے؟ ہم تو، اپنے صدمات، پریشانیوں......اور تمہارا حال دیکھ کر سب اللہ تعالیٰ ہی سے شکوہ وشکایت کرتے ہیں! اور تمہاری جانب سے جو مصیبتیں ہم پر پڑیں ان کا حساب کتاب اللہ تعالیٰ پر چھوڑتے ہیں! اور......خوب غور کرو کہ تمہارا شکر وسپاس اس ہستی کے لئے کس پائے کا ہے؟ جس نے تمہیں بچپن اور بڑھاپے ......دونوں میں اپنی نعمتوں کے وسیلے تمہیں (جسمانی وروحانی) غذا وخوراک بہم پہنچائی!! اور ......تمہارے دل میں اس کی عظمت کس درجے کی ہے؟ جس نے تمہیں دین اسلام کے ذریعے، دنیا کے لوگوں میں خوبصورتی و نیک نامی عطا کی! اور......تم اس لباسِ (تقویٰ وزہد) کی، جس لباس کے ذریعے (اللہ نے) تمہیں ڈھانپا اور چھپایا ہے......کیسی حفاظت کرتے ہو؟؟ اور...... تمہارا اس ہستی سے قُرب ونزدیکی یا دوری وبعد کتنا ہے؟ جس نے تمہیں اس سے قریب رہنے اور فروتنی کا حکم دیا ہے؟......تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم اونگھنے اور غفلت کی نیند سے بیدار کیوں نہیں ہوتے؟ اور اپنی لغزش کی معافی کیوں نہیں مانگتے؟ (اور اپنی اصلاح کیوں نہیں کرتے؟) پس تمہیں کہہ دینا چاہئے: خدا کی قسم!......تمام عمر، زندگی میں ایک بار پھر ایسا نہیں ہوا کہ میں نے رضائے الٰہی کی خاطر، اللہ تعالیٰ کے دین کو زندہ (یا اس کا احیاء) کیا ہو! اور اس کے (دین میں) باطل کی موت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہوں! (اگر ایسا کر پائے ......تو) پس یہی تمہارا اس ہستی کا شکر قرار پائے گا......جس نے تمہاری حفاظت کا بوجھ برداشت کیا ہوا ہے! مجھے بڑا خوف ہے، کہ تمہارا شمار ان لوگوں میں ہوگا، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے

"اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَ اتَّبَعُو االشَّھَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقُوْنَ غَیًا (سورہ مریم نمبر۱۹ آیت نمبر۵۹)

جنھوں نے نمازیں کھوئیں اور نفسانی خواہشوں کے چیلے بن بیٹھے عنقریب ہی یہ لوگ (اپنی) گمراہی (کے خمیازے) سے جاملیں گے......!!

اس نے اپنی کتاب تمہاری دسترس میں دی اور اس کا علم تمہارے سپرد کیا.. ...مگر تم نے تو دونوں کو ہی تباہ اور ضائع کر دیا! ......ہم تو اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد و تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ان چیزوں سے محفوظ رکھا......جن میں اس نے تمہیں مبتلا و گرفتار کیا ......!!

والسلام!

اخلاقیات وحکمت کے بارے میں
امام زین العابدینؑ کا مختصر کلام!

۱۔ امام نے فرمایا: قضا(ئے الٰہی) کی ناپسندیدہ چیزوں پر راضی رہنا، ''یقین'' کے درجات میں سے سب سے زیادہ بلند درجہ ہے!

۲۔ جسے اپنے نفس کی (کرامت و) بزرگی کا خیال ہوتا ہے دنیا اس کی نظر میں ذلیل وخوار ہو جاتی ہے!

۳۔ آپؑ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ قدر و قیمت والا کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ شخص کہ جس کی نظر میں دنیا اپنے لئے، بے قیمت ہو!

۴۔ آپؑ کی خدمت میں حاضر کسی شخص نے کہا کہ...... ''بارالٰہا! مجھے اپنی مخلوق سے بے نیاز کر دے''! تو آپؑ نے فوراً فرمایا: ایسا نہیں ہے، اس لئے کہ لوگ تو ایک دوسرے کے ضرورتمند ہوتے ہی ہیں!...... بلکہ...... تم یوں کہو! بارالہا! مجھے اپنی مخلوق میں سے بدترین لوگوں سے بے نیاز کر دے!

۵۔ امامؑ نے فرمایا: جو شخص اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی (جاری کردہ) تقسیم پر قانع ہو وہ تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ غنی و بے نیاز شخص ہے!

۶۔ تقویٰ کے ساتھ عمل، تھوڑا نہیں ہوتا تو جو (عمل) اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جائے وہ کیسے...... تھوڑا ہو سکتا ہے؟!

۷۔ سنجیدگی یا مذاق میں بھی جھوٹ سے بچو، وہ چھوٹا سا ہو یا بڑا! اس لئے کہ جب کوئی شخص

چھوٹا جھوٹ بولے گا تو بڑے جھوٹ کی جرأت بھی کرے گا!

۸۔ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی اتنی مدد ہی کافی ہے کہ تم اپنے دشمن کو (تمہارے) اپنے بارے میں نافرمانیاں کرتے دیکھا کرو!

۹۔ انسان کا اپنے آپ کو عیبوں سے بچالینا ہی مکمل خیر اور اچھائی ہے!

۱۰۔ آپؑ نے اپنے بیٹوں میں سے کسی سے فرمایا:

"اے میرے پیارے بیٹے! اللہ نے مجھے تمہارے لئے پسند کیا، تمہیں میرے لئے نہیں (پسند کیا)! اس لئے اس نے تمہیں میرے ذریعے وصیت وسفارش کی، تمہارے ذریعے مجھے وصیت وسفارش نہیں کی ...... اس لئے تمہیں اپنے باپ سے نیکی کرنا چاہیئے خواہ وہ کسی چھوٹے سے تحفے کے ذریعے ہی ہو!

۱۱۔ ایک شخص نے امام سے دریافت کیا کہ: "زہد" کیا ہے؟ تو امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ: "زہد" کے دس حصے ہیں...... پس "زہد" کا بلند ترین درجہ "ورع" و پارسائی کے کمترین درجوں میں سے ہے اور "ورع" و پارسائی کا اعلیٰ ترین درجہ "یقین" کے سب سے نچلے درجوں میں سے ہے! اور "یقین کا سب سے بلند اور اونچا درجہ "رضاء و خوشنودی" خدا کے پست ترین درجوں میں سے ہے......! اور "زہد" کا ذکر اللہ کی کتاب کی ایک آیت میں اس طرح سے ہے!

"لِکَیۡ لَا تَاۡسَوۡا عَلٰی مَا فَاتَکُمۡ وَلَا تَفۡرَحُوۡا بِمَاۤ اٰتٰکُمۡ......ہ (سورہ حدید نمبر ۵۷ آیت نمبر ۲۳) تا کہ جب کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو تم اس کا رنج نہ کیا کرو اور جب کوئی چیز (نعمت) خدا کو دے تو اس پر اترایا نہ کرو......!!!!

۱۲۔ لوگوں کے پاس کسی ضرورت سے جانا ...... زندگی کے لئے ذلت کا سامان، حیا کے جاتے رہنے کا سبب اور وقار میں کمی کا باعث ہے اور یہ کھلا اور آشکار افقر ہے!...... اور لوگوں کے

پاس ضرورت کے لئے کم جانا واقعی اور موجود دولت ہے!

۱۳۔ یقیناً تم لوگوں میں سے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین شخص وہ ہے جو تم میں سب سے اچھے کردار کا مالک ہو...... اور اللہ کے نزدیک یقیناً تم میں سے سب سے زیادہ عظمت والا عملی طور پر وہ ہے جو تم میں سے، اس چیز کی چاہت میں سب سے عظیم تر ہو...... جو اللہ کے پاس ہے! اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یقیناً تم میں، عذاب الٰہی سے نجات یافتہ ترین شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا شدید ترین خوف رکھتا ہو......! اور بالیقیں، تم میں سے اللہ سے قریب ترین شخص وہ ہے جس کا اخلاق تم میں وسیع ترین ہو! اور یقیناً تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ ترین شخص وہ ہے جو تم میں سے......... سب سے زیادہ اپنے اہل وعیال کو نعمتوں سے نوازا کرتا ہو......!...... اور تم میں سے سب سے زیادہ کرامت و بزرگی والا شخص وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی خاطر پرہیزگار و تقویٰ شعار ہو!

۱۴۔ آپ نے اپنے بیٹوں میں سے کسی سے ارشاد فرمایا کہ...... اے میرے فرزند! پانچ (قسم کے) لوگوں کو نظر میں رکھو......! پس، نہ ان کی صحبت اختیار کرو، نہ ان سے بات چیت کرو!! تو اس بیٹے نے آپ سے پوچھا: ابا جان وہ کون لوگ ہیں؟؟ تو آپؑ نے فرمایا:

''کذاب'' (عادی جھوٹے) کی صحبت سے بچو اس لئے کہ وہ سَراب کی مانند ہوتا ہے ......وہ تمہیں دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کر دکھاتا ہے!

اور ''فاسق'' (بدکار) کے ساتھ نشست و برخاست سے بچ کر رہو وہ ایک لقمے یا اس سے بھی کم تر چیز کی خاطر تمہیں بیچ کھائے گا......!

اور ''بخیل'' کی مصاحبت سے بچ کر رہنا کہ وہ تمہارا ساتھ، اپنے مال کی وجہ سے...... اس موقع پر چھوڑ دے گا جب تمہیں اس مال کی شدید ضرورت ہوگی!

اور ''احمق'' کی صحبت سے بچنا! کہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا...... مگر نقصان

پہنچا بیٹھے گا!!......

اور ''قاطعِ رحم'' (رشتہ داری کے تعلق کو توڑ دینے والے) سے بچ کر رہنا کہ میں نے کتاب خدا میں......اسے ملعون (جس پر لعنت بھیج دی گئی ہو) پایا ہے!!

۱۵۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کے دین کا کمال اور اس کی شناخت اور پہچان اس کا بے فائدہ وغیر ضروری باتوں کو چھوڑ دینا، لڑائی جھگڑے میں کم پڑنا، اس کی بردباری، اس کا صبر اور اس کی خوش اخلاقی ہے......!!

۱۶۔ آپؑ نے فرمایا: اے آدمؑ کے بیٹے! تم اس وقت تک زندگی خیریت سے بسر کرو گے، تاوقتیکہ تمہارا نفس تمہارا واعظ، تمہارا احتساب خود تمہارے قصد وارادے کے ذریعے، خوف خدا تمہاری پوشاک اور شعار اور پرہیز تمہارا اندرونی لباس رہے گا!!

اے آدم کے بیٹے! تم یقیناً مر جاؤ گے پھر تمہیں (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھا دیا......اور خدائے جلیل وعزیز کے سامنے کھڑا کر دیا جائیگا اس لئے تم......اُسے پیش کرنے کے لئے جواب تیار رکھو!

۱۷۔ آپؑ نے فرمایا کسی ''قریشی وعربی'' کے لئے کوئی فخر کی بات......تواضع کے سوا، بزرگی وکرامت، پرہیزگاری وتقویٰ کے سوا، کوئی عمل نیک نیت وارادے کے بغیر اور کوئی عبادت (متعلقہ مسائل فقہیہ کی) فہم کے بغیر (ممکن وشایاں) نہیں ہے!! آگاہ رہو! کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک، لوگوں میں سب سے زیادہ......قابل نفرت وغضب، وہ شخص ہے...... جو خود کو امام کا پیرو کار تو شمار کرے مگر امام کے کردار واعمال کے مطابق پیروی نہ کرے!

۱۸۔ آپؑ نے فرمایا: مومن کی دعا کے اثرات ونتائج تین طرح کے ہوتے ہیں......

I۔ یا تو اُنہیں (دعا کرنے والے مومن کے مراتب ودرجات اُخروی میں بلندی ورفعت کی خاطر روک کر) ذخیرہ کر لیا جاتا ہے!

II۔ یا، (اس کی دعا) اسی دنیا میں مستجاب (پوری) ہو جاتی ہے!

III۔ یا......اس (کی جان و مال) سے کسی مصیبت (و بلا) کو دور کر دیا جاتا ہے جو اسے پہنچنے والی ہوتی ہے!!

۱۹۔ آپؑ نے فرمایا: ''منافق'' درحقیقت وہی ہے جو (دوسروں کو برائی سے) روکتا'' ہے خود نہیں رُکتا! جو...... (دوسروں کو نیکی کا) حکم'' دیتا ہے (مگر) خود (وہ کام) نہیں کرتا......، جب نماز کے لئے ''کھڑا'' ہوتا ہے تو ادھر اُدھر دیکھتا رہتا ہے، جب ''رکوع'' کرتا ہے تو (مینڈھے) بھیڑ کی مانند بیٹھا جاتا ہے، جب ''سجدہ'' کرتا ہے تو (کوے کی طرح) ٹھونگے مارتا ہے، ''شام'' آتی ہے تو (بھوک کے مارے) رات کے کھانے کی فکر پڑ جاتی ہے جب کہ اس نے دن بھر روزہ بھی نہیں رکھا ہوتا......! اور ''صبح'' کے وقت بغیر کسی رَتجگے اور شب بیداری کے ہی......اسے نیند کی فکر پڑ جاتی ہے!......اور......''مومن'' وہ ہے جو اپنے عمل و کردار کو علم و بردباری سے مخلوط کر دے!! وہ بیٹھتا ہے تو......علم سیکھنے کی خاطر......اور......خاموش رہا کرتا ہے تو اس لئے کہ وہ محفوظ و سلامت رہے!......''مومن'' ایسا شخص ہے کہ،......(جو) ''امانت'' (بطورِ راز اس کے سپرد کر دی جائے وہ اسے اپنے پکّے اور) سچے دوستوں کے سامنے بھی بیان نہیں کرتا!،......وہ ''شہادت'' (اور گواہی) کو دور کے (بے گانے اور اجنبی) لوگوں سے بھی نہیں چھپاتا!!

وہ......''حق'' کا کوئی کام ریاکارانہ انجام نہیں دیتا!! اور حیاء و شرم کی وجہ سے بھی حق پر عمل کو ترک نہیں کرتا! اگر اسے پاک و ''مقدس'' سمجھا جائے تو وہ لوگوں کی باتوں سے، جو وہ اس کے بارے میں کہتے ہیں......ڈرتا ہے! اور وہ باتیں (اور گناہ) جن کے بارے لوگ......نہیں جانتے! وہ ان کے بارے، میں......اللہ تعالیٰ سے بخشش و مغفرت کا طالب رہتا ہے اور......جو شخص اسے جانتا یا پہچانتا نہیں......اسکی جہالت و لاعلمی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتی!

۲۰۔ آپؑ نے، بیماری سے صحت یاب ہونے والے ایک شخص کو دیکھا تو فرمایا......تمہیں

گناہوں سے برأت، مبارک ہو!...... یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں یاد رکھا......! اس لئے تم بھی اسے یاد کرو اور اس نے تم سے درگزر کیا اس لئے تم اس کا شکر ادا کرو!

۲۱۔ آپ نے فرمایا: پانچ باتیں/چیزیں ایسی ہیں جن کے حصول کے لئے تم، سفر کرو اور اپنی سواریوں کو (راہ سفر میں دوڑا دوڑا کر) دُبلا بھی کر دو...... تب بھی تم ان پانچوں جیسی چیزیں حاصل نہ کر پاؤ گے......!

I۔ (اللہ کے) بندے کو اپنے گناہ کے سوا کسی چیز سے نہیں ڈرنا چاہیئے!

II۔ اس کو اپنے پروردگار کے سوا کسی اور سے اُمید نہ رکھنا چاہیئے!

III۔ کسی لاعلم و جاہل کو، جب اس سے کسی ایسی چیز کے بارے میں کوئی سوال کیا جائے جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو تو...... اسے علم حاصل کر لینے سے...... شرمانا نہیں چاہیئے!

IV۔ صبر اور ایمان کا آپس میں رشتہ ایسا ہے جیسے "سر" کا رشتہ (و تعلق) باقی بدن سے!

V۔ اور جس شخص کے پاس "صبر" نہیں تو اس کے پاس ایمان بھی نہیں ہوتا!!

۲۲۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ...... اے آدم کے بیٹے!! جو میں نے تجھے دیا...... اس پر راضی ہو جائے تو،...... تو ان لوگوں میں سے زاہد ترین شخص ہو (جائے) گا! اے آدم کے بیٹے! جو میں نے تجھ پر فرض پر کر دیا ہے...... اس کے مطابق (ہی) عمل کرلے تو...... تو لوگوں میں سب سے بڑا عبادت گزار شخص ہو (جائے) گا! اور اے آدم کے بیٹے! جو میں نے تجھ پر حرام کر دیا ہے...... اس سے پرہیز و اجتناب کرلے گا تو...... لوگوں میں پارساترین شخص (شمار) ہو (جائے) گا!!

۲۳۔ بہت سے لوگ وہ ہیں جو اپنے بارے میں لوگوں کی اچھی اچھی باتیں سُن کر...... دیوانے ہو گئے! اور...... بہت سے لوگ وہ ہیں جو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے گناہوں کی اچھی طرح) پردہ پوشی کے باعث...... دھوکہ کھا گئے! اور بہت سے لوگ وہ ہیں جن کے ساتھ (اللہ کی طرف سے) احسان، اچھے سلوک کے ذریعے (درحقیقت) ان کو آزمائش کے لئے

مہلت دی جاتی ہے!

۲۴۔ آہ! کتنی شرمناک بات ہے اس کے لئے ...... جس کی ''اکائیاں'' ...... ''دہائیوں'' پر غالب آجائیں! (نوٹ: اس حکیمانہ قول کا مطلب یہ ہے کہ برائی، کا بدلہ ایک کے بدلے ایک اور اچھائی کا بدلہ ایک کے بدلے دس گنا ملتا ہے! اس لئے برائی کو ''اکائی'' اور نیکی کو ''دہائی'' سے تشبیہ دی گئی ہے!)

نوٹ: قول نمبر ۲۴ حسب ذیل آیت قرآن سے مستفاد ہے......!

مَن جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

(اس کی رحمت تو دیکھو) جو شخص نیکی کرے گا تو اس کو اس کا دس گنا ثواب عطا کیا جائے گا! کا اور جو شخص بدی کرے گا تو اس کی سزا بس اتنی ہی دی جائے گی...... اور وہ لوگ (کسی طرح) ستائے نہ جائیں گے!! (سورہ الانعام نمبر ۶ آیت نمبر ۱۶۰)

۲۵۔ یقیناً دنیا پیٹھ پھیر کر کوچ کر چکی ہے اور آخرت کا سفر سامنے ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے چند بیٹے ہیں، پس تم آخرت کے بیٹوں کے ساتھ ہو جاؤ...... اور تم دنیا کے بیٹوں کے ساتھ مت ہونا...... پس...... تم زاہدوں کے ساتھ ہونا، جو دنیا کی طرف جھکاؤ اور میلان نہیں رکھتے...... بلکہ آخرت کی رغبت و اشتیاق رکھتے ہیں! اس لئے کہ...... حقیقت یہی ہے کہ انہوں نے اللہ کی زمین کو فرش و قالین، خاک کو بستر، مٹی کے ڈھیلے کو تکیہ اور پانی کو عطر و خوشبو سمجھ لیا ہے اور دنیاوی زندگی کی بھرپور مذمت اور برائی کرتے ہیں!!

تم یہ بات جان لو کہ...... جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ نیکیوں کی جانب جلدی بڑھتا اور خواہشاتِ نفسانی کو بھول جاتا ہے اور آتش دوزخ سے ڈرتا ہے! وہ اپنے گناہوں سے توبہ کی خاطر...... اللہ کی طرف تیزی سے بڑھتا اور حرام چیزوں سے (منہ پھیر کر) لوٹ جاتا ہے

!!جو، دنیا سے زہد و بے رُخی بَرتے گا اسے دنیا کے مصائب اور دشواریاں ہلکی لگیں گی......اور وہ ان دشواریوں سے کراہت و بے زاری محسوس نہیں کرتا!......اور...... یقیناً اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے دل آخرت اور اس کے ثواب و انعام (کی کھونٹی) سے آویزاں ہیں......وہ اس شخص کی طرح ہیں جس نے اہل بہشت کو ہمیشہ نعمتہائے جاودانی سے سَرفراز اور دوزخ والوں کو جہنم کی آگ میں مبتلائے عذاب دیکھ لیا ہو!......پس یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں لوگ شر، تکلیف اور مصیبت سے محفوظ رہتے ہیں...... یہ اس لئے کہ......ان کے قلب و ذہن لوگوں سے ہٹ کر خوف خدا سے لبریز رہتے ہیں، ان کی آنکھیں حرام کی طرف دیکھنے سے پرہیز کی خاطر بند رہتی ہیں......اور یہ حضرات، لوگوں سے ہٹ کر خوف خدا سے لبریز رہتے ہیں، ان کی آنکھیں حرام کی طرف دیکھنے سے پرہیز کی خاطر بند رہتی ہیں......اور یہ حضرات، لوگوں کے بہت کم ہی......محتاج وضرورتمند ہوتے ہیں......انہوں نے اللہ تعالیٰ سے معاش کے سلسلے میں......بس فقط زندہ رہنے کے لائق کھانا قبول کیا ہے، اسی لئے انہوں نے دنیا کے چھوٹے دنوں پر، روز قیامت کی طویل حسرت وافسوس سے بچنے کی خاطر......صبر کرلیا ہے!!

۲۶۔ آپؑ سے کسی شخص نے عرض کیا کہ: میں اللہ کی خاطر آپ سے شدید محبت کرتا ہوں! تو آپ نے سر کو جھکا لیا......پھر کچھ دیر بعد کہا: بارالٰہا! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیری خاطر چاہا جاؤں دراں حالیکہ تو مجھ سے ناراض ہو! پھر چند لمحوں بعد......آپ نے اس شخص سے ارشاد فرمایا ہے کہ میں بھی اسی (اللہ) کی خاطر تجھ سے محبت کرتا ہوں جس کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے!!

۲۷۔ آپؑ نے فرمایا: یقیناً، اللہ تعالیٰ کنجوس، پیچھے پڑ جانے والے (سائل) فقیر سے بے زار و ناراض ہوتا ہے!

۲۸۔ فرمایا: بہت سے فریب خوردہ سر پھرے لوگ کھیل کود، ہنسی مذاق اور کھانے پینے میں

لگے رہتے ہیں......اور اس بات سے غافل ہیں کہ...... یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی انہیں گھیر کر کہیں جہنم کی آگ میں نہ پہنچادے!!

۱۹۔ آپؑ نے فرمایا کہ: بے شک یہ باتیں مومن کے اخلاق میں سے ہیں:......

الف: یہ کہ ہاتھ تنگ ہو تو اس کے مطابق اور کھلا ہو تو اس کے وسعت و فراخی کے مطابق خرچ کرنا ......!!

ب: اپنی جانب سے (اخراجات میں) لوگوں سے انصاف کرنا......اور......

ج: اور ان کو سلام کرنے میں پہل کرنا...... ہیں!

۳۰۔ تین چیزیں مومن کی نجات دہندہ ہیں!!

الف:۔ اپنی زبان کو لوگوں (کے بارے میں فضول گوئی) اور ان کی غیبت سے روکے رکھنا ......!

ب:۔ اپنے آپ کو ان کاموں میں مشغول و مصروف رکھنا جو اپنی آخرت اور دنیا کے لئے سودمند و فائدہ رساں ہوں......!

ج:۔ اور اپنے گناہوں پر طولانی گریہ و بکا!!

۳۱۔ مومن کا اپنے مومن بھائی کو پکی اور سچی محبت کی نظر سے دیکھنا، عبادت ہے!

۳۲۔ جس شخص میں تین صفات ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا......اور روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا اور اسے بڑے دن (قیامت) کے خوف و ہراس سے امان میں رکھے گا!

o وہ شخص جو اپنی طرف سے کسی کو وہ چیز عطا کرے جس کا وہ اپنے لئے طلبگار ہو!

o وہ شخص جو ہاتھ یا پیر اس وقت تک آگے نہ بڑھائے یا کوئی قدم اس وقت تک نہ اٹھائے کہ جب تک اسے اس بات کا علم و یقین نہ ہو جائے کہ اس کا یہ اقدام اطاعت خدا (کی

راہ)، میں ہے یا..... معصیت الٰہی میں!

○ اور کوئی شخص اپنے بھائی پر کوئی عیب نہ لگائے..... تاوقتیکہ وہ خود اس عیب سے چھٹکارا نہ پالے!

○ اور کسی شخص کے لئے یہ (مصروفیت) ہی کافی ہے کہ وہ لوگوں کے عیبوں (کی جستجو اور تلاش) سے ہٹ کر اپنے نفس (کے عیوب اور خامیوں کی اصلاح) میں مشغول و مصروف رہے!!

۴۳۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معرفت خدا کے بعد سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ترین شے، پیٹ اور شرمگاہ کی عفّت و پاکدامنی ہے..... اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ پسندیدہ و محبوب تر نہیں کہ (ہر شے کو) اسی سے مانگا جائے!!

۴۴۔ آپؑ نے اپنے فرزندِ ارجمند امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا کہ..... کوئی بھی، تم سے خیر کا طالب ہو..... تم تو کار خیر انجام دے دو.....! اگر وہ شخص اس خیر اور اچھائی کا مستحق اور اہل ہے، تو تم نے تو، کار خیر بجا طور پر انجام دے ہی دیا.....! اور اگر وہ اس خیر کا اہل نہیں..... تب بھی تم تو (اہل) ہو.....! اور اگر کوئی شخص تمہیں تمہاری دائیں جانب سے گالی دے بیٹھے..... اور کچھ دیر بعد وہ (احساس ندامت کے زیر اثر تبدیل ہو جائے اور) تمہاری بائیں جانب کا رخ کرے اور تم سے معذرت کرے تو تم اس کی معذرت کو قبول کرلو (اور اسے معاف کر دو)!

۴۵۔ ''صالحین'' کے ساتھ نشست و مجلس..... نیکی و صلاح کی دعوت دیتی ہے، ''علماء'' کے آداب سیکھنا..... ان سے تربیت حاصل کرنا عقل میں اضافے کا باعث ہیں اور.........

پیشوایانِ امر الٰہی (ائمہ معصومینؑ) کی اطاعت و فرماں برداری موجب کمال عزّت، (اجتماعی مفاد کی خاطر) مال کی سرمایہ کاری کا عمل..... کمال مردانگی (کی نشانی) ہے! اور مشورہ مانگنے والے کی درست راہ نمائی..... درحقیقت نعمتِ (خداوندی یعنی عقل) کے حق کو..... ادا کرنا ہے! اور (مردم آزاری یا) لوگوں کو اذیت رسانی سے باز رہنا..... کمالِ عقل کی نشانی ہے! اور اس میں

دنیاوآخرت، دونوں میں بدن کے لئے راحت وآسائش (کا سامان موجود) ہے!

۳۶۔ امام علی ابن الحسین زین العابدینؑ جب یہ آیت قرانی پڑھتے ......"وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (سورہ ابراہیم نمبر۱۴ آیت نمبر۳۴)......اوراگر خدا کی نعمتوں کی شمار کرنا ہوتو تم گن نہیں سکتے ہو!!......

......تو فرمایا کرتے کہ......!"پاک ومنزہ ہے وہ ذات کہ...... "نعمت شناسی" کوکسی کا نصیب قرار نہیں دیا، مگر بس یہی سمجھتے ہوئے کہ......معرفت میں کوتاہی تو ہوگی!، بالکل ویسے ہی خداشناسی کو کسی کے علم سے زیادہ اس کا نصیب قرار نہیں دیا......مگر بس یہی سمجھتے ہوئے کہ قوتِ ادراک وفہم ......خدا (کی ذات) کا ادراک نہیں کرسکتی......!اس لئے، (خدائے) عزیز وجلیل نے عارفوں کی تھوڑی سے معرفت کا، ان کی معرفت میں کوتاہی کے باوجود......انہیں اچھا بدلہ دیا......!اور ان عُرفاء کی معرفتِ خداوندی میں کمی وکوتاہی کوبھی بہ عُنوانِ شکر وسپاس قبول کرلیا! جیسا کہ اس نے علماء کے علم کو، یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اس (کی ذات) کا (مکمل اور کماحقہ) ادراک نہیں کرسکتے (اس نے اس تھوڑے سے علم کو ہی) ایمان قرار دے دیا!!اور حقیقت یہ ہے کہ......خدا کو بندوں کی وسعتِ فہم ودماغ کی مقدار (اور پیمانے) کے بارے میں اچھی طرح معلوم تھا کہ ......وہ اس حد سے آگے نہیں جاسکتے!

۳۷۔ آپؑ نے فرمایا کہ......پاک ومنزہ ہے وہ ذات کہ جس نے نعمت کے اعتراف و اقرار کو ہی......اپنی حمد وسپاس قرار دیدیا......!

اور پاک ومنزہ ہے وہ ہستی کہ جس نے شکر کی ادائیگی سے عاجز ہونے کے اقرار واعتراف کوبھی ......"شکر" ہی شمار کیا......!!

❀❀❀❀❀

کلام و روایاتِ

حضرتِ امام محمد باقر علیہ السلام

کلام وروایاتِ امام محمد باقر علیہ اسلام

(آپ کا وہ طویل کلام جو اخلاق وحکمت کے موضوع پر مشتمل ہے)

جابر ابن یزید جُعفی کو، امام محمد باقر علیہ السلام کی نصیحت وو عظ!

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے اُن (جابر) سے فرمایا!......

اے جابر! اپنے ہم عصروں سے پانچ طرح کے رویوں اور سلوک کو غنیمت سمجھنا!

۱۔تمہارے، مجمع میں موجود ہونے کے باوجود......تمہیں نہ پہچانیں!

۲۔تم غیر حاضر ہوتو، تمہاری غیر موجودگی کو محسوس بھی نہ کریں!

۳تم (ان کے درمیان اپنی تمام تر ذہنی صلاحیتوں کے ساتھ) موجود ہو۔تب بھی تم سے مشورہ نہ کیا جائے!

۴۔اور (اگر تم خود سے پیش بندی کے طور پر کچھ) کہہ بھی دوتو تمہاری بات نہ مانی جائے!

۵۔اور اگر تم رشتہ بھیجوتو تمہاری شادی نہ ہو پائے! اور میں تمہیں پانچ باتوں کی نصیحت کرتا ہوں ......

۱۔اگر تم پرظلم کیا جائے تب بھی تم ظلم نہ کرو!

۲۔اگر وہ تم سے خیانت کریں تب بھی تم اُن کا جواب خیانت سے نہ دو!

۳۔اگر تمہیں جھٹلایا بھی جائے تب بھی غصہ نہ کرو!

۴۔اگر تمہاری تعریف کی جائے تو......خوش مت ہو!

۵۔اور (اگر تمہاری مذمت اور) برائی کی جائے تو...... بے صبرے پن (اور بے قراری) کا مظاہرہ نہ کرو!!

اور...... جو کچھ (لوگوں کی جانب سے) تمہارے بارے میں کہا گیا ہے اُس کے

بارے میں غور وفکر کرو......سو، اگر تم اپنے آپ کو لوگوں کی رائے کے مطابق وموافق پاؤ تو اگر غور وفکر کے نتیجے میں، حقیقت جان کر تمہیں غصہ آجائے تو اِس مرحلے پر لوگوں کی نظروں سے گر جانے کے خوف اور ڈر کے مقابلے میں ......تمہارا خدائے جلیل وعزیز کی نظروں سے گر جانا ......یقیناً عظیم ترین مصیبت وآفت ہے!!

اور اگر (اپنے بارے میں مشاہدے اور غور وفکر کے نتیجے میں) تم اپنے آپ کو لوگوں (کی رائے اور اُن کے پروپیگنڈے) کے برخلاف پاؤ......تو یہ تو (مفت کا) وہ ثواب ہے جو تم نے اپنے بدن کو زحمت دیئے بغیر ہی کمالیا......!

اور...خوب اچھی طرح جان لو کہ تم ہمارے دوست اُس وقت تک نہیں ہو سکتے کہ تمہارے شہر والے تمہارے بارے میں اجتماعی طور پر کہیں کہ تم برے آدمی ہو اور اُن کا یہ کہنا تمہیں رنج نہ پہنچا سکے اور اگر وہ کہیں کہ تم مردِ صالح ہو اور اُن کا یہ کہنا تمہیں مسرور اور خوش نہ کرے !!......بجائے اِس کے، تم اپنے آپ کو کتاب خدا کے تناظر میں دیکھو، اگر تمہیں نظر آئے کہ تم قرآن کی راہ کے سالک وراہرو ہو اور جن کاموں سے وہ (قران) روکتا ہے تم باز رہتے ہو جن چیزوں کی وہ رغبت دلاتا ہے تم اُنہیں کے راغب ومشتاق ہو۔ جن (امور) سے وہ ڈراتا ہے تم ڈرتے ہو......(سو......اگر تمہیں ایسا ہی نظر آئے)

تو پھر ثابت قدم رہو......تمہیں خوشخبری ہو کہ......تمہارے بارے میں، لوگوں کی باتیں (جو انہوں نے تمہاری مذمت اور برائی میں کی ہیں) تمہیں ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتیں !......اور اگر (تمہیں نظر آئے کہ) تم قران سے الگ اور جُدا ہو......تو پھر تمہیں اپنے آپ پر کس چیز کا غرّہ یا فخر ہے؟؟ درحقیقت......،،مومن،، تو ہے ہی وہ......جو اپنے نفس کے (خلاف) جہاد میں لگا رہتا ہے تا کہ......اس کے ذریعے وہ اپنے نفس کو مغلوب (اور قابو میں) کر لے ......!......تو کبھی تو، وہ اللہ کی محبت میں، اس (نفس) کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیتا اور اُس کی

مخالفت کرتا ہے!!!اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اُس کا،، نفس،، اُسے پچھاڑ دیتا ہے.....تو وہ اپنی خواہشِ نفسانی کی پیروی کرنے لگتا ہے.....تو.....(اگر وہ پھسل جائے تو) پھر اللہ تعالیٰ اُسے اٹھا کر کھڑا کر دیتا ہے.....تو وہ فوراً ہی، چُست ہو کر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے!اور اللہ تعالیٰ اُس کی لغزش سے درگزر کر دیتا ہے اور یوں وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاتا ہے، اور وہ توبہ اور خوفِ خدا کی جانب رُخ کر لیتا ہے.....اور یوں، خوفِ خدا کے بڑھ جانے کے باعث اُس کی بصیرت و معرفت میں اضافہ ہو جاتا ہے.....اور ایسا.....اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ

(سورۂ اعراف ۷ آیت نمبر ۲۰۱)

بے شک جو لوگ پرہیزگار ہیں جب کبھی انہیں شیطان کا خیال چھو بھی گیا تو چونک پڑتے ہیں پھر فوراً اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

!!اے جابر! اللہ کی جانب سے اپنے تھوڑے رزق کو بھی زیادہ سمجھو تا کہ تم، اپنے نفس کو (ناشکری سے) شکر کی طرف منتقل کر سکو.....اور تم اپنی طرف سے (کی گئی) اللہ کی اطاعت کو تھوڑا ہی سمجھو.....تا کہ تم اُس کو خوار و معتوب رکھ سکو.....اور خود کو معافی کے لائق بنا سکو اور اپنی طرف آنے والے شر کو اپنے پاس موجود علم کے ذریعے دور کر دو.....اور اپنے پاس موجود علم کو عمل و کردار کو خالص کرنے کے لئے کام میں لاؤ!اور اپنے پاس موجود علم سے خالص عمل و کردار کے ذریعے کام لو اور اپنے خالص عمل کے دوران شدید ہوشمندی و بیداری سے کام لو اور اپنے آپ کو عظیم غفلت و خود فراموشی سے بچاؤ.....!.....اور اس شدید ہوشمندی و بیداری کو سچے خوفِ (خدا) کے ذریعے حاصل کرو!.....اور اِس دنیاوی زندگی کی بجلی کی سی چمک والی زیب و زینت سے دور ہی رہو اور عقل کی رہنمائی کا سہارا لے کر.....خواہشات و میلاناتِ نفسانی کی اٹکل پچو سودے بازی سے بچ کر رہو.....اور اپنی دلی خواہشوں کے ہجوم اور غلبے کے وقت، علم کے ذریعے

ہدایت چاہتے ہوئے ...... رُک کر کھڑے ہو جاؤ اور ،، بد لے ،، اور جزا کے دن کے لئے ...... خالص اعمال کو باقی رکھو! ...... اور ...... حرص و آز سے دور رہتے ہوئے قناعت کے آنگن میں ،آ ٹھہرو ...... ! ...... اور قناعت کو اختیار کر کے ...... حرص و ہوس کو دور کر دو! ...... اور زہد و پارسائی کی لذت و شیرینی کو، امید و آرزو کی کوتاہی کے سہارے حاصل کرو اور لوگوں سے نا امیدی کی برف کے سہارے، لالچ کی گرمی کی مدّت کاٹ لو! ...... اور خود پسندی کا راستہ، خود شناسی کے ذریعے، مسدود کر دو اور اپنے کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے، راحت و آسودگی حاصل کر لو ...... اور بدن کی راحت، دل کی آسودگی و سکون میں تلاش کرو! اور دل کی آسودگی تک، قلتِ خطا و شبہات کے ذریعے پہنچو! اور اللہ تعالیٰ کو تنہائیوں میں زیادہ سے زیادہ یاد کر کے نرم دلی و رقت قلب کے درپے ہو جاؤ! اور مسلسل رنج و غم کے وسیلے دل کا نور حاصل کرو اور حقیقی خوف کے ذریعے ابلیس سے دوری اختیار کرو ...... ! اور بے جا امید اور آرزوؤں سے خاص طور پر بچ کر رہنا اس لئے کہ یہ تمہیں سچ مُچ کے خوف کا شکار کر دیں گی! اور اپنے آپ کو سچے اعمال (کے زیور) کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خاطر آراستہ کرو اور آخرت کی جانب، جلد منتقلی (کی خواہش) کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت اور پیار کا اظہار کرو ...... اور نیک کام کرنے میں ٹال مٹول سے بچو ...... یہ وہ سمندر ہے جس میں ہلاک ہو جانے والے ...... ڈوب جاتے ہیں! ...... اور غفلت ولا پرواہی سے بچو کہ اِس میں سنگدلی ہوتی ہے! اور جہاں (سُستی کے لئے) کوئی جائز عذر نہ ہو وہاں سُستی کرنے سے بچو ...... ! ...... !! کہ اِس میں پشیمان اور نادم لوگ پناہ ڈھونڈتے ہیں ...... !! ...... جو گناہ کر گزرے ہو ...... اُن سے شدت ندامت اور استغفار کا سہارا لے کر نیکی کی جانب واپس لوٹ جاؤ اور اچھی واپسی و بازگشت کے ذریعے عفو و رحمتِ خداوندی طلب کرو ...... اور اچھی بازگشت کے لئے ...... خالص دعا اور راتوں میں مناجاتوں سے مدد حاصل کرو اور ...... عظیم شکر گزاری (کے ماحول میں آنے) کے لئے ...... قلیل رزق کو کثیر اور کثیر اطاعت کو قلیل سمجھنے کی روِش کے سہارے منتقل

ہوؤ!.....نعمتوں میں اضافے کو شکر عظیم کے ذریعے حاصل کرو.....اور نعمتوں کے زوال کے خوف کو شکر گزاری کی عظمت تک پہنچنے کے لئے، وسیلہ بناؤ.....اور لالچ کی موت کے ذریعے عزت و سرفرازی کی بقا و دوام کی جستجو کرو!!اور (لوگوں سے) ناامیدی کی عزت کو بلند ہمتی کے ذریعے فراہم کرلو.....اور اِس دنیا سے کوتاہی آرزو کے ذریعے، توشۂ سفر تیار کرو!اور ہدف (آخرت و جنت)، سے نزدیکی کے لئے ہر موقعہ سے فائدہ اٹھا کر جلدی کرو!.....اور کوئی موقعہ فرصتِ ایاّم اور صحتِ بدن سے بہتر، ممکن نہیں ہے!!.....کہیں ایسا نہ ہو کہ.....جس پر اطمینان نہ ہو ناچاہیے اُس پر بھروسہ اور اعتماد کر بیٹھو.....اس لئے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ..... برائی کی عادت بھی کھانے اور غذا کی طرح سے ایک عادت ہوتی ہے!

یادرکھو! کہ یقیناً.....کوئی علم و دانش سلامت طلبی کی مانند نہیں ہے اور نہ کوئی سلامتی، سلامتیِ دل کی مانند، نہ کوئی عقل و خِرد، خواہش نفسانی سے مخالفت کی مانند، نہ کوئی خوف (گناہ و نافرمانی سے) روک دینے والے خوف کی مانند، نہ کوئی امید (عمل نیک میں) مددگار اُمید کی مانند، نہ کوئی فقر، دل کے فقر کی مانند، نہ کوئی بے نیازی، نفس کی غناء و بے نیازی کی مانند نہ کوئی قوت و طاقت، خواہش نفسانی کے غلبے اور کامیابی کی مانند، نہ کوئی نور، نور یقین کی مانند.....نہ کوئی یقین، تمہارے.....دنیا کو حقیر اور چھوٹا سمجھنے کی طرح.....نہ کوئی معرفت، تمہاری خودشناسی ایسی !نہ کوئی نعمت، صحت و عافیت کی طرح.....نہ کوئی سلامتی، توفیق کے مدد پہنچانے جیسی.....نہ کوئی شرف، بلند ہمتی ایسا.....نہ کوئی ''زہد'' کوتاہی آرزو کے مانند..... نہ کوئی حرص، درجات و مراتب (آخرت) کے لئے مقابلہ کرنے جیسی.....نہ کوئی،، عدل،، انصاف کی مانند.....نہ کوئی ظلم و تعدّی، جور و ستم کی مانند.....نہ کوئی جور و ستم، خواہش نفسانی کی موافقت کی طرح نہ کوئی فرماں برداری، و تابعداری، ادائیگی، فرائض و واجبات کی مانند نہ کوئی خوف، حزن و اندوہ جیسا .....نہ کوئی مصیبت، بے عقلی و نادانی کی طرح.....

نہ کوئی نادانی و بے عقلی، کمی یقین کی مانند......نہ کوئی یقین کی کمی، بے خوفی جیسی......، نہ کوئی بے خوفی، نِڈر رہونے (کی بنا) پر...... بے غمی کی طرح نہ کوئی مصیبت، تمہارے...... گناہ کو ناچیز اور ہلکا سمجھنے اور اُسی حالت پر راضی رہنے کی مانند...... کہ جس حالت پر تم ہو!!......

نہ کوئی فضیلت و برتری، جہاد جیسی ......نہ کوئی جہاد، اپنے نفس سے جنگ کے ایسا ......نہ کوئی طاقت، غصہ پی لینے کی طرح نہ کوئی مصیبت و نافرمانی ہمیشہ کی زندگی اور باقی رہنے کی چاہت جیسی اور نہ کوئی ذلت رُسوائی، حرص (ھَل مِن مَّزِیدٌ) کے ایسی ہے......تم! (فرصت اور) مناسب موقعہ پر کوتاہی اور لاپرواہی سے بچو اس لئے کہ یہ اُس طرح کا ہلنا جُلنا (یا اضطراب) ہے جو (مقابلے کے دوران دوڑنے والے) کھلاڑی کو (لاحق ہو جائے تو اُسے انعام سے محرومی اور) گھاٹے/خسارے تک پہنچا دیتا ہے!!!

اور امام علیہ السلام کا یہ خطاب بھی جابر جعفی ہی کے لئے تھا!

ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام، اپنی دولت سرا سے باہر تشریف لائے تو فرما رہے تھے اے جابر! واللہ میں نے صبح اس حال میں کی کہ (ساری رات) غمگین رہا اور میرا دل بے قرار رہا!!

تو جابر کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ...... میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ کی بے قراری دل اور غم واندوہ کا ہے کے لئے تھا؟؟...... کیا اس دنیا کے لئے؟؟ تو امام نے فرمایا...... نہیں اے جابر...... مجھے تو آخرت کی فکر تھی! اے جابر! جس شخص کے دل میں ایمان کی حقیقتِ خالص دَر آئے تو وہ دنیا کی رونق اور سج دھج سے منہ پھیر لیتا ہے...... اور...... یہ دنیاوی زیبائش اور چکا چوند تو بس لہو ولعب، کھیل تفریح ہی ہے...... اور سچ تو یہ ہے کہ آخرت والے گھر کی زندگی ہی یقیناً، حقیقی و واقعی زندگی ہے!

اے جابر! یقیناً...... مومن کو دنیاوی زندگی کی جانب جھکنا چاہئے اور نہ اُس پر اعتماد واطمینان کرنا چاہئے!! اور تمہیں فرزندانِ دنیا کی حقیقت سے آگاہ رہنا چاہئے کہ یہ (فرزندانِ دنیا وہ ہیں جو اپنی ذمہ داری سے) غافل، اپنی ذات کے بارے میں (غرور و) فریب کا شکار...... اور جاہل و نادان ہیں......، اور ''آخرت کے بیٹے'' ! یقیناً وہ ہیں (جو دل سے عقیدۂ آخرت پر یقین رکھنے والے) مومن، (آخرت کی خاطر نیکیوں پر) عامل اور (دنیاوی رونق سے روگرداں) زاہد، اہل علم، اہل فقہ، مفکر و دانشور، عبرت گیر، (حقیقتِ علم کے) متلاشی اور جُویا لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر سے اکتاتے نہیں!

اے جابر!...... یہ بات جان لو کہ...... اہل تقویٰ و پرہیز گار لوگ ہی دراصل دولتمند و بے نیاز ہستیاں ہیں...... تھوڑا سا دنیاوی مال بھی انہیں بے نیاز کر دیتا ہے...... اور ان کے اخراجات ہلکے اور معمولی سے ہوتے ہیں (یہ وہ لوگ ہیں کہ) اگر تم، نیکی کا کام بھول جاؤ گے تو وہ تمہیں یاد دلا دیں گے...... اور اگر...... تم نیک کام انجام دو گے تو...... وہ اُس میں تمہاری مدد

واعانت کریں گے...... وہ اپنی شہوات ولذّ ات کو (ہٹا کر) اپنے پیچھے کر دیں گے......اور اپنے پروردگار کی اطاعت گزاری کو آگے بڑھا کر اپنے سامنے کر لیں گے......اور وہ خیر کے لئے ، چشم براہ رہیں گے اور دوستداران خدا کی ولایت، نظر میں رکھیں گے!

پس! وہ اُن سے محبت کریں گے اور اُن کی ولایت (وحکومت کو دل وجان سے) قبول کر لیں گے اور ان کی پیروی واتباع کریں گے!! تو ، (اے جابرؔ !) تم اس دنیا میں اس طرح رہو، جیسے تم کسی گھر میں کچھ دیر ٹھہرے......پھر وہاں سے (اگلی منزل کے لئے) روانہ ہو گئے !...... یا (اس دنیا سے) اُس مال کی طرح (استفادہ کرو) جس مال سے تم نے عالم خواب میں فائدہ اٹھا یا اور تم خوش ہوئے......پھر جب کچھ دیر بعد تم اپنی نیند سے بیدار ہوئے......تو تمہارے ہاتھ میں کچھ بھی نہ تھا اور میں نے تمہیں یہ مثالیں اس لئے دی ہیں (تا) کہ تم (غور وفکر کے لئے) عقل استعمال کرو اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے تو مثالوں کے مطابق ہی عمل کرو!!

تو ، اے جابر!......اللہ کے دین کی جو امانت اور حکمت میں نے تمہارے سپرد کی ہے اُسے محفوظ رکھنا! اور اس (امانتِ دینِ اسلام) کے ذریعے اپنے آپ کو نصیحت دو!

اور یہ سوچو اور غور کرو کہ تمہاری زندگی میں اللہ تعالیٰ کی کیا جگہ اور مقام ہے؟......تو اللہ تعالیٰ کا جو مقام (تمہارے نزدیک) تمہاری زندگی میں ہوگا......وہی تمہاری واپسی اور بازگشت کے وقت تمہارے لئے (زرِ) ضمانت ہوگا......!

اور غور کرو......سوچو! کہ اگر......تم دنیا کو ویسا نہ پاؤ، جیسا کہ اِس کی صفات......میں نے تمہارے سامنے بیان کی ہیں......تو تم اِس دنیا سے آج ہی......اُس گھر کی جانب رُخ پھیر لو ......جو اِس لائق ہے کہ اُس کی آرزو کی جائے......!

سُو...... بسا اوقات ایسا ہوا کہ......کسی چیز کی حرص میں مبتلا شخص کو وہ چیز مل تو گئی مگر ساتھ ہی اُس (حریص) کے لئے وبال اور بدبختی کا سامان ہو گئی !......اور بعض اوقات ،

امورِ آخرت میں سے کسی امر پر ناپسندیدگی کے باوجود بھی جب اس کو وہ مقام حاصل ہوا تو ......(یہ) اُس کے لئے خوشی وسعادت کا سبب ثابت ہوا......!

تلواروں کے بارے میں

امام محمد باقر علیہ السلام کا کلام بلاغت نظام

آپ کے شیعوں میں کسی شخص نے امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کی جنگوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانچ قسم کی تلواریں دے کر مبعوث فرمایا تھا!

اُن میں سے تین تلواریں تو برہنہ ہیں اور نیام میں اُس وقت تک نہیں جائیں گی جب تک کہ جنگ ختم نہ ہو جائے اور جنگ اُس وقت تک ختم نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے اور جس روز سورج مغرب سے طلوع ہو گیا اُس دن سب لوگ امن اور چین سے ہوں گے اور جب ایسا دن ہوگا تو ''جو شخص پہلے سے ایمان نہ لایا ہوگا یا اُس نے اپنے مومن ہونے کی حالت میں کوئی نیک کام نہ کیا ہوگا۔ تو اب اس کا ایمان لانا اس کے لیے ذرا بھی مفید نہ ہوگا''۔ (سورۂ انعام نمبر۶ آیت ۱۵۸)

اور ایک تلوار کو روک لیا گیا ہے (یہ چوتھی تلوار ہے) اور ان میں سے ایک (پانچویں) شمشیر! جو نیام میں ہے اس کو ہمارے غیر کی جانب کھینچا جانا ہے اور اس کا حکم ہمیں دینا ہے! اور وہ تین تلواریں جو بے نیام رہتی ہیں! ان میں سے پہلی تلوار تو مشرکین عرب کے خلاف بے نیام رہتی ہیں اللہ عزوجل نے فرمایا:

فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ الصَّلاَةَ وَآتَوُاْ الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ

''مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کردو اور ہر گھات کی جگہ میں ان کی تاک میں بیٹھو سو اگر وہ لوگ اب بھی شرک سے باز آکر توبہ کرلیں (یعنی ایمان لے آئیں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں''! (سورہ توبہ نمبر۹ آیت ۱۱) ان لوگوں کو یا تو قتل کردیا جائے یا داخل اسلام کر

لیا جائے اس کے علاوہ اور کوئی صورت قابل قبول نہیں ہے! آنحضرتؐ رسول خدا کی سنت کے مطابق ان کے مال واسباب مال غنیمت اور آل اولا د اسیر اور قیدی بنالی جائے گی۔

اور یہ حقیقت ہے کہ آپؐ نے ان کو خود قیدی بنایا، معاف کیا اور ان سے فدیہ قبول کیا!!

اور ''دوسری تلوار'' ذمی کافروں کے لیے (بے نیام رہتی) ہے! اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْناً ''اور لوگوں سے اچھی طرح (نرمی سے) باتیں کیا کرو'' (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۸۳)

یہ آیت ذمی کافروں کے بارے میں نازل ہوئی کہ اس کو اللہ تعالی کے (دوسرے حکم) قول نے منسوخ کر دیا: **قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلاَ يَدِيْنُونَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ**

''اہل کتاب میں سے جو لوگ نہ تو (دل سے) خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ روزِ آخرت پر! اور نہ خدا اور اس کے رسولؐ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں اور نہ سچے دین کو ہی اختیار کرتے ہیں ان لوگوں سے لڑے جاؤ یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں!'' (سورۂ توبہ ۹ آیت ۲۹) پس ان میں سے جو لوگ اسلامی مملکت (دارالسلام) میں رہتے ہیں ان کے بارے میں ان دو صورتوں کے علاوہ ہرگز کوئی اور صورت قبول نہیں کی جا سکتی یہ کہ وہ جزیہ ادا کریں یا قتل کر دیئے جائیں اور ان کا مال مالِ غنیمت ہے اور ان کے زن بچے آل اولا د قیدی بنا لیے جائیں اور جب وہ اپنی جانوں کے بدلے جزیے کی ادائیگی قبول کر لیں گے تو ہم پر انہیں قیدی و اسیر بنانا حرام ہے اور ان کا مال ہمارے لیے محترم ہو جائے گا اور ان سے نکاح و شادی کرنا ہمارا لیے جائز وحلال ہو جائے گا!! اور ان کفار میں سے جو بھی (ملک میں ہم سے) حالت جنگ میں رہے گا تو ان کو قیدی بنانا اور ان کا مال ہمارے لیے جائز وحلال ہوگا! مگر ان

سے شادی بیاہ کرنا جائز وحلال نہ ہوگا اور ان کے بارے میں اسلام لانے ، جزیہ ادا کرنے یا قتل کیئے جانے کے سوا کوئی اور صورت قبول نہیں کی جائے گی!

اور تیسری تلوار غیر عرب (عجمی) مشرکین جیسے ''ترک''، ''دیلمی'' یا ''خزری'' ہیں ان کے خلاف (بے نیام رہتی) ہے!

اللہ تعالیٰ نے اس سورہ قرآن کی ابتدا میں جس میں اُس نے کفار کی داستان سنائی ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا ہے:

فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ''تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم انہیں زخموں سے چور کر ڈالو تو ان کی مشکیں کس لو پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا یا معاوضہ لے کر رہا کر دینا یہاں تک کہ (دشمن) لڑائی کے ہتھیار رکھ دیں'' تو اللہ تعالیٰ کے اس قول '' فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ '' کا مطلب ہے انہیں قیدی بنا لینے کے بعد اور وَإِمَّا فِدَاءً یعنی اُن (کفار) کے اور مسلمانوں کے درمیان فدیئے کا تبادلہ اور لین دین! پس پر یہ وہ کافر ہیں جن سے قتل ہو جانے یا قبول اسلام کے سوا کچھ اور قبول نہیں کیا جائے گا! اور جب تک وہ ہمارے خلاف جنگ پر آمادہ (دارالحرب میں) ہیں ان سے شادی بیاہ (کرنا) ہمارے لیے جائز وحلال نہیں ہے! اور وہ تلوار جسے (نیام میں) روکا ہوا ہے تو یہ تلوار (حکومت اسلامی کے) باغیوں اور تاویل (قرآن پر جنگ کرنے) والوں کے خلاف (اٹھائی جاتا) ہے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان دونوں کے درمیان صلح کرادو پس اگر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے پر بغاوت کی تو جو (جماعت) بغاوت کرتی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کرے!'' (سورۃ الحجرات ۴۹ آیت نمبر ۹) جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا نے فرمایا یقیناً تم میں وہ موجود ہے جو میرے بعد تاویلِ قرآن کی خاطر جنگ کرے گا جیسے میں نے تنزیل

قرآن کی خاطر جنگ کی ہے!

تو آپؑ سے سوال کیا گیا کہ وہ کون ہے آنحضرتؐ نے فرمایا وہ جو سامنے اپنے سلیپر (جوتے) کی مرمت کرتا نظر آرہا ہے (آپؐ کی مراد امیر المومنین علیہ السلام سے تھی)! اور عمار بن یاسرؓ نے کہا کہ میں (پہلے بھی) تین بار اس (کے) جھنڈے تلے آنحضور کی ہمراہی میں جنگ کر چکا ہوں اور اب (انشا اللہ تعالیٰ) ایسا چوتھی بار (ہونا) ہے!

واللہ اگر وہ ہمیں اتنا ماریں کہ دھکیلتے ہوئے "ہجر" کے نخلستان تک پہنچا دیں اس وقت بھی ہمیں یہ یقین تو حاصل ہوگا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر!

اور ان کے بارے میں (جنہوں نے امیر المومنینؑ سے جنگ کی) امیر المومنین کی روش اور طرز عمل ویسا ہی رہا جیسا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اہل مکہ کے ساتھ فتح مکہ کے موقع کے روز تھا کہ آنحضورؐ نے ان کی اولاد کو گرفتار کر کے قیدی نہیں بنایا اور آپؐ نے اعلان فرما دیا تھا کہ جس نے اپنے دروازے کو بند رکھا وہ امان میں ہے! اور جس نے ہتھیار ڈال دیئے وہ بھی امان میں ہے! اور اسی طرح امیر المومنین نے جنگ بصرہ (کی فتح) کے روز اپنے فوجیوں میں اعلان کر دیا تھا کہ ان کی آل اولاد کو قیدی نہ بنانا نہ کسی زخمی کو قتل کرنا نہ کسی منہ پھیر کر بھاگنے والے کا پیچھا کرنا اور جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند رکھے اور ہتھیار ڈال دے گا وہ امان میں ہے !اور "نیام میں رکھی تلوار" وہ ہے جو (قتل کا بدلہ لیتے وقت) قصاص کے لیے کام آتی ہے۔

خدائے عزیز وجلیل نے فرمایا ہے کہ!" أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ"

"جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ"! (سورہٴ مائدہ نمبر ۵ آیت نمبر ۴۵) تو اس تلوار کو مقتول کے ورثا قاتل پر اٹھائیں گے جبکہ (اس بارے میں) "فیصلے" کا اختیار ہمارے پاس ہے تو یہ وہ تلواریں ہیں جن کے ہمراہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور جس شخص نے ان سب یا کسی ایک تلوار کے بارے میں احکام یا اس کردار (کو جھوٹے سمجھتے

ہوئے اس) کا انکار کیا تو درحقیت اس نے ہر اُس چیز سے انکار کیا اور کفر اختیار کر لیا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمائی ۔۔۔!!

آپؑ کا ایک وعظ!

ایک روز شیعوں کا ایک گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اُنہیں نصیحت و تنبیہ کی! جبکہ وہ لوگ غفلت اور مستی میں پڑے ہوئے تھے۔ اُن کی اس حالت پر امامؑ کو غصہ آگیا! آپ کافی دیر سر کو جھکائے رہے، پھر آپ نے سر کو اُٹھایا، اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ۔۔۔ میری بات کا کوئی چھوٹا سا حصہ بھی اگر تم میں سے کسی کے دل میں جا پڑتا تو وہ (شرم سے) مر جاتا۔۔۔! ہاں! اے بے روح جسمو۔۔ اور بے چراغ پروانو! تم تو۔۔۔ گویا، دیوار کے سہارے کھڑی موٹی موٹی لکڑیاں ہو (یا پھر) ہاتھوں سے بنائے ہوئے بت ہو! (کہ تم پر کسی وعظ و نصیحت کا، کوئی اثر ہی نہیں ہوتا!!)

کیا تم پتھروں سے سونا نہیں نکالتے؟ کیا تم نور تاباں سے پرتوِ ضیا اور سمندر سے موتی حاصل نہیں کرتے؟ (جب تم یہ سب کچھ کرتے ہو تو) اچھی اور پاکیزہ بات کو، چاہے کوئی بھی کہے اور خود اُس پر عمل کرے یا نہ کرے، تم اُسے عمل میں لے لو! اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: **اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُوْلٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدٰاهُمُ اللّٰهُ وَاُوْلٰٓئِکَ هُمْ اُوْلُوا الْاَلْبَابِ** ”جو لوگ بات کو جی لگا کر سنتے ہیں اور پھر اُس میں سے اچھی بات پر عمل کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کی خدا نے ہدایت و رہنمائی فرمائی۔“ (سورہ زمر آیت ۱۸)

افسوس ہے تجھ پر! اے فریب خوردہ و مغرور شخص، تو اُس کا شکریہ کیوں ادا نہیں کرتا۔ جسے تو مٹ جانے، فنا ہو جانے والی چیزیں دیتا ہے مگر وہ تجھے (پائدار اور) باقی رہنے والی چیزیں عطا کرتا ہے۔ تیرے ایک فنا ہو جانے والے درہم کے مقابلے میں، اُس جوادِ کریم کی جانب سے تجھے دس تا سات سو گنا ثواب ملتا ہے، جو باقی رہتا ہے اور بڑھتا ہی رہتا ہے اور یہ وہ ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ تجھے......... اُس ”ایک“ فانی درہم کے بدلے میں دیتا ہے۔ وہ تجھے کھانا کھلاتا، سیراب کرتا، لباس پہناتا، تن درست رکھتا، (نقصان و ضرر سے) بچاتا اور جو شخص تجھے ڈرائے دھمکائے

تجھے اُس سے چھپا کر محفوظ رکھتا ہے۔

وہ دن رات تیری حفاظت کرتا ہے۔ وہ تجھے تیری بے چارگی و پریشاں حالی میں تیری دعا اور بات کا جواب دیتا ہے اور وہ آزمائش کے ذریعے، تیری رہنمائی کرنا چاہتا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ تم اپنی درد بھری خوفناک راتوں کو بھلا بیٹھے ہو اور یہ بھی، کہ تم نے اُسے پکارا تو اُس نے تمہیں فوراً جواب دیا اور اُس کی اس خوبصورت نیکی ہی نے تو شکرِ خدا تم پر واجب کیا۔ لیکن تم تو اُس کے بارے میں ہر اُس بات کو بھلا ہی بیٹھے ہو جسے یاد رکھنا تھا! اور اُس نے جس کے بارے میں تمہیں حکم دیا تھا، تم تو اُس کی ہی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے!!۔۔۔ افسوس ہے تم پر!! تم تو گناہوں کے چوروں میں سے بس ایک چور ہی ہو!۔۔۔ جب کوئی شہوت و گناہ (کا موقع) تمہارے سامنے آتا ہے، تو تم اُس کی طرف تیزی سے دوڑ پڑتے ہو۔۔۔! اور اپنی تمام تر جہالت و نادانی کے ساتھ گناہ کی جانب قدم بڑھاتے ہو!!۔۔۔ اور ارتکاب گناہ اس طور کرتے ہو۔۔۔ جیسے تم، اللہ کی آنکھوں کے سامنے ہو ہی نہیں یا گویا، اللہ تمہاری گھات میں ہے ہی نہیں!!۔۔۔ اے بہشت و جنت الفردوس کے متلاشی و آرزومند۔۔۔!! تمہاری نیند کتنی طویل تر ہو گئی ہے، تمہاری سواری تھک چکی اور تمہاری ہمت ضعیف و ناتواں ہو گئی ہے!

یا خدا۔۔!! تو آرزو دیکھ۔۔۔ اور آرزومند کی حالت دیکھ۔۔۔!! اور اے دوزخ سے دور بھاگنے والے! تو اپنی سواری کو، کتنی تیزی سے اُسی (دوزخ) کی جانب لئے چلا جا رہا ہے!۔۔ واہ! دوزخ میں ڈلوا دینے والے، کیا مال و اسباب تو نے فراہم کئے ہیں۔۔!!

ذرا ان قبروں کو دیکھو۔۔۔ جو گھروں کے صحنوں کے سامنے سطروں کی مانند لگتی ہیں۔۔۔ یہ لکیریں آپس میں نزدیک نزدیک ہیں اور یہ مزار تو قریب قریب ہیں لیکن میل ملاقات کے حوالے سے دور دور ہیں۔۔۔!! یہ ایسے لوگ ہیں جو آباد ہوئے پھر برباد ہوئے، ایک دوسرے سے مانوس ہونے کے باوجود وحشت و اجنبیت کا شکار ہوئے، ایک طرح سے سکون پا کر بھی

پریشان و بے قرار ہوئے! کچھ دیر کے لئے قیام کیا، پھر (محشر) کے سفر کے لئے چل پڑے!! کیا کسی نے ایسے نزدیک کے بارے میں سنا ہے جو دور ہو۔۔ اور ایسا دور جو قریب ہو! ایسا آباد جو برباد ہو۔۔۔ ایسا مانوس جو اجنبی ہو اور ایسے سکون و اطمینان کا مالک جو بے قرار ہو یا ایسا ''متوطن'' (وطن بنا کر رہنے والا) جو آمادہ سفر ہو؟؟۔۔ سوائے اہلِ قبور کے۔۔۔!!

اے دنیا کے تین قسم کے دنوں والے فرزند۔۔۔!! تیرا ایک دن وہ ہے کہ جب تو پیدا ہوا اور تیرا دوسرا دن وہ ہوگا کہ جب تو قبر میں اترے گا! اور تیرا تیسرا دن وہ ہوگا۔۔۔ جس میں تو اپنے پروردگار کے لئے (قبر سے) باہر نکل آئے گا۔۔۔ آہ! کیا (ہیبتناک اور) عظیم دن ہوگا!!

اے تعجب انگیز ہیئت و قامت والو۔۔۔! اور تالاب کنارے آرام کرنے والے اونٹو!۔۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟۔۔ کہ تمہارے جسم آباد اور دل مردہ و ویران ہیں۔۔۔!! واللہ! اگر تم دیکھ لو کہ تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے! اور تم کس کی جانب بازگشت کرنے جارہے ہو، تو، خدا کی قسم! تم کہہ اُٹھو گے....... يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلاَ نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

''اے کاش! ہم دنیا میں پھر (دوبارہ) لوٹا دیئے جاتے اور اپنے پروردگار کی آیتوں کو نہ جھٹلاتے اور ہم مومنین میں سے ہوتے''!! (سورۂ الانعام آیت نمبر ۲۷) اور اُس جلالت مآب کہنے والے نے کہا ہے۔''بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُواْ يُخْفُونَ مِن قَبْلُ وَلَوْ رُدُّواْ لَعَادُواْ لِمَا نُهُواْ عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (ان کی آرزو پوری نہ ہوگی۔۔) بلکہ جو (بے ایمان) پہلے سے چھپاتے تھے، آج (اُس کی حقیقت) اُن پر کھل گئی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اگر یہ لوگ (دنیا میں) لوٹا بھی دیئے جائیں تو بھی وہ چیز جس کی مناہی (ممانعت) کی گئی ہے اُسے۔۔ (دوبارہ بھی) کریں گے (اور ضرور کریں گے!) اور اس میں شک ہی نہیں کہ یہ لوگ (یقیناً) جھوٹے ہیں!!۔۔۔۔!! (سورۂ الانعام نمبر ۶ آیت ۲۸)

❁❁❁❁❁

امام محمد باقر علیہ السلام کا اخلاق وحکمت کے موضوع پر مختصر کلام اور اقوال زریں!

۱۔ آپؑ نے فرمایا: منافق سے تو صرف اپنی زبان کے ذریعے نرمی سے پیش آؤ اور مومن سے خالص اور کھری محبت رکھو اور اگر کوئی یہودی بھی تمہارا ہم نشین ہو تو اُس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

۲۔ اتنا اچھا آمیزہ (مرکب) کسی اور چیز کا نہیں ہوتا جتنا ''حلم'' اور ''علم'' کا ہوتا ہے!

۳۔ ''کمال'' کی معراج تو دینی اسلام کی سمجھ (فہم وفقہ)، اور اخراجات زندگی میں اعتدال و میانہ روی کا نام ہے!

۴۔ قسم بخدا متکبر شخص اللہ تعالیٰ سے اُس کی رداءِ (عظمت و کبریائی) کھینچنے لگتا ہے!

۵۔ آپ نے اُس شخص سے جو آپ کی خدمت میں حاضر تھا فرمایا: اور پوچھا کہ مروت و مردانگی کیا ہے؟ تو لوگ اپنے خیالات بتانے لگے۔ پھر آپؑ نے خود ہی بتایا کہ: (مروت و) مردانگی یہ ہے کہ لالچ نہ کرو۔ ورنہ ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے۔ اور مانگ تانگ نہ کرو اگر کرو گے تو تہی دست و محتاج ہو جاؤ گے! کنجوسی مت دکھاؤ۔ اگر دکھاؤ گے تو گالیاں کھاؤ گے.... اور جہالت و نادانی نہ کرو۔ اگر کرو گے تو دُشمنی مول لو گے۔ یہ باتیں سُن کر اُن لوگوں نے، حیرانی سے کہا! کس میں اس کام کی طاقت ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: جو آنکھ کی پتلی میں سیاہی، عطروں میں مُشک اور اپنے موجودہ خلیفہ (و بادشاہ) کی سی قدر و منزلت کے حصول کا خواہشمند ہوا!!۔

۶۔ ایک روز ایک شخص نے جو آپ کی خدمت موجود تھا کہا کہ بارالٰہا! تو ہمیں اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز بے پرواہ کر دے! تو حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے اُسے ہدایت فرمائی کہ اس طرح کی بات نہ کہو، بلکہ تمہیں یوں کہنا چاہیے کہ بارالٰہا تو ہمیں اپنی مخلوق کے برے

لوگوں سے بے نیاز کردے۔اس لئے کہ یقیناً ایک مومن کبھی اپنے دوسرے مومن بھائی سے بے نیاز و مستغنی نہیں ہوسکتا۔۔۔!!

۷۔ آپؑ نے فرمایا: حق پر قائم (اور سچ پر ڈٹے) رہو! اور جس چیز سے تمہارا تعلق نہیں اُس سے اجتناب برتو اور اپنے دشمن سے بچ کر رہو۔ اور دوست سے چاہے وہ کسی قوم کا بھی ہو ہوشیار رہو سوائے اس امانت دار دوست کے جو خدا سے ڈرنے والا ہو اور بدکار کی صحبت و ہمنشینی اختیار نہ کرو اور اُسے اپنے راز سے آگاہ نہ کرو! اور اپنے کام کے بارے میں صرف ان لوگوں سے مشورہ مانگو جو اللہ سے ڈرتے ہوں۔۔۔!!

۸۔ بیس برس کا ساتھ اور دوستی ایک قسم کی رشتہ داری ہے!

۹۔ اگر تمہارے لئے ممکن ہو تو کسی سے کاروباری معاملہ نہ کرو سوائے اس صورت کہ تمہیں اس پارٹی پر برتری حاصل ہو ایسا ہے تو پھر ضرور کرو!

۱۰۔ تین چیزیں دنیا و آخرت کی بڑی چیزوں میں سے ہیں۔ (۱) جو تم پر ظلم و ستم کرتا رہا ہے، اُسے معاف کردو! (۲) جو تم سے رشتہ توڑ چکا ہے تم اُس سے (رابطہ و صلہ رحمی کا سلسلہ) برقرار رکھو! (۳) جب تم سے جہالت و نادانی کا برتاؤ کیا جائے تو اُس وقت بھی تم بردباری سے پیش آؤ۔

۱۱۔ ظلم و ستم تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ کہ جسے اللہ بخشا نہیں کرتا! اور (دوسرا) وہ کہ جسے اللہ (چاہے تو) بخش دیتا ہے۔ اور تیسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نظر انداز نہیں کرتا! پہلا ظلم جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں "شرک" ہے۔ دوسرا گناہ، اللہ تعالیٰ جس سے درگزر کردیتا وہ کسی بندے کا اپنی ذات پر ظلم ہے۔ (اُن معاملات کے بارے میں جو اُس بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتے ہیں۔ یعنی حقوق اللہ جیسے نماز، روزہ وغیرہ) اور وہ ظلم جو اللہ تعالیٰ نظر انداز نہیں کرتا وہ بندوں کے آپس میں ایک دوسرے پر ظلم و ستم ہیں (اور حقوق العباد

سے متعلق ہیں)۔۔۔!!

۱۲۔ آپ نے فرمایا کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی مدد و معاونت اور اس کی حاجت براری میں سعی و کوشش سے، چاہے وہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو......اپنے آپ کو روک لیتا ہے تو پھر وہ ایسے شخص کی حاجت براری کی سعی و کوشش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جو اُس کوشش کرنے والے کے لئے باعث گناہ بھی ہوتا ہے اور اُسے کوئی اجر و ثواب بھی نہیں مل پاتا۔ اور جو شخص ایسے اخراجات میں بخل کرتا ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ہو، تو وہ ایسے پے در پے اخراجات میں مبتلا ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے موجب ہوتے ہیں!

۱۳۔ امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہر فیصلے میں مومن کے لئے بھلائی ہوتی ہے!

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کو، لوگوں کو ایک دوسرے سے مانگنے کے لئے (اصرار کرنا اور پیچھے پڑ جانا) ناپسند ہے لیکن یہی بات وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے! (کہ اُس سے اصرار کر کے مانگا جائے) درحقیقت اللہ تعالیٰ جَلَّ ذِکْرُہٗ (اُس کا ذکر بلند ہو!) اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جو اُس کے پاس ہے اُسی سے مانگا اور طلب کیا جائے!

۱۵۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اُس کے اپنے نفس کے لئے واعظ و ناصح نہ بنائے تو دوسروں کے وعظ و نصیحت بھی اس پر کوئی اثر نہیں کر سکتے!

۱۶۔ جس شخص کا ظاہر، باطن کے مقابلے میں اچھا ہو تو اُس کے اعمال کا ترازو ہلکا ہی رہے گا!

۱۷۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو دوسرے سے ملتے وقت کہتے ہیں کہ "اللہ تیرے دشمن کو سرنگوں کرے۔"

حالانکہ اُس کا دشمن (صرف) اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے!

۱۸۔ تین قسم کے لوگوں کو سلام نہیں کیا کرتے۔ (۱) اُس شخص کو جو نماز جمعہ کے لئے جا رہا ہو۔! (۲) اُسے جو جنازے کے پیچھے چل رہا ہو! (۳) اُسے جو حمام میں (مصروف) ہو۔۔۔!!

۱۹۔ وہ عالم کہ جس کے علم سے لوگ فائدہ اُٹھائیں ستر ہزار عبادت گزاروں سے افضل و برتر ہے۔۔۔!!

۲۰ کوئی غلام اُس وقت تک عالم و دانشمند نہیں ہو پاتا۔ جب تک کہ وہ حصول علم کی راہ میں اپنے (سینئر) بلند تر فرد سے رشک وحسد نہ کرے اور اپنے آپ سے (علم میں) کم مرتبہ، جونیئر فرد کو حقیر و کمتر نہ سمجھے۔۔۔!!

۲۱۔ آپؑ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اُس نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں اور اس کے بعد آپ نے یہ دو شعر پڑھے:

تعصی الا له وانت تظهر حبّه ۔۔۔ هذا لعمرک فی الفعال بدیع

لو کان حبّک صادقاً لاطعته ۔۔۔ ان ّالمحبّ لمن احبّ مطیع

تیری جاں کی قسم! یہ فعل بہت انوکھا ہے۔ کہ تو اُس کی محبت کا اظہار بھی کرتا اور اُس کی نافرمانی بھی کرتا ہے! اگر تیری اُس خدا سے محبت سچی ہوتی تو تو بے گماں اُس کی فرماں برداری کرتا کہ یہی حقیقت ہے کہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اُس کا فرماں بردار و مطیع ہوتا ہے!

۲۲۔ کسی نودولتیے کے در پر کسی (حاجت و) آرزو کے ساتھ جانا ایسا ہے۔ جیسے کسی سانپ کے (منہ) پھن میں درہم ہو۔ جس کی تمہیں ضرورت ہو اور تمہیں اُس سانپ سے خطرہ بھی ہو!

۲۳۔ تین صفات وخصائل کا مالک، اُس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اُن کا وبال اور اثرات بد دیکھ نہ لے (۱) ظلم وستم (۲) قطع رحم (۳) اور اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم جو اللہ سے جنگ کا اعلان ہو! اور بلاشبہ اسی طرح ایسی اطاعت وفرمانبرداری جس کا اجر وثواب (دوسری اطاعتوں کے مقابلے میں اسی دنیا میں) بہت ہی جلد مل جاتا ہے۔ وہ صلہ رحم ہے اور یہ صلہ رحم ایسی چیز ہے کہ جو فاجر و بدکار لوگ بھی صلہ رحم کا پاس اور رشتہ داری کے رابطے بحال رکھتے ہیں انہیں بھی اس طرزِ عمل کا صلہ ملتا ہے اور ان کے مال ومتاع دن رات..... مسلسل نشو ونما پاتے رہتے ہیں اور یوں وہ لوگ

صاحب ثروت اور تونگر ہو جاتے ہیں۔ اور جھوٹی قسم اور قطع رحم تو آباد گھروں کو اُجاڑ دیتے اور ویران کر دیتے ہیں۔

۲۴۔ معرفتِ الٰہی کے بغیر کوئی عمل (بارگاہِ الٰہی میں) قبول نہیں ہوتا اور بے عملی کے ساتھ معرفت بے کار و عبث ہے۔ اور جو صاحب معرفت ہوتا ہے اُسے اُس کی معرفت ہی تو عمل کی راہ دکھاتی ہے۔ اور جسے معرفت (وعلم) حاصل نہ ہو اس کا عمل بے قیمت ہے......!

۲۵۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کچھ لوگ نیکیوں کے لئے منتخب کر لیے ہیں اور انہیں نیکی اور نیکوکاری کی محبت عطا کر دی ہے اور نیکیوں کی جستجو اور تلاش میں رہنے والوں کو اُن کی جستجو کا طریقہ سجھا دیا ہے اور نیکیوں پر عمل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے جیسا کہ مینہ اور بارش کے لئے بنجر زمین اور اُس کے باسیوں کو زندگی بخشنا سہل اور آسان کر دیا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نیکی اور خیر کے لئے کچھ لوگ دشمن قرار دیئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں نیکی اور نیکوکاری سے دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے اور نیکی کی طلب اور جستجو میں رہنے والوں کو اُن کی طرف رُخ کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اور اُن (نیکی سے بغض رکھنے والے) لوگوں کو نیک کام کرنے سے (اُن کی توفیق سلب کر کے) روک دیا ہے جیسا کہ اُس نے بارش کو بعض بنجر اور غیر آباد زمین پر برسنے سے منع کر دیا ہے، تا کہ وہ نہ برس کر اُس زمین اور زمین والوں کو نیست و نابود کر دے اور اللہ تعالیٰ بندوں کے جو گناہ معاف کر دیتا ہے وہ بہت ہی زیادہ (اور اَن گنت) ہیں۔

۲۶۔ تم اپنے بھائی اور دوست کے دل میں محبت کا موازنہ اپنے دل میں اُس کی محبت سے کر لیا کرو۔۔۔!!

۲۷۔ ایمان تو صرف (خدا کے دوستوں سے محبت و) دوستی اور (خدا کے دشمنوں سے بغض و دشمنی (کا نام) ہے۔

۲۸۔ ہمارے شیعہ صرف وہ ہیں جو تقوائے الٰہی اختیار کریں اور اُس کی اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ اور وہ صرف تواضع و فروتنی کے اظہار، امانت کی ادائیگی، ذکرالٰہی کی کثرت، روزے، نماز، والدین سے نیکی، غریب پڑوسیوں کی دیکھ بھال، تہی دست مساکین، بے چارے قرضداروں اور یتیموں کی دیکھ بھال کرنے سے، تلاوتِ قرآن سے اور لوگوں سے سوائے خیر اور اچھائی کی بات کے..... زبان بند رکھنے سے، پہچانے جائیں اور ہمارے شیعہ اپنے خاندانوں کی ہر چیز کے امین ہوا کرتے ہیں۔۔۔!!

۲۹۔ چار چیزیں نیکی کا خزانہ ہیں۔ (۱) ضرورت و حاجت کو چھپانا، (۲) صدقے کو چھپانا (۳) درد و تکلیف کو چھپانا اور (۴) مصیبت کو چھپانا

۳۰۔ جو سچ بولتا ہے وہ پاک کردار ہو جاتا ہے۔ جو نیک نیت ہو اُس کا رزق بڑھ جاتا ہے۔ اور جو اپنے گھر والوں سے خوش اخلاقی سے پیش آتا اور اُن سے حسنِ سلوک کرتا ہے اُس کی عمر بڑھ جاتی ہے!

۳۱۔ سُستی اور بے قراری سے بچو، کہ یہ ہر برائی کی چابی ہیں۔ جو سستی کرے وہ حق ادا نہیں کرتا۔ جو بے چین و بے قرار ہو وہ حق پر صبر (واستقامت اختیار) نہیں کرسکتا!

۳۲۔ جو شخص اپنے کسی بھائی یا دوست سے..... اللہ کی راہ میں اور اللہ پر یقین و ایمان رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا کو مدِ نظر رکھتے ہوئے..... اُس سے دوستی نبھا کر، یا برقرار رکھ کر، استفادہ کرے..... تو بلا شک و شبہ اس نے نورِ خدا کے پَرتَو سے..... اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امان کا اُس دلیل و حجت کا..... جو اُسے روزِ قیامت کامیاب کردے، پائندار عزت کا، اور بڑھتی رہنے والی عزت اور تذکرے کا..... فائدہ حاصل کیا۔ اس لئے ''مومن'' یقیناً اللہ جلَّ وعزَّ سے نہ تو جدا ہے نہ پیوستہ اور جڑا ہوا (جب آپؑ نے یہ فرمایا تو) آپؑ سے پوچھا گیا نہ ''مفصول'' (جدا) ہے نہ ''موصول'' (پیوستہ اور جُڑا ہوا) کا کیا مطلب ہوا؟ تو آپ نے فرمایا

کہ ''موصول'' ملا ہوا کا مطلب ہے کہ مومن ذاتِ خدا کا جزء نہیں ہے کہ اُس سے ملا ہوا ہو اس لئے کہ وہ ''وہ'' ہے۔ اور ''مفصول'' جدا کا مطلب ہے کہ مومن اُس کی حقیقت ذات سے جدا یا الگ نہیں ہوا کہ اُس کا جزء (رہا) ہو اس لئے کہ وہ اس کے غیر سے ہے۔۔۔!!

۳۳۔ کسی شخص کے فریب خوردہ ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنی ذات کے بجائے دوسروں کے عیبوں پر نظر رکھے یا دوسروں کے اُن عیبوں پر اُنگلی اُٹھائے جن عیبوں کو خود نہ چھوڑ سکے یا اپنے ساتھی اور ہمنشیں کو غیر متعلقہ باتوں سے آزار پہنچائے۔

۳۴۔ ''تواضع'' وفروتنی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی شان و مرتبہ سے پست جگہ پر بیٹھ جانے کو (برا نہ سمجھے اور اُس) پر راضی ہو اور یہ کہ تم جس سے بھی ملو اُسے سلام کرو۔ اور اگر تم حق پر بھی ہو تب بھی تمہیں لڑائی جھگڑے کو ترک کر دینا چاہیے۔

تمہیں لڑائی جھگڑے کو ترک کر دینا چاہیے!

۳۵۔ ''مومن'' مومن کا بھائی ہے وہ اُسے گالی دیتا ہے نہ اُسے کسی چیز سے محروم یا منع کرتا ہے اور نہ ہی اُس سے بدگمانی کرتا ہے!

۳۶۔ آپؑ نے اپنے فرزند سے ارشاد فرمایا کہ: اپنے آپ کو حق کی خاطر ،، صابر ،، بنالو...... اس لئے کہ جو شخص حق کی خاطر کوئی ایک چیز دینے سے بچتا ہے اُسے باطل کے لئے اُس جیسی دو چیزیں دینا پڑتی ہیں!

۳۷۔ بدخوئی اور اَکھڑ پَن جس کا نصیب ہو جائے اُس شخص سے ایمان کو چھپا لیا جاتا ہے!

۳۸۔ یقیناً اللہ تعالیٰ......، بے حیا...... گُلَیر (گالی دینے والے) شخص سے (دشمنی اور) نفرت کرتا ہے!

۳۹۔ بے شک، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذہنی اور جسمانی، دو قسم کی سزائیں ہوتی ہیں......! جیسے زندگی میں تنگدستی...... اور عبادت کے لئے ناطاقتی و کمزوری! اور کسی شخص کو سخت دلی و قساوت قلبی

سے زیادہ بڑی سزا، کوئی نہیں دی گئی!

۴۰۔ آپؑ نے فرمایا: روزِ قیامت جب ایک منادی...... پکارے گا کہ "صابر لوگ" کہاں ہیں؟ تو لوگوں کا ایک گروہ اُٹھ کھڑا ہوگا......!

اس کے بعد، منادی پھر پکارے گا کہ "مُتَصَبّر حضرات" کہاں ہیں......؟

تو لوگوں کا ایک اور گروہ اُٹھ کھڑا ہوگا......! (یہ سن کر راوی کہتا ہے کہ) میں نے عرض کیا...... میں آپ پر قربان جاؤں! یہ "صابر" اور "مُتَصَبّر" کون لوگ ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ: "صابر" و بردبار وہ لوگ ہیں جو واجبات و فرائض کی انجام دہی کے دوران صبر و بردباری، استقامت و برداشت سے کام لیتے ہیں ......اور...... "مُتَصَبّر" وہ لوگ ہیں جو حرام سے بچنے کے لئے صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں!

۴۱۔ آپؑ نے فرمایا کہ! اللہ فرماتا ہے کہ! اے آدمؑ کے بیٹے!...... جو چیزیں میں نے تجھ پر حرام کر دی ہیں...... تو اُن سے پرہیز و اجتناب کر...... تاکہ تو لوگوں میں پارساترین ہو جائے!

۴۲۔ سب سے افضل عبادت، پیٹ اور شرمگاہ کو پاک رکھنا ہے!

۴۳۔ خوش روئی اور چہرے کی رونق (لوگوں کی) محبت اور اللہ سے نزدیکی و تقرب کا...... اور ترش روئی اور چہرے کی بے رونقی (لوگوں سے) بغض و دُشمنی پیدا کرنے اور اللہ تعالیٰ سے دوری و بُعد...... کمانے کا ذریعہ ہے!

۴۴۔ کسی شخص نے مجھ تک پہنچنے اور مجھ سے نزدیک ہونے کے لئے...... کوئی ذریعہ و وسیلہ بنایا ہے تو...... صرف اس لئے کہ...... میرا وہ ہاتھ...... جس کو وہ اپنی جانب (بڑھا ہوا) دیکھنا اور اُس کا خود سے اور قریب دیکھنا پسند کرتا ہے!

اور یہ ہاتھ...... ایسا ہاتھ ہے کہ جس کے پیچھے آنے والا (دوسرا ہاتھ پہلے والے ہاتھ (کے عمل کے تسلسل) کی حفاظت...... اور اُس کی سیرابی (کی صلاحیت یعنی داد و دِہش کے عمل) میں مزید

بہتری لانے کے لیے ہوتا ہے اس لیے کہ بعد والے ہاتھوں کا......دادودہش کے کام سے دریغ کرنا......پہلے والے ہاتھ (کے کارناموں اور دادودہش) کی شکرگزاریوں کی زبان کو بھی کاٹ (کرشکریے کی ادائیگی سے روک) دیتا ہے!

......اور میرا دل تو مجھے پہلی حاجات وضروریات کورد کرنے کی ہی اجازت نہیں دیتا!!

۴۵۔ ''حیا'' اور ایمان''......دونوں ایک ہی بندھن میں بندھے ہیں......اِن دونوں میں سے جب ایک جاتا ہے، تو دوسرا اُس کے پیچھے پیچھے چلا جاتا ہے!

۴۶۔ اس ''دنیا کو''......تو، نیکوکار اور بدکار دونوں ہی حاصل کر لیتے ہیں......!

اور یہ حقیقت ہے کہ، اللہ تعالیٰ ''دین'' تو اپنے مخصوص بندوں کے علاوہ کسی اور کو دیتا ہی نہیں!!

۴۷۔ ''ایمان'' تو اقرار اور عمل کو (ملاکر) کہتے ہیں......اور......

''اسلام'' بنا عمل کے، صرف اقرار کر لینے ہی کا نام ہے......!

اور مزید'' فرمایا کہ'' : ''ایمان'' وہ ہے، جو'' دل میں'' ہوتا ہے......اور ''اسلام'' وہ ہے..جس کی بنیاد پر آپس میں ''نکاح'' بیاہ کئے جاتے ہیں اور ''میراث'' تقسیم کی جاتی ہے اور اِس (اسلام) کی وجہ سے ''جانیں'' محفوظ کر دی جاتی ہیں......اور ''ایمان'' میں ''اسلام'' بھی شامل وشریک ہوتا ہے اور ''اسلام'' میں ''ایمان'' کا شامل وشریک ہونا ضروری نہیں ہے!

۴۸۔ جس نے کسی شخص کو (کتابِ) ہدایت کے کسی باب کی تعلیم دی تو اُس کو اُس شخص کی مانند اجروثواب ملتا ہے جس نے اُس پر خود عمل کیا ہو......اور اُن (دونوں) کے اجروثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا جاتا......! اور و......جس نے دوسروں کو (کتاب) گمراہی کا کوئی باب تعلیم دیا تو اُس کے کاندھوں پر، اُس شخص کی طرح (گناہ کا) بوجھ ہوگا، جس شخص نے اُس پر خود عمل کیا ہو اور اُس کے گناہوں کے بوجھ میں سے ذرا سا بھی کم نہیں کیا جائے گا!!

۴۹۔ (ویسے تو......) چاپلوسی اور رشک وحسد مومن کے اخلاق وعادات نہیں ہیں......الا یہ کہ

طلب وجستجوئے علم کی خاطر ہوں!!

۵۰۔آپؑ نے فرمایا کہ، جب ''عالِم'' سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا جائے اور وہ اُس کے بارے میں لاعلم ہوتو اُسے کہہ دینا چاہئے کہ.....اَللّٰہُ اَعلَمُ !اللہ ہی سب سے زیادہ علم والا ہے !.....لیکن یہ بات ''اللہ اَعلم'' کہنا غیرِ عالم کے لئے سزاوار وشایاں نہیں!

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اُسے یہ کہنا چاہیے کہ:.....''میں نہیں جانتا''.....اور یہ اس لئے (کہہ دینا چاہیے) کہ سائل کے دِل میں شک نہ ڈال دے!(کہ ویسے تو میں بھی عالم ہوں یا جانتا ہوں مگر اللہ تو سب سے زیادہ جانتا ہے!)

۵۱۔سب سے پہلے عربی زبان کے لئے جس شخص نے زبان کھولی وہ اسماعیل ابن ابراہیم علیہما السلام ہیں جن کی عمر اُس وقت.....تیرہ (۱۳) برس تھی اور (اس سے پہلے) وہ بھی اپنے والد اور بھائی کی زبان ہی بولا کرتے تھے.....لہٰذا، یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس زبان (عربی) میں آغازِ سخن کیا.....اور یہ وُہی (ہیں جن کا لقب) ''ذَبِیحُ''(اللہ) ہے!

۵۲۔آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ.....کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتادوں؟

کہ جب اُسے بجالاؤ تو.....''سلطان'' اور ''شیطان'' تم سے دور ہو جائیں!

''ابوحمزہ نے عرض کیا کہ.....:ہمیں بتایئے..... تا کہ اُسے بجالائیں! آپؑ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ.....صبح کے وقت صدقہ دیا کرو.....کیوں کہ، صدقہ دینا شیطان کا مُنہ کالا کرتا ہے.....اور بادشاہ یا سلطان کے ظلم وستم (کی طاقت) کو تمہارے اُس دن کے لئے (جس دن صدقہ دیا جاچکا ہو.....) توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا ہے.....اور تم پر لازم ہے کہ راہِ خدا میں اور رضائے الٰہی کی خاطر ،لوگوں سے دوستی، محبت ومودّت کرو.....اور نیک عمل (کے موقعہ) پر ایک دوسرے کی مدد اور آپس میں تعاون کرو.....کیونکہ..... یہ کام ان دونوں یعنی ''سلطان'' وشیطان'' (کے ظلم اور وسوسوں) کی جڑ ہی کاٹ دیتا ہے.....!اور تم سے جتنا ہو سکے استغفار وطلب بخشش کے لئے

......بارگاہِ خداوندی میں الحاح واصرار، کیا کرو......!

اس لئے کہ، یہ چیز گناہوں کو مٹا (کرنسیت ونابود کر) دیتی ہے!

۵۳۔اور......آپؑ نے فرمایا کہ: یہ ''زبان'' ہر خیر وشر کی کُنجی ہے مومن کو چاہئے کہ......وہ جیسے ،اپنے سونے چاندی کو مُہر بند کر کے رکھتا ہے......ویسے ہی اپنی ''زبان'' پر مُہر لگالے......! (خاموش رہا کرے)......کیونکہ......رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ :''اُس'' مومن'' پر اللہ کی رحمت ہو، جو اپنی زبان کو ہر (ناپسندیدہ بات اور) برائی سے روک لے ......اور یہی (زبان کو روک لینے کا عمل) اُس کی جان کا صدقہ ہے......!

اس کے بعد......امام علیہ السلام نے فرمایا کہ: ہر شخص اُسی وقت تک گناہوں سے سالم اور محفوظ رہتا ہے......جب تک کہ، وہ اپنی ''زبان'' کو خزانے کی طرح (مُہر بند) رکھے!!

۵۴۔''غیبت'' یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بھائی، دوست کی جن باتوں کو پوشیدہ رکھا ہے تم اُنہی کے بارے میں بات کرو......!!

لیکن اُس کے وہ ظاہری اوصاف......جیسے اُس کا ''غصّہ'' اور اس کی ''جلد بازی''......تو اُن کے بارے میں کچھ کہنے میں کوئی حرج اور برائی نہیں!

اور......''بہتان''......درحقیقت یہ ہے کہ، تم اپنے دوست یا بھائی کے بارے میں وہ بات (اور عیب) بتاؤ......جو اُس میں موجود ہی نہ ہو!!

۵۵۔یقیناً! قیامت کے دن، تمام لوگوں سے زیادہ ندامت وحسرت اس بندے کو ہوگی جو ''عدالت'' کی (زبانی تعریف و) توصیف تو (بہت) کرے، مگر......دوسرے کے حق میں (عمل) خلافِ عدل کرے!

۵۶۔تم پرورع و پارسائی، جدوجہد (اور محنت)، سچ بولنا اور امانت اُسی شخص کو ادا کرنا (یا لوٹانا) جس نے تمہارے سپرد کی ہو......چاہے وہ نیکوکار ہو یا بدکار و فاجر......!سو......اگر امام علی ابن ابی

طالب علی اسلام کا قاتل بھی کوئی امانت میرے سپرد کرے......تو میں اُسی کو واپس لوٹاؤں گا!

۵۷۔رشتہ داروں سے روابط و تعلقات برقرار و بحال رکھنا......اعمال و کردار کو پاک و پاکیزہ رکھتا ہے اور مال و اسباب کو بڑھاتا ہے، آزمائش و ابتلاء کو دور کرتا......اور روزِ قیامت کے حساب کتاب کو سہل و آسان کر دیتا ہے......اور......موت کے وقت (حقیقی) میں تاخیر کرتا ہے!

۵۸۔اے لوگو!......تم تو، اِس دنیا میں وہ ہدف و نشانہ ہو جس پر موت، تیراندازی کر رہی ہے ......تمہارا آنے والا نیا دن تو جب تک آتا ہی نہیں ....کہ مدتِ عمر کا ایک دوسرا دن (پورا) گزار نہ لے!......پس تمہارا کون سا لقمہ ہے جو گلوگیر نہ ہو؟ اور کون سا گھونٹ ہے، جس میں اُچھو نہ لگے!......

تم جہاں سے کوچ کر رہے ہو، وہاں سے آگے کی منزل کو آباد کرنے کے لئے صلاح و فلاح کے کام کرو!......اِس لئے (تمہارا) "آج" کا دن، غنیمت ہے......اور "کل" کا تمہیں کیا پتہ کس کا ہو؟؟ یہ "دنیا والے" تو، وہ مسافر ہیں جو اس دنیا میں باندھے ہوئے ساز و سامانِ سفر کو دوسری سرائے (آخرت) میں ہی کھولیں گے!......اور ہماری تو جڑیں (ماضی کے لوگ) نیست و نابود ہو گئیں اور ہم تو (بس) اُنہیں کی شاخیں ہیں! اور...... جب جڑیں ہی ختم ہو جائیں تو شاخیں بھی کہاں باقی رہیں گی......؟؟......کہاں ہیں وہ لوگ......؟ جو تمہاری بہ نسبت لمبی عمروں اور دراز و بلند آرزوؤں والے تھے؟!

اے آدمؑ کے بیٹے......!!......تمہیں وہ پیش آ گیا......جس کو دور کرنے کی طاقت و سکت نہیں......اور وہ جو تمہارے ہاتھ سے جا چکا......وہ تو واپس نہیں آئے گا!......اور تم اِس جلد صرف ہو جانے والی زندگی کو، زندگی مت شمار کرو!......اور تمہارے لیے اس میں کچھ لذت و مزہ تو ہے......جو تمہیں، تمہاری موت وَ اجل سے نزدیک اور قریب کرتا چلا جا رہا ہے......تو گویا،...... تم (گمشدہ یا) بچھڑے ہوئے دوست اور ایسا سایہ ہو جو (گھٹتے گھٹتے) گزر چکا ہے......!!

اس لیے، تمہیں اپنی ذات کا خیال رکھنا اور اُس کے سِوا...... سب کو چھوڑ دینا چاہیے...... اور (اس سلسلے میں) تمہیں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا چاہیے...... وہ تمہاری مدد کرے گا.........!!

۵۹۔ اگر کسی شخص نے ویسی ہی نیکی کی، جیسی اُس کے ساتھ کی گئی تھی.......... تو یقیناً اس نے بدلہ (اتار دیا)...... برابر کر دیا......! اور جو بدلہ نہ اتار سکا...... اور کمزور رہا، اُسے شکریہ ادا کرنا چاہیے......! اور جو شکریہ ادا کرے گا.......... تو وہ، صاحبِ کرامت و بزرگی قرار پائے گا..........!!...... اور جسے یہ معلوم ہے کہ.......... جو کچھ کیا، اُس نے اپنے نفس (کی تسلی و تسکین) کے لیے کیا ہے...... تو وہ، لوگوں کے شکریہ ادا کرنے کا انتظار نہیں کرے گا.......... اور اُن سے (جان و مال نچھاور کر دینے والی) محبت و مودّت میں اضافے کا بھی خواہشمند نہیں ہوگا.......... لہٰذا...... تم، دوسرے سے اُس چیز کے شکریے کے آرزومند نہ رہو.......... جو تم نے اپنے نفس کی تسلی و تسکین کی اور اپنی عزت کو بچانے کی خاطر کیا ہے!!.......... اور تم، یہ بات جان لو کہ ...... ضرورتمند تو، تم سے سوال کر کے اپنی عزت و آبرو کا خیال نہیں کر رہا، اس لئے تم ہی اسے (خالی) واپس لوٹانے سے...... گریز کر کے...، اپنی عزت و آبرو کا خیال کرو!

۶۰۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن پر بلا و سختی کے ذریعے، (درحقیقت) اُس پر لطف و کرم کرتا ہے......! جیسے کوئی مسافر، اپنے گھر والوں پر.......... سوغات اور تحفوں کے ذریعے نظرِ کرم کرتا ہے اور...... اللہ تعالیٰ دنیا سے اُس کو ویسے ہی پرہیز کرواتا ہے جیسے کوئی ڈاکٹر یا طبیب، اپنے بیمار کو، پرہیز کرواتا ہے!!......

۶۱۔ اللہ تعالیٰ، دنیا تو دوست اور دشمن دونوں کو عطا کرتا ہے......! مگر، دین تو صرف اُس کو ہی عطا کرتا ہے...... جو اُس سے محبت کرے!

۶۲۔ حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ فقط وہ لوگ ہیں جو ہماری ولایت کا پاس کرتے ہوئے آپس میں ایک دوسرے کے لیے جان اور مال سب خرچ کر دیتے.......... اور ہماری مودّت کی خاطر

آپس میں محبت کرتے ہیں اور ہمارے معاملات و امور کو زندہ رکھنے کے لیے...... ایک دوسرے سے ملاقات کو جاتے رہتے ہیں!...... اگر انہیں غصہ آ جائے، تب بھی وہ ظلم و ستم نہیں کرتے اور خوش ہوں، تب بھی...... اُس کے اظہار میں حد سے نہیں گزرتے!...... اپنے پڑوسیوں کے لیے (باعثِ) برکت...... اور ساتھیوں کے لیے (مجسم) صلح و اَمن ہوتے ہیں!

۶۴۔ اگر...... (منگتا)، فقیر جان لیتا کہ مانگنے میں کیا (عیب) ہے؟ تو کوئی فقیر کسی سے نہ مانگتا.......... اور اگر وہ شخص جس سے مانگا گیا ہے، جان لیتا کہ منع کرنے میں کیا (برائی) ہے تو، کوئی کسی کو منع ہی نہ کرتا......!

۶۵۔ آپؑ نے فرمایا کہ: اللہ کے کچھ بندے ہیں...... کہ وہ اور ان کے اطراف و اکناف میں رہنے والے ہیں لوگ بابرکت اور سادگی و سہولت سے زندگی بسر کرتے ہیں اور وہ..... بندگانِ خدا کے لیے "بارش" کی مانند ہوتے ہیں (کہ وہ سب کے لیے ہوتی ہے!) اور اللہ کے کچھ بندے، ایسے ملعون...... زیادہ مانگنے اور کم داد و دہش والے ہوتے ہیں...... جو نہ خود امن و سکون سے رہتے ہیں نہ اُن کے پڑوسی امن چین سے زندگی بَسر کرتے ہیں......! وہ اللہ کے بندوں میں .... ٹِڈی دَل کی مانند ہیں...... جس کھیت پر آ جائیں، اُسے تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں!!

۶۶۔ آپ نے فرمایا:۔ لوگوں سے اُس بہترین انداز سے بات کہو...... جس طرح تم چاہتے ہو ...... کہ تم سے کہی جائے، کیوں کہ...... اللہ تعالیٰ لعنت بھیجنے، گالیاں دینے اور مومنین پر طعنہ زنی کرنے والے...... بداخلاق و بدکلام، چمٹ جانے والے فقیر بھکاری سے نفرت، بغض و دشمنی رکھتا ہے! اور وہ جلَّ جلالہ...... حیادار، بردبار، پاک دامن اور پاکدامنی کی دشواریاں برداشت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے!!

۶۷۔ آپؑ نے فرمایا کہ:۔ اللہ تعالیٰ، بہ آوازِ بلند، سلام کرنے کو پسند کرتا ہے!!!

تمت بالخیر